جامع المعجزات

فرید بُک سٹال لاہور

Scanned with CamScanner

[illegible] = 83 [illegible]

الحمد لله رب العالمین نحمده ونصلی ونسلم علی
رسوله الکریم وعلی آله المطیبین الطاهرین
واصحابه الکرام ... المعظمین اجمعین
اما بعد فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم
لقد جاءکم رسول من انفسکم
عزیز علیه ما عنتم
حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم

رحمة للعالمین

[illegible] = 139

[illegible] = 83

[illegible] = 131/2

[illegible] = 233/6

[illegible] کی تعداد ص ۱۳۲

جامع المعجزات

فی سیر خیر البریات
علیہ ازکی التحیات

تالیف

الشیخ محمد الواعظ الرہاوی رحمہ اللہ

ترجمہ

عطاء المصطفیٰ جمیل
ایم۔اے عربی گولڈ میڈلسٹ

ناشر

فرید بک سٹال

اردو بازار لاہور

جُملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نامِ کتاب ———— جامع المعجزات
مُصنّف ———— الشیخ محمدؐ الواعظ الرهاوی رحمۃ اللہ علیہ
مُترجم ———— عطائے مصطفیٰ جمیل۔ ایم۔ اے۔ عربی
ناشر ———— فرید بک سٹال۔ ۳۸، اُردو بازار۔ لاہور
کتابت ———— دار الکتابت حضرت کیلیانوالہ
مطبع ———— رومی پرنٹرز۔ لاہور
تاریخ اشاعت ———— فروری سنہ ۱۹۹۲ء
قیمت ———— روپے

فہرست

معجزہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	معجزہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱	باعثِ ایجادِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم	۱۰	۱۳	گوہ کی گواہی	۴۳
۲	گود میں تیری چاند اترنے والا ہے	۱۳	۱۴	جفا سے توبہ	۴۶
۳	حسنین کا فاقہ اور جنت کی ناقہ	۱۶	۱۵	شیخین کے دشمن کا عبرتناک انجام۔	۵۰
۴	بخیل کا انجام	۱۹	۱۶	بال کا کمال	۵۳
۵	زمین پر حکومت	۲۱	۱۷	شیخین کے صدقے	۵۵
۶	وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے۔	۲۳	۱۸	جنت کا دولہا	۵۶
			۱۹	غیبت سے نفرت	۶۱
۷	بت بول اٹھے	۲۵	۲۰	روحوں کا ملاپ	۶۳
۸	جنات کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)	۲۷	۲۱	شہزادۂ جنت کی پیدائش	۶۸
۹	جب کرم ہونا ہے۔	۳۲	۲۲	حسنین کے صدقے	۷۲
۱۰	سینۂ سنگ سے شجر کاری۔	۳۵	۲۳	دل نازک ہے ٹوٹ نہ جائے۔	۷۴
۱۱	دانائے غیوب (صلی اللہ علیہ وسلم)۔	۳۸	۲۴	حسین کی شان اور ایک عجیب و غریب داستان۔	۷۵
۱۲	چاہ کن را چاہ در پیش	۴۱			

معجزہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	معجزہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۲۵	رسول الانس والجان	۸۰	۴۰	رب راکھا	۱۱۷
۲۶	بغض ہو جس سینے میں صدیق اور فاروق کا۔	۸۵	۴۱	اشدّاء ارحم	۱۱۸
۲۷	جہنم کے مناظر	۸۷	۴۲	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے والے۔	۱۱۹
۲۸	ماما	۹۰	۴۳	مریم وفاطمہ	۱۲۳
۲۹	دلاتے بیریاں	۹۲	۴۴	رزم حق وباطل ہو تو فولاد ہے مومن۔	۱۲۴
۳۰	الٰہی عمر درود وسلام میں گذرے	۹۴	۴۵	حدیث دلبراں	۱۲۸
۳۱	جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں	۹۵	۴۶	کان جدھر لگا ہے تیری ہی داستان ہے۔	۱۳۱
۳۲	نالۂ ہجر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)	۹۶			
۳۳	ناقۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)	۹۷	۴۷	صلح کی شیرینی۔	۱۳۴
۳۴	سب کا رسول	۱۰۰	۴۸	لینے کے دینے پڑ گئے۔	۱۳۶
۳۵	مضر بن دارم کے حالات اور عجیب وغریب سوالات	۱۰۲	۴۹	طَابَ طَابَ و ماذا ماذا (صلی اللہ علیہ وسلم)	۱۳۹
۳۶	نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات	۱۰۹	۵۰	ان کے دشمن پر لعنت خدا کی۔	۱۵۰
۳۷	تو سلامت ہے تو سب ہیچ ہیں یہ رنج والم۔	۱۱۱	۵۱	جسے اللہ رکھے	۱۵۲
۳۸	سب کا رازق	۱۱۳	۵۲	مٹ گئے، مٹتے ہیں، مٹ جائیں گے اعدا تیرے۔	۱۵۴
۳۹	ان پر عیاں ہے مستقبل۔	۱۱۴	۵۳	منکر کو غیبی سزا	۱۵۶
۴۰	کلید جنت	۱۱۵	۵۴	دعائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)	۱۵۷

معجزہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	معجزہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۵	ابوجہل پر خوف	۱۵۸	۷۱	درخت کی حاضری	۱۹۳
۵۶	اقرأ باسم ربك الذى خلق	۱۵۹	۷۲	فتح خیبر	۱۹۴
۵۷	نیت بری نہ تھی	۱۶۰	۷۳	شق القمر	۱۹۶
۵۸	آزمائش	۱۶۳	۷۴	پرندے کا نطق	۲۰۰
۵۹	تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی۔	۱۶۵	۷۵	اجنبی شہید	۲۰۱
			۷۶	مکتوبا فی التوراۃ	۲۰۳
۶۰	رحمت کی برکھا۔	۱۶۷	۷۷	ان اللہ معنا	۲۰۷
۶۱	وہ جن کو مدینہ کی ہوا راس آئی	۱۶۸	۷۸	جابر کا مکان، ایک ہزار مہمان	۲۰۸
۶۲	سنگ ساری کی سزا	۱۷۰	۷۹	شفا دینے والا	۲۱۰
۶۳	شہد میں شفا ہے۔	۱۷۴	۸۰	انگلیاں ہیں فیض پر	۲۱۱
۶۴	لَا یُؤْمِنُوْنَ	۱۷۵	۸۱	درختوں کی اطاعت	۲۱۲
۶۵	غیرت فاروق	۱۷۷	۸۲	ہمارے طبیب	۲۱۳
۶۶	لك حسبى فداء لك روحى فداء	۱۷۹	۸۳	لعاب دہن کا اثر	۱۱۴
			۸۴	غزوۂ حنین	۲۱۵
۶۷	والشق القمر	۱۸۵	۸۵	امّ ابی ہریرہ	۲۱۶
۶۸	والشمس والقمر بحسبان۔	۱۸۷	۸۶	کھجوروں میں برکت	۲۱۷
			۸۷	تکثیر طعام	۲۱۸
۶۹	توتی الملك من تشاء	۱۹۰	۸۸	تکثیر آب	۲۲۰
۷۰	معجزہ عصا۔	۱۹۱	۸۹	طعام میں برکت	۲۲۱

معجزہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	معجزہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۹۰	مہمانِ خصوصی	۲۲۲	۱۰۷	دندانِ مبارک	۲۶۳
۹۱	گواہی	۲۲۴	۱۰۸	خوابِ مبارک	۲۶۳
۹۲	کھجوروں کی گواہی	۲۲۵	۱۰۹	دل مبارک	۲۶۳
۹۳	بھیڑیے کی گواہی	۲۲۶	۱۱۰	مُہرِ نبوّت	۲۶۴
۹۴	لقمہ بول اٹھا	۲۲۷	۱۱۱	صدرِ والا قدر	۲۶۴
۹۵	برکت ہی برکت	۲۲۸	۱۱۲	انگشت مبارک	۲۶۵
۹۶	خدیجہ! سورج تیرے آنگن ہیں۔	۲۲۹	۱۱۳	قدم مبارک	۲۶۵
۹۷	نکاح جو عرش پر ہوا، گواہی جو اللہ نے دی۔	۲۳۹	۱۱۴	مبارک انگلیاں	۲۶۶
			۱۱۵	پسینہ مبارک	۲۶۶
۹۸	جنت کی شہزادی بنتِ رسول کی شادی	۲۴۵	۱۱۶	ناخن مبارک	۲۶۶
			۱۱۷	بول و براز مبارک	۲۶۷
۹۹	خاتونِ جنت کا سفرِ آخرت۔	۲۴۹	۱۱۸	بال مبارک	۲۶۷
۱۰۰	.... اور بچے زندہ ہوگئے۔	۲۵۲	۱۱۹	تھوک مبارک	۲۶۸
۱۰۱	نرالی دعوت	۲۵۷	۱۲۰	تسخیر	۲۶۸
۱۰۲	نور	۲۶۱	۱۲۱	فاتح	۲۶۹
۱۰۳	سائبان	۲۶۱	۱۲۲	لمس مبارک	۲۶۹
۱۰۴	آنکھ مبارک	۲۶۱	۱۲۳	رومال مبارک	۲۷۰
۱۰۵	قوتِ شامہ	۲۶۲	۱۲۴	مبارک تلوے	۲۷۰
۱۰۶	لب مبارک	۲۶۲	۱۲۵	لباس مبارک	۲۷۱

معجزہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	معجزہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱۲۶	مبارک کھانا	۲۷۱	۱۴۱	جنت کے جوڑے	۲۷۸
۱۲۷	هُوَ يُطْعِمُنِي	۲۷۲	۱۴۲	تر و خشک کھجوریں	۲۸۰
۱۲۸	راکب و مرکب	۲۷۲	۱۴۳	روضہ مبارک	۲۸۱
۱۲۹	فضلاتِ طاہرات	۲۷۳	۱۴۴	نور و ظہور	۲۸۲
۱۳۰	اَلْطَفْ و اَنْظَفْ	۲۷۳	۱۴۵	شیخ نجدی	۲۸۵
۱۳۱	یہ نیند نہیں بیداری ہے۔	۲۷۴	۱۴۶	عکرمہ بن ابوجہل کا مشرف بہ اسلام ہونا۔	۲۹۲
۱۳۲	مبارک ہتھیلیاں	۲۷۴			
۱۳۳	قامتِ زیبا	۲۷۴	۱۴۷	عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۹۶
۱۳۴	ہیبت	۲۷۵	۱۴۸	کعبے کا کعبہ	۳۰۶
۱۳۵	نور بخش	۲۷۵	۱۴۹	کعبہ اور قلیا	۳۰۸
۱۳۶	انگلیوں کی برکت سے	۲۷۶	۱۵۰	اَلْبَدْرُ فِي الْبَدْرِ	۳۱۷
۱۳۷	فریادی	۲۷۶	۱۵۱	بڑے حلم والے کو لائی حلیمہ۔	۳۳۲
۱۳۸	لُؤلُؤ والمرجان	۲۷۷	۱۵۲	شیر خوارگی	۳۴۰
۱۳۹	کھلاتے یہ ہیں	۲۷۷	۱۵۳	حیرت اندر حیرت	۳۴۵
۱۴۰	زہر سے خوشبو	۲۷۸	—		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم
الی کافۃ المخلوقات من الجن والانس واوضح دینہ علیٰ
سائر الادیان بالدلائل الواضحات والمعجزات الباہرات
والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ ورسولہٖ محمدٍ صلی اللہ
علیہ وسلم صاحب الأنوار الساطعات وکاشف الظُلمات
وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ وازواجہ الطاہرات **اما بعد**

اس رسالہ مبارکہ کا مؤلف الشیخ محمد الواعظ الرہاوی عرض پرداز ہے کہ میں نے کتب معتبرہ، تفاسیر واضحہ، شروح احادیث اور کتب سیر و مواعظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو متعدد مقامات پر منتفرق پایا تو ارادہ کیا کہ ان بکھرے ہوئے معجزات کو ایک کتاب میں جمع کر دوں۔ حضور کے تمام معجزات کو یکجا کر دینا اگرچہ ناممکن ہے، کیونکہ آپ کے معجزات احاطۂ شمار میں نہیں آسکتے پھر بھی میں نے اپنی بساط کے مطابق آپ کے معجزات کو جمع کیا ہے۔

اس مجموعہ کا نام "جامع المعجزات" رکھ کر رضائے الٰہی کا طلب گار ہوں۔ اس کو اپنے لیے ذخیرۂ آخرت جان کر ہنگامۂ محشر میں شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی اُمّید رکھتا ہوں۔ یہ کتاب رجب المرجب سنہ ۸۴ھ میں مکمل ہوئی۔ خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ میں دُعا کرتا ہوں کہ وہ مجھ کو اور آپ کو ان لوگوں کے زمرے میں شامل فرمائے جنہیں دنیا میں کسی سے خطرہ ہے اور نہ ہی آخرت میں کوئی کھٹکا۔

آمین بجاہِ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم!

معجزہ

باعثِ ایجادِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

آثار میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار ٹہنیوں والا ایک خوبصورت درخت پیدا فرمایا جس کا نام شجر الیقین ہے۔ پھر اللہ نے اس درخت پر نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک طاؤس کی صورت میں بٹھا دیا۔ تو طاؤس نے وہاں ستر ہزار برس اللہ کی تسبیح بیان کی۔ اس کے بعد اللہ نے آئینۂ حیا بنا کر طاؤس کے مقابل رکھا۔ اپنے حُسن و جمال کو دیکھ کر طاؤس نے اللہ رب العزّت کی بارگاہ میں پانچ سجدے کیے جو فرض قرار پائے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے حضور علیہ السلام کی اُمت پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ٹھہرائیں۔

پھر طاؤس (نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر جب اللہ نے رحمت کی نگاہ ڈالی تو وہ شرم و حیا کے پسینہ سے شرابور ہوگیا۔

- اس نور کے سرِ مبارک کا پسینہ لے کر اللہ نے تمام ملائکہ پیدا فرمائے۔
- چہرۂ انور کے پسینہ سے عرش، کرسی، لوح، قلم، سورج، چاند، حجاباتِ نور، کواکب اور عجائباتِ عالم بنائے گئے۔
- سینۂ بے کینہ کے پسینہ سے انبیاء و مرسلین، علماء، و کاملین، اور شہداء و صالحین کی پاکیزہ روحوں کو پیدا کیا۔
- پشتِ مبارک کے پسینہ سے بیت المعمور، کعبہ، بیت المقدس اور کائنات بھر کی سجدہ گاہیں تخلیق کی گئیں۔

- ابروئے پاک کے پسینہ سے مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات پیدا ہوئے۔
- قدمانِ مبارک کے پسینہ سے مشرق و مغرب، شمال و جنوب اور معدنیات و عجائبات پیدا فرما کر اللہ نے فرمایا:

"میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور! چاروں طرف دیکھو!"

آپ نے چاروں طرف دیکھا تو نور ہی نور نظر آیا۔ یہ جلوے صدیق اکبر، فاروقِ اعظم، عثمان غنی اور حیدرِ کرار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نور کے تھے۔ آپ کا نور اس کیفیت میں ستر ہزار برس تک اللہ کی تسبیح کرتا رہا۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کی ارواح کو جب نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا فرمایا تو تمام انبیاء کی ارواح نے یک زبان کہا:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

پھر اللہ نے عقیق احمر سے ایک قندیل بنائی اور نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صورتِ دنیوی میں ڈھال کر قندیل میں رکھا۔ قندیل میں آپ اس طرح کھڑے رہے جس طرح نماز میں قیام ہوتا ہے۔ تمام ارواح قندیل کا طواف کرنے لگیں۔ روحوں کا یہ طواف ایک ہزار برس تک جاری رہا۔

پھر اللہ نے ارواح کو حکم دیا کہ میرے محبوب کو دیکھو۔ روحوں نے تعمیل کی۔ ارواح میں سے جس جس نے ______

- سرِ اقدس کو دیکھا وہ دُنیا میں سُلطان اور فرماں روا بن گیا۔
- ابروئے مبارک دیکھا وہ امیرِ عادل بن گیا۔
- آنکھ مبارک کو دیکھا وہ وسیع النظر اور کشادہ ظرف بن گیا۔
- پیشانی پر نگاہ ڈالی وہ نقاش بن گیا۔
- گوش مبارک کو دیکھا وہ مقبول فی الانام ہوگیا۔

- سینۂ بے کینہ کو دیکھا وہ دانا اور احسان کرنے والا بن گیا۔
- ناک مبارک دیکھا وہ طبیب اور عطار ہوا۔
- ہونٹ مبارک کو دیکھا وہ وزیر بن گیا۔
- دہن شریف کو دیکھا وہ روزہ دار بن گیا۔
- دانتوں کی زیارت کی وہ حسین و جمیل ہوا۔
- زبان مبارک کی زیارت کی وہ بادشاہوں کا سفیر ہوا۔
- حلق انور کو دیکھا وہ واعظ، ناصح اور موذن بن گیا۔
- ریش مبارک کو دیکھا وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہوا۔
- گردن مبارک کو دیکھا وہ تاجر ہو گیا۔
- دست مبارک کو دیکھا وہ سخی بن گیا۔
- انگلیاں دیکھیں وہ خطاط اور خوشنویس ہوا۔
- شکم انور پر نگاہ ڈالی وہ صابر اور قناعت پیشہ بن گیا۔
- کندھوں کو دیکھا وہ عابد و زاہد بن گیا
- پاؤں مبارک دیکھے وہ مہاجر فی سبیل اللہ بن گیا۔
- ناخن مبارک دیکھے وہ قاضی، مفتی یا جج بن گیا۔

لیکن جن روحوں نے آپ کو بالکل نہ دیکھا وہ یہودی، نصرانی، مجوسی اور فراعنہ ہوئے۔ حقیقتِ حال کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ جامع الدرر میں اسی طرح منقول ہے۔

معجزہ

گود میں تیری چاند اُترنے والا ہے

سیدنا صدیق اکبر زمانۂ جاہلیت میں بہت بڑے تاجر تھے۔ ملک شام میں آپ کے ساتھ ایک ایسا واقعہ پیش آیا جو ان کے قبول اسلام کا پیش خیمہ بن گیا۔ ہُوا یوں کہ خواب میں آپ نے دیکھا کہ چاند اور سورج ان کی گود میں اُتر آئے ہیں۔ اور وہ انہیں چادر میں لپیٹ کر سینے سے لگا رہے ہیں۔ بیدار ہُوئے تو آپ ایک راہب کے پاس تشریف لے گئے کہ خواب کی تعبیر دریافت کروں۔ آپ نے پُورا خواب بیان کیا تو راہب نے پُوچھا:

"آپ کا نام؟"

"ابوبکر۔"

"آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟"

"مکّہ میں رہتا ہوں۔"

"کس قبیلہ سے تعلق ہے؟"

"بنو ہاشم سے۔"

"کیا کام کرتے ہیں؟"

"تجارت!"

یہ سُن کر راہب نے کہا:

"آخری زمانہ میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا اسم گرامی محمد اور لقب امین صلّی اللہ

علیہ وسلم ہوگا وہ نبی آخر الزماں ہیں۔ ان کا تعلق بھی قبیلۂ بنو ہاشم سے ہوگا۔ اگر وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ سیّد الاولین والآخرین ہیں۔"

راہب نے بیان جاری رکھتے ہوئے حضرت صدیق اکبر سے کہا:

" آپ کو مبارک ہو کہ آپ سب سے پہلے ان پر ایمان لا کر ان کے وزیر ہوں گے۔ جب وہ دنیا سے پردہ فرمائیں گے تو آپ خلیفۃ المسلمین ہوں گے۔ یہ ہے آپ کے خواب کی تعبیر!"

آخر میں راہب نے عجیب بات کہی:

" میں نے تورات، انجیل اور زبور میں ان کی نعتیں پڑھی ہیں۔ اور سنو! کہ میں ان پر ایمان بھی لا چکا ہوں۔ لیکن نصاریٰ کے خوف سے میں نے اپنے ایمان کو ظاہر نہیں کیا۔"

راہب کی باتیں سن کر سیّدنا صدیق اکبر پر رقّت طاری ہوگئی۔ سرکار کی زیارت کا شوق پیدا ہوگیا۔ وہ مکّہ میں آئے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دعوتِ اسلام کے باعث لوگ حضور سے کنارہ کش ہو چکے تھے۔ حضور نے سیّدنا صدیق اکبر سے فرمایا:

" آپ روزانہ میرے پاس آتے ہیں لیکن اسلام کیوں نہیں قبول کرتے؟"

" اگر آپ اللہ کے نبی ہیں تو کوئی معجزہ دکھائیے۔"

حضرت صدیق اکبر کی یہ بات سن کر حضور مسکرائے اور فرمایا:

" آپ نے شام میں جو خواب دیکھا اور راہب نے جو تعبیر بتائی کیا یہی اسلام لانے کے لیے کافی نہیں ہے؟"

یہ سن کر حضرت صدیق اکبر پکار اُٹھے:

" سچ فرمایا ہے یا رسول اللہ آپ نے! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے

سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ یا محمّد! آپ اللہ کے سچّے رسول ہیں۔"

یہ کہا اور حضرت سیّدنا صدیق اکبر حلقۂ بگوشِ اسلام ہو گئے۔

معجزہ

حسنینؑ کا فاقہ اور جنّت کی ناقہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے فارغ ہو کر گھر آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پاس سلمان فارسی بیٹھے سوت صاف کر رہے ہیں اور وہ چرخا کات رہی ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا:

" راحتِ جانِ رسول! گھر میں کچھ کھانا موجود ہے کیا؟ "

" بخدا کھانا تو نہیں ہے۔ البتہ میرے پاس چھ درہم ضرور موجود ہیں۔ مَیں نے سوت کاتا اور سلمان نے فروخت کیا۔ آپ اس رقم سے اشیاءِ خورد نوش خرید لیں تاکہ حسن اور حسین بھی شکم بھر سکیں۔"

سیدہ فاطمہ نے عرض کیا تو حضرت علی نے فرمایا:

" لاؤ درہم! میں ابھی جاتا ہوں۔"

سیدہ فاطمہ نے درہم حضرت علی کے حوالے کر دیئے۔

حضرت علی نے ابھی گھر سے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ ایک سائل نے سوال کیا:

"من یقرض اللہ قرضاً حسناً" حضرت علی نے بڑھ کر چھ درہم سائل کی ہتھیلی پر رکھ دیئے اور خالی ہاتھ بیتِ فاطمہ میں تشریف لے آئے۔ سیدہ فاطمہ نے جب حضرت علی کو تہی دست دیکھا تو آبدیدہ ہوگئیں۔ حضرت علی بولے:

" کیا بات ہے؟ کیوں رونے لگی ہو؟ "

" آپ خالی ہاتھ جو تشریف لے آئے ہیں جبکہ حسن اور حسین بھوکے ہیں۔"

" میں اللہ کی راہ میں قرض دے آیا ہوں۔ ایک سائل نے سوال کیا تو مجھ سے رہا نہ گیا۔"

" آپ نے اچھا کیا ہے بہت اچھا......"

یہ کہہ کر سیدہ فاطمہ بتول خاموش ہوگئیں۔

حضرت علی حضور کی خدمت میں حاضری کا ارادہ لے کر گھر سے باہر تشریف لائے راستے میں ایک اعرابی ملا جس کے پاس ایک نہایت خوبصورت اونٹنی تھی۔ آپ کو دیکھ کر اعرابی بولا:

" علی! مجھ سے یہ ناقہ خرید لیجئے۔"

" میرے پاس رقم نہیں ہے۔"

" نہ سہی! آپ ادھار خرید لیجئے۔ رقم پھر دے دینا"

" قیمت کیا ہے؟"

" ایک سو درہم!"

" اچھا تو میں خرید لیتا ہوں۔"

حضرت علی نے اقرار کیا تو اعرابی نے نکیل آپ کے حوالے کر دی اور خود چلتا بنا

حضرت علی ابھی چند قدم چلے ہوں گے کہ ایک دوسرا اعرابی ملا۔ آپ کو دیکھتے ہی بولا:

" علی! آپ یہ ناقہ فروخت کرنا چاہتے ہیں؟"

" ضرور۔ کیوں نہیں؟ کتنے میں خریدو گے؟"

Scanned with CamScanner

" تین سو درہم کے عوض "

" مجھے منظور ہے ۔ میں فروخت کرتا ہوں ۔ لاؤ درہم اور یہ لو ناقہ ۔ ! "

اعرابی نے تین سو درہم حضرت علی کے حوالے کیے اور ناقہ لے کر چلتا بنا ۔

اس خرید و فروخت سے فارغ ہو کر حضرت علی گھر تشریف لائے تو سیدۂ فاطمہ نے پوچھا :

" آپ کے ہاتھ میں کیا ہے ؟ "

" تین سو درہم ! حضرت علی نے فرمایا ! " ایک سو درہم کے عوض ایک ناقہ ادھار خریدی اور تین سو درہم نقد کے بدلے فروخت کر دی ۔ حضرت فاطمہ نے مسکرا کر فرمایا :

" خوب رہی تجارت " ۔ اتنے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور آتے ہی فرمایا :

" علی ! اونٹنی کا قصہ تم سناؤ گے یا میں بتاؤں ؟ "

" آپ ہی فرمائیے یا رسول اللہ ! "

حضرت علی نے عرض کیا تو حضورؐ نے فرمایا :

" اونٹنی بیچنے والے اور خریدنے والے کو جانتے ہو ؟ "

" نہیں آقا ! آپ ہی فرمائیے ؟ "

" تو سنو ! علی تم نے راہِ خدا میں چھ درہم دیئے تو خدا نے تمہیں تین سو درہم عطا فرمائے ۔ گویا ایک درہم کے بدلے پچاس درہم ! رہی بات پہلے اعرابی کی تو سنو وہ جبرئیل تھے اور دوسرے اعرابی اسرافیل تھے ۔ اونٹنی وہ تھی جس پر جنت میں فاطمہ سوار ہوں گی ۔ "

معجزہ

بخیل کا انجام

اُمّ المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی جس کا دایاں ہاتھ خشک ہو چکا تھا ۔ عورت نے عرض کیا :

" یا رسول اللہ ! دعا فرمایئے کہ میرا ہاتھ ٹھیک ہو کر پہلی حالت پر آجائے ۔ "

" تمہارا ہاتھ کس طرح خراب ہوا تھا ؟ "

حضور نے دریافت فرمایا تو عورت بولی :

" خواب دیکھتی ہوں کہ قیامت برپا ہو چکی ہے ۔ جہنّم کی آگ بھڑک اٹھی ہے اور جنّت سجائی جا چکی ہے ۔ جہنّم کی ایک وادی کے عین درمیان کیا دیکھتی ہوں کہ میری ماں جل رہی ہے ۔ اس کے ہاتھ میں چربی کا ٹکڑا اور ایک معمولی سا کپڑا ہے جس سے وہ جہنّم کی آگ کو دور کرنے کی ناکام کوشش کر رہی ہے ۔

یا رسول اللہ ! میں خواب میں اپنی ماں سے سوال کرتی ہوں کہ عذاب کی اس وادی میں آپ کیوں ڈالی گئی ہیں ؟ حالانکہ آپ تو خدا کی فرمانبردار ہوا کرتی تھیں ماں جواب دیتی ہے کہ بیٹی ! میں دنیا میں بخیل ہوا کرتی تھی اور یہ ٹھکانہ بخیلوں کا ہے ۔ میں پھر ماں سے یہ پوچھتی ہوں کہ یہ چربی کا ٹکڑا اور رومال کیسا ہے ؟ تو ماں جواب دیتی ہے کہ یہ وہ صدقہ ہے جو میں نے ساری زندگی میں صرف ایک مرتبہ دیا تھا ۔ پھر میں پوچھتی ہوں کہ ابّا جان کہاں ہیں ؟ ماں کہتی ہے کہ وہ سخی تھے ۔ اب وہ جنّت میں سخیوں کے مقام میں ہیں ۔ "

عورت اپنا خواب سُنا رہی ہے اور حضور علیہ السلام بڑے غور سے سن رہے ہیں۔ عورت خواب جاری رکھتے ہُوئے کہتی ہے:

" یارسول اللہ! پھر میں اپنے والد کی خدمت میں آتی ہُوں تو کیا دیکھتی ہُوں کہ وہ حوضِ کوثر کے کنارے کھڑے ہیں اور لوگوں کو جام پر جام پلا رہے ہیں۔ میں والد سے عرض کرتی ہُوں کہ ابّا جان! میری ماں جہنّم میں جل رہی ہے اور سخت پیاسی ہے۔ آپ جام کوثر بانٹ رہے ہیں ایک جام مجھے بھی دیجئے۔ تاکہ میں پیاسی ماں کو پلاؤں۔ اس پر ابّا جان کہتے ہیں کہ تیری ماں بخیلوں اور عاصیوں کے مقام پر ہے جبکہ اللہ نے کوثر کا پانی عاصیوں پر حرام کر رکھا ہے۔

یارسول اللہ! میں باپ کی نظر بچا کر چُلّو بھر پانی ماں کو پلاتی ہُوں تو ایک مہیب آواز آتی ہے کہ کون ہے جس نے کوثر کا پانی ایک جہنمی کو پلایا ہے؟ خدا کرے کہ اس کا ہاتھ خشک ہو جائے۔ آواز سنتے ہی میں بیدار ہو جاتی ہُوں اور کیا دیکھتی ہوں کہ میرا دایاں ہاتھ خشک ہو چکا ہے۔"

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ عورت کا خواب سُن کر آپ نے عصائے مبارک کو عورت کے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا کہ الٰہی اس عورت کا ہاتھ درست کر دے۔ حضور کی دعا اور اللہ کے فضل سے عورت کا ہاتھ درست ہو کر پہلے کی طرح ہو گیا۔

معجزہ

زمین پر حکومت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے لیے جب مکّہ سے نکلے تو کفّارِ مکّہ نے دار الندوہ میں جمع ہو کر یہ فیصلہ کیا کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرے یا معاذ اللہ شہید کرے، اُس شخص کو اعلیٰ نسل کے ایک سو اُونٹ، ایک سو رومی کنیزیں اور ایک سو عربی نسل کے گھوڑے بطورِ انعام دیئے جائیں گے۔ یہ سُنتے ہی ایک شخص سراقہ بن مالک اُٹھا اور بولا:

" یہ کام میں سرانجام دوں گا۔"

کفّار نے سراقہ کو یقین دلایا کہ اگر وہ کامیاب ہو گیا تو اس کو یہ انعام ضرور دیا جائے گا۔ سراقہ حضور کے تعاقب میں نکلا حتیٰ کہ اس نے راستے میں حضور کو پا لیا۔ سراقہ نے تلوار سونت لی۔ عین اُس وقت جبرئیل نے حاضر ہو کر کہا:

" یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کو اللہ نے زمین پر اختیار عطا فرمایا ہے۔ آپ جو حکم فرمائیں گے، زمین مانے گی۔"

چنانچہ آپ نے زمین سے فرمایا:

" اے زمین! سراقہ کو پکڑ لے۔"

آپ کا یہ فرمانا تھا کہ زمین نے سراقہ کے گھوڑے کو پکڑ لیا اور وہ گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے گھبرا کر کہا:

" یا محمّدؐ مجھے بچائیے۔"

Scanned with CamScanner

حضور نے دُعا فرمائی تو زمین نے اسے چھوڑ دیا۔ چند لمحوں بعد اچانک سراقہ پھر حملہ آور ہُوا تو اُس کا گھوڑا سینے تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے پھر گھبرا کر کہا:

"یا محمد! امان دیجئے! آئندہ ایسی حرکت نہیں کروں گا۔"

حضور نے حکم دیا تو زمین نے پھر چھوڑ دیا۔ سراقہ نے کہا:

"مجھے اس رب کی بات بتایئے جس کی قدرت سے زمین نے مجھے جکڑ رکھا تھا۔"

حضور نے سراقہ کو ایمان اور اسلام کی تبلیغ فرمائی تو سراقہ پکار اُٹھا:

"اشہد ان لاَ الٰہ الا اللہ و اشہد انّ محمّداً عبدہٗ و رسُولُہٗ۔"

اب سراقہ حضور کے صحابی بن چکے تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

معجزہ

وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

ابوجہل کے گھر میں کافر جمع تھے۔ وہ سب چراغ مصطفوی کو بجھانے کی تدبیریں کر رہے تھے۔ کہ اچانک طارق الصیدانی دوڑتا ہُوا آیا اور بولا:

"آج اگر میری بات مان لو تو محمّد کا قتل کتنا آسان رہے گا!"

"وہ کس طرح؟"

کافروں نے پُوچھا تو طارق بولا:

"اس وقت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کعبہ کی دیوار سے پشت لگائے بیٹھے ہیں۔ ہم میں سے کوئی کعبہ کی چھت پر چڑھ کر، اُن کے سر پر وزنی پتھر مارے تو وہ موقع پر ہی شہید ہو جائیں گے۔ معاذاللہ!"

یہ سنتے ہی شہاب نامی ایک کافر اُٹھا اور بولا کہ مجھے اجازت دی جائے میں اسی وقت محمّد کو شہید کر کے آتا ہوں۔ سب کافروں نے اجازت دے دی۔ ایک بڑا پتھر لے کر وہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا اور حضور کے سرِ انور کا نشانہ لے کر پتھر نیچے پھینک دیا۔

Scanned with CamScanner

اچانک کعبہ کی دیوار سے ایک پتھر نکلا جس نے پہلے پتھر کو ہوا میں روک کے رکھا۔ یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ تو دیوارِ کعبہ کا پتھر دیوار میں جا لگا۔ اور شہاب کا پتھر زمین پر گر پڑا۔ شہاب یہ منظر دیکھ کر چونک اٹھا۔ چھت سے نیچے اترا، حضورؐ کے قدموں میں آ گرا۔ اور پکار اُٹھا:

" اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہٗ و رسولہٗ۔"

شہاب نے اسلام قبول کیا تو اس کا بیٹا طارق بھی مسلمان ہو گیا۔

معجزہ

بُت بول اُٹھے

حضرت علی ابتدائے اسلام کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک اجنبی آیا جس کے چہرہ اور لباس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بہت دُور سے آیا ہے۔ ہمارے مقابل کھڑے ہو کر اس نے کہا:

" آپ میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ "

ہم نے حضور کی جانب اشارہ کیا تو اجنبی حضور سے مخاطب ہوا:

" پہلے میں آپ کو اپنے بت کی بات سناؤں؟ یا آپ مجھے اپنے رب کے احکام سنائیں گے؟ "

" پہلے مجھ سے میرے رب کے احکام سنو! "

حضور نے یہ کہہ کر فرمایا:

" اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور اگر توفیق ہو تو حج کرنا۔ "

پھر حضور نے فرمایا:

" ہاں تو بتاؤ کہ تمہارے بُت نے کیا کہا ہے؟ "

اجنبی نے عرض کیا:

"یارسول اللہ! میرا نام عسان بن مالک العامری ہے۔ ہمارا ایک بت ہے جس کے قدموں میں رجب کے مہینہ میں ہم اپنی اپنی قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ ہم میں سے عصام نامی ایک شخص نے بت کے سامنے قربانی دی۔ جب وہ قربانی سے فارغ ہوا تو بُت سے آواز آئی:

"عصام! اسلام ظاہر ہو چکا ہے اور بت سرنگوں ہو چکے ہیں۔"

عصام نے ہمیں یہ بات بتائی۔ چند روز بعد طارق نامی ایک شخص نے بھی بُت کے قدموں میں قربانی پیش کی۔ طارق جب قربانی سے فارغ ہُوا تو بت کے شکم سے آواز آئی:

"طارق! نبی صادق اپنے عزیز خالق کی جانب سے وحی ناطق لے کر آ چکے ہیں"

طارق نے شور مچا دیا اور تمام لوگوں کو یہ بات بتا دی۔ ہم نے آپ کے بارے میں بھی سُن رکھا تھا۔ اس طرح ہم لوگ گومگو میں پڑ گئے۔ یہاں تک کہ تین روز ہوئے ہیں یہی واقعہ میرے ساتھ بھی پیش آیا ہے۔ میں بھی جب قربانی سے فارغ ہُوا تو بُت نے فصیح زبان میں کہا:

"عسان! جاء الحق وزھق الباطل۔ بنی ہاشمی مبعوث ہو چکے ہیں۔ ان کے غلاموں کو سلامتی اور دشمنوں کو ندامت ہے۔"

یہ کہہ کر بت اوندھے منہ گر پڑا۔"

عسان نے اپنی داستان ختم کی اور حضور کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ صحابہ نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا۔

معجزہ

جنّات کا رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم

تبلیغ اسلام کے ابتدائی ایام تھے۔ چند لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے۔ ان خوش نصیبوں میں خدیجہ، ابوبکر، علی، زید، عثمان، ابوعبیدہ، طلحہ، زبیر اور عبداللہ بن مسعود قابلِ ذکر ہیں۔ یہ لوگ اسلام تو قبول کر چکے تھے لیکن اپنے اسلام کو کفّار سے چھپانے پر مجبُور تھے۔ ایک روز جبرئیل نے حضور کی خدمت میں عرض کیا:

"یارسول اللہ! آپ پر اللہ کا سلام ہو۔ میں حکم خداوندی لے کر آیا ہُوں کہ لوگوں کو اسلام کی دعوت عام دی جائے۔"

حضور نے جبل ابی قبیس پر چڑھ کر فرمایا:

"لوگو! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ایمان لے آؤ۔"

کافروں نے حضور کی آواز سنی تو دارالندوہ میں جمع ہو گئے۔ وہ آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ سب نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے بتوں کی توہین کی ہے وہ ہمیں ایسے معبود کی عبادت کا حکم دیتے ہیں جسے ہم جانتے تک نہیں۔ ہم تین سو ساٹھ بتوں کو چھوڑ کر ایسے معبود کی عبادت کیوں کریں جو نظر بھی نہیں آتا۔ غرض اپنی اپنی زبان سے وہ حضور کو گالیاں بکنے لگے۔ ان میں شیبہ، ربیعہ، ابوالولید، صفوان بن حارث، کعب الاشرف، اسود، صخر بن حارث اور کنانہ بن ربیع وغیرہ تھے۔ یہ سب کے سب بول اُٹھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا حق ہے کہ وہ ہمیں اس خُدا کی طرف بلائیں جو نہ تو

Scanned with CamScanner

ہمیں نظر آتا ہے اور نہ ہی ہم جسے جانتے ہیں۔

ان میں سے ایک اُٹھا اور بولا:

" محمد صلی اللہ علیہ وسلم غریب آدمی ہیں۔ اس بہانے وہ مال چاہتے ہیں۔"

لیکن اس پر کسی نے کان نہ دھرے۔

انہوں نے کہا:

" وہ ساحر ہے۔ کذاب ہے معاذ اللہ!"

پھر انہوں نے ولید سے کہا:

" محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

ولید نے کہا:

" فی الحال میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مجھے تین دنوں کی مہلت چاہیئے۔"

ولید کے دو بُت تھے جو سونے چاندی اور جواہرات سے بنائے گئے تھے۔ ولید نے ان بتوں کو قیمتی لباس پہنا کر کرسیوں پر بٹھا رکھا تھا۔ اس نے تین دن متواتر بتوں کی عبادت کی۔ ولید نے نہ تو کچھ کھایا پیا اور نہ ہی گھر سے باہر نکلا۔ وہ اپنے بتوں کے سامنے نہایت انکساری سے عبادت کرتا رہا۔ تیسرے روز ولید نے کہا:

" میرے معبودو! میں نے آج تک تمہاری عبادت اس طرح نہیں کی تھی۔ اس بے لوث عبادت کا واسطہ دے کر کہتا ہوں۔ مجھے بتاؤ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں یا جھوٹے؟"

ولید کا یہ کہنا تھا کہ مسفر نامی ایک کافر جنّ بت میں داخل ہو گیا۔ بت میں حرکت ہوئی اور بت بولا:

" محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی نہیں ہیں۔ خبردار ان کی تصدیق نہ کرنا۔"

ولید بہت خوش ہوا۔ اس نے تمام کافروں کو اطلاع دے دی۔ کافر ولید کے ہاں جمع ہونے لگے۔

یہ خبر جب حضور تک پہنچی تو آپ مغموم ہو گئے۔ جبرئیل نے حاضر ہو کر کہا کہ عذاب ہو اس کو جس نے یہ باتیں کہی ہیں۔ ولید نے یہ سُنا تو تمام کافروں کو جمع کیا۔ اس نے اپنے سامنے ہبل نامی بت کو رکھا۔ بت کو مختلف رنگوں کا لباس پہنایا۔ کافروں نے بت کو سجدہ کیا اور ساتھ ہی حضور کو بھی بلا بھیجا۔ حضور تشریف لے آئے۔ آپ کے ساتھ عبداللہ بن مسعود بھی تھے۔ ولید نے کہا:

" ہمارے معبود! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اظہار خیال کیجئے۔"

بت میں پھر جنّ داخل ہو گیا جس کا نام مسفر تھا۔ بت نے حضور کو پھر گالیاں بکیں اور نازیبا کلمات کہے۔

عبداللہ بن مسعود حیران رہ گئے اور حضور سے بولے:

" حضور! یہ کیا بکواس ہے؟"

حضور نے فرمایا:

" عبداللہ! گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ قدرت کا ایک راز ہے۔"

حضور اس محفل سے کبیدہ خاطر اُٹھے۔ راستے میں ایک سوار ملا۔ سبز لباس میں ملبوس سوار گھوڑے سے نیچے اُترا۔ حضور کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ حضور نے فرمایا:

" آپ کون ہیں؟ آپ کے سلام نے مجھے تعجب میں ڈال دیا ہے۔"

Scanned with CamScanner

" حضور میں جنّات میں سے ہُوں ۔ مَیں نے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں اسلام قبول کیا تھا ۔ اپنے وطن سے دُور تھا ۔ گھر آیا تو دیکھا کہ بیوی رو رہی ہے ۔ مَیں نے پُوچھا تو بیوی نے کہا کہ مسّفر نے ولید کے بت میں داخل ہو کر حضور کی توہین کی ہے ۔ جب میں نے حقیقت حال کو جان لیا تو اسی وقت مسّفر کے پیچھے دوڑا ۔ مَیں نے اسے صفا اور مروہ کے درمیان قتل کر دیا ہے ۔ میری تلوار سے اسی کا خُون ٹپک رہا ہے ۔"

سوار نے بات ختم کی تو حضور نے اس کے حق میں دُعائے خیر فرمائی اور پوچھا :

" آپ کا نام ؟ "

" مہین بن العبہر ! اور میں جبل طور سینا میں رہتا ہُوں ۔"

سوار نے عرض کیا :

" حضور اگر آپ کی اجازت ہو تو میں بت میں داخل ہو کر آپ کی مدح کروں اور کافروں کی ہجو کہوں ۔"

حضور نے اجازت دے دی ۔

دُوسرے دن کافر پھر جمع ہُوئے ۔ انہوں نے حضور کو بھی بلا لیا ۔ کافروں نے ہبل بت کے سر پر جواہرات نثار کئے ۔ بڑی عاجزی سے سجدہ کر کے کہا :

" اے معبود ! آج بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کیجئے ۔"

ہبل سے آواز آئی :

" اے اہلِ مکّہ ! جان لو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں ۔ ان کا دین اور کلام سچّا ہے ۔ تم اور تمہارے صنم جھوٹے ہیں ۔ تم لوگ گمراہ ہو ۔ اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے تو قیامت کے روز تمہارا ٹھکانہ

جہنّم ہوگا ۔

اُٹھو ! اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرو ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں بہتر ہیں ۔"

ہبل کے مُنہ سے سرکار کی نعت سُن کر ابوجہل اُٹھا اور بُت کو اُٹھا کر زمین پر دے مارا ۔ بت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ۔

حضور اور آپ کے صحابہ فرحاں و شاداں واپس تشریف لے آئے ۔

Scanned with CamScanner

معجزہ

جب کرم ہوتا ہے

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ ایک سال میں حج کرنے کے لیے مکہ معظمہ پہنچا۔ حطیم میں مجھے نیند آ گئی۔ سو گیا تو خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے خواب میں فرمایا:

" عبداللہ! بغداد واپس جاؤ گے تو فلاں محلہ میں بہرام مجوسی کو ڈھونڈ کر میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ اللہ تعالیٰ تم پر بہت راضی ہے۔"

عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ میں نے اُٹھتے ہی لاحول پڑھی اور سوچا کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ رسول عربی کجا اور مجوسی کجا؟ حضور مجوسی کو سلام کیسے کہہ سکتے ہیں؟ میں نے وضو کیا، نماز پڑھی اور کعبہ کے چند چکر لگا لئے۔ نیند نے پھر غلبہ کیا اور میں سو گیا۔ خواب میں پھر سرکار کی زیارت ہوئی۔ آپ نے تین مرتبہ وہی حکم دیا۔ حج سے فارغ ہوتے ہی میں بغداد پہنچا۔ مطلوبہ محلہ اور گھر تلاش کیا۔ گھر میں ایک عمر رسیدہ شخص کو دیکھ کر میں نے پوچھا:

" بہرام مجوسی آپ ہیں کیا؟"

" جی ہاں! کہئے کیا ارشاد ہے؟"

" بہرام! آپ نے زندگی میں کوئی ایسا عمل کیا ہے جس پر آپ کا دل مطمئن ہو کہ یہ نیکی ہے؟"

" جی ہاں! ایک عمل کیا تھا۔

" تو فرمائیے وہ کون سا عمل تھا؟"

" سنئیے! میرے ہاں چار بیٹیاں اور چار ہی بیٹے پیدا ہوئے۔ میں نے اپنے بیٹوں کا نکاح بیٹیوں سے کر دیا۔ یہ میری عظیم نیکی ہے۔"

" کیا یہ نیکی ہے؟ یہ تو پاپ ہے کہ بھائی کی شادی بہن سے کر دی جائے۔ اچھا چھوڑیئے اس بات کو! اس کے علاوہ بھی کوئی نیک عمل ہے تو بتایئے؟"

" تو سُنئیے ایک اور نیکی! میری ایک بیٹی رشکِ قمر اور غیرتِ آفتاب تھی۔ مجھے اس کا ہمسر کوئی لڑکا نہ مل سکا تو میں نے اس کے ساتھ خود نکاح کر لیا۔"

" لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ستم بالائے ستم۔"

" سنو تو سہی! ابھی بات ادھوری ہے۔ اپنی بیٹی سے شادی کرتے ہی میں نے دعوت ولیمہ کی۔ اس دعوت میں ایک ہزار سے زائد مجوسی شریک ہوئے۔"

" ذرا سوچ کر بتایئے کہ ان کے علاوہ بھی آپ نے کوئی نیکی کی ہے۔"

" تو سنو!" بہرام نے کہا: " اپنی بیٹی کے ساتھ شب عروسی گذار رہا تھا کہ ایک مسلمان عورت چراغ جلانے کے لیے آئی۔ میں نے اس کو چراغ جلا کر دے دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بجھا ہوا چراغ لے کر پھر آ گئی۔ میں نے پھر جلا دیا۔ چند لمحے بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ وہ پھر آ گئی۔ میں نے سوچا کہ یہ عورت کہیں چوروں کی جاسوس نہ ہو۔ میں دبے پاؤں اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا حتیٰ کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئی۔ ماں کو دیکھ کر اس کی چھوٹی بچیاں رونے لگیں اور پوچھنے لگیں:

" ماں ! کچھ کھانے کے لیے لائی ہو ؟ بھوک سے بُرا حال ہو رہا ہے اب تو صبر کے بندھن ٹوٹ رہے ہیں ۔"

عورت بولی :

" دستِ سوال پھیلانے سے مجھے شرم آتی ہے ۔ خدا کے سوا غیر سے کیسے مانگوں ؟ غیر بھی بہرام مجوسی جو پہلے ہی خدا کا دشمن ہے ۔"

حضرت عبداللہ بن مبارک بہرام کی باتیں غور سے سُن رہے تھے ۔ بہرام نے بات جاری رکھتے ہُوئے کہا :

" میں اُلٹے پاؤں گھر آیا ۔ ایک طبق میں اشیائے خورد و نوش بھر کر لایا ۔ بھوکے بچوں کو میں نے خود کھانا کھلایا ؟"

بہرام نے بات ختم کر لی تو عبداللہ بن مبارک نے اپنا خواب سنا کر فرمایا :

" بے شک اللہ کے ہاں یہ بڑی نیکی ہے ، بہرام ! مبارک ہو کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم پر سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ خدا تم پر راضی ہے "

" میں اور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام ! اللہ اکبر !"

یہ کہا اور بہرام غش کھا کر گر پڑا ۔ اس کی زبان سے کلمۂ شہادت جاری ہو گیا ۔ عین اسی لمحے بہرام کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی ۔ حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے خود بہرام کو غسل دیا ، کفن پہنایا ، جنازہ پڑھایا ۔ اور سپرد خاک کر دیا ۔

عبداللہ بن مبارک اکثر فرمایا کرتے تھے :

" سخاوت کیا کرو کہ سخاوت دشمن کو محبوب کے درجہ پر فائز کر دیتی ہے ۔"

معجزہ

سینۂ سنگ سے شجر کاری

روایت کیا گیا ہے کہ اسلام کے ابتدائی ایام میں ابوجہل ، قریش کے اشراف کا ایک وفد لے کر ، ابوطالب کے پاس آیا ۔ یہ لوگ حضور کے چچا سے بولے :

" آپ کے برادر زادہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دین کے برعکس ایک نئے دین کی اشاعت کر رہے ہیں ۔ وہ ہر وقت ہمارے بتوں کی تکذیب میں لگے رہتے ہیں ۔ یہ بات ہمارے لیے ناقابلِ برداشت ہے ۔ ہم صرف آپ کے شرف و مجد کے باعث خاموش ہیں ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر عداوت کی راہ چھوڑ کر وفا کی راہ اختیار کر لیں تو بہتر ہے ورنہ ہمارے اور آپ کے درمیان ایک ہی راستہ باقی رہ جاتا ہے اور وہ ہے "تلوار !"

ابوطالب نے جواب دیا :

" آپ لوگ آرام سے تشریف رکھیں ۔ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاتے ہیں ۔ ان سے بات کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں ؟ "

انہوں نے حضور کو بلا بھیجا ۔ آپ تشریف لائے ۔ ابوطالب چارپائی پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے ۔ کافروں کو پیچھے چھوڑتے ہُوئے آپ چچا کے پہلو میں تکیہ

لگا کر بیٹھ گئے ۔ اشرافِ مکّہ کو یہ بات ناگوار گذری ۔ انہوں نے حضور کے اس رویہ کو اپنی توہین قرار دیتے ہوئے کہا :

" دیکھا آپ نے ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس بے تکلفی سے آپ کے پہلو میں بیٹھ گئے ہیں ۔ گویا ہماری موجودگی کا انہیں احساس تک نہیں ہے ۔ "

یہ سُن کر ابو طالب نے جواب دیا :

" اگر وہ اپنے دعوائے نبوّت میں سچّے ہیں تو عین ممکن ہے کہ آج جو قدم چارپائی پر ہیں ، کل تمہاری گردنوں پر ہوں ۔ "

" اگر یہ دعوائے نبوّت میں سچے ہیں تو انہیں کہیے کہ کوئی معجزہ پیش کریں ۔ جسے دیکھ کر ہم ان کی تصدیق کریں اور ان پر ایمان لے آئیں "

اشرافِ مکّہ کی یہ بات سُن کر ابو طالب نے حضور سے کہا :

" سُن لیا آپ نے ؟ یہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں ۔ "

" سُن لیا عمِّ محترم ۔ جو معجزہ یہ چاہتے ہیں ابھی دکھائے دیتا ہوں ۔ "

حضور کے برجستہ جواب پر کفّار مشورہ کرنے لگے کہ کون سا معجزہ طلب کیا جائے ۔ مکان کے صحن میں ایک بہت بڑا پتّھر تھا ۔ وہ اس بات پر متفق ہو گئے کہ اس پتّھر سے درخت اگانے کا مطالبہ کیا جائے ۔ چنانچہ کفّار نے کہا :

" محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! اگر آپ اللہ کے نبی ہیں تو اس پتّھر کے سینہ سے درخت اُگا کر دکھائیں ۔ "

عین اسی وقت جبرئیل حاضرِ خدمت ہو گئے ۔ جبرئیل نے عرض کیا :

" یارسول اللہ ! اللہ کا ارشاد ہے کہ جب سے میں نے اس پتّھر کو پیدا کیا

ہے ، میں نے پہلے ہی اس پتّھر کے شکم میں درخت پیدا کر رکھا ہے مجھے علم تھا ۔ کہ کافر آپ سے یہ معجزہ طلب کریں گے ۔ "

یہ سُن حضور نے دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے ۔ اچانک پتّھر کا سینہ چاک ہو گیا ۔ پتّھر سے ایک درخت نکلا جو اتنا بلند ہوتا چلا گیا کہ آسمان سے باتیں کرنے لگا ۔ یہ دیکھ کر کافروں نے کہا :

" کیا کہنے ! کمال ہی تو کر دکھایا آپ نے ! لیکن یہ درخت جب تک پتّھر میں واپس نہ چلا جائے ہم ایمان نہیں لائیں گے ۔ "

حضور لحظہ بھر کے لیے خاموش رہے تو جبرئیل نے پھر آکر عرض کیا :

" یارسول اللہ ! اللہ کا ارشاد ہے کہ دُعا آپ کریں قبول ہم کریں گے ۔ "

حضور نے دُعا فرمائی تو درخت آہستہ آہستہ پتّھر میں غائب ہوتا چلا گیا ۔ کافر اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہ یہ کہتے ہوئے گھر سے نکل گئے :

" آپ سے بڑا جادوگر ہم نے آج تک نہیں دیکھا ۔ " معاذاللہ !

Scanned with CamScanner

معجزہ

دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم

ابتدائے اسلام میں یمن اور طائف کے نوجوانوں کا دستور تھا کہ وہ گذرگاہوں میں بیٹھ کر اگلے وقتوں کے قصے اور کہانیاں سُنا کرتے تھے۔ ایک روز وہ اسی کام میں مصروف تھے کہ ہاتف سے آواز آئی:

" غفلت شعارو! شرم کرو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ اور تم لوگ پیروی نہیں کرتے ہو!"

نوجوان ڈر کر بھاگ نکلے۔ انہوں نے اپنے شیوخ کو بتایا۔ شیوخ نے کہا کہ حقیقت الامر کی تلاش ہم پر لازم ہے۔ انہوں نے ایک فصیح و بلیغ مردِ عاقل کو آٹھ اُونٹ اور انواع و اقسام کے تحفے تحائف دے کر مکہّ بھیج دیا۔ اور کہا:

" محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر خوب غور کرنا۔ تمہیں محسوس ہُوا کہ واقعی وہ نبی ہیں تو اونٹوں سمیت سارا مال ان کی خدمت میں ہدیہ پیش کر دینا۔ اگر معاملہ برعکس ہُوا تو مکہّ میں یہ مال فروخت کر کے واپس آجانا۔"

یہ شخص مکہ میں داخل ہُوا تو اتفاقاً اس کی ملاقات ابوجہل سے ہوگئی۔ اس نے ابوجہل سے پُوچھا:

" محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟"

" جھوٹا اور شعبدہ باز! معاذاللہ"

ابوجہل نے جواب دیا اور پُوچھا:

" تم مکہّ میں کیا کرنے آئے ہو؟"

نووارد نے تمام واقعہ ابوجہل کو سُنایا اور بتایا کہ میری قوم نے مجھے بھیجا ہے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حقیقت معلوم کروں۔ ابوجہل نے کہا:

" یہ سارا سامان میں خرید لیتا ہُوں۔ اس کے عوض تمہیں چار ہزار دینار دوں گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تم اسی وقت مکہّ سے چلے جاؤ۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر تمہاری ملاقات محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگئی تو تم اس کے جال میں پھنس کر اپنے مال سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔"

یہ کہہ کر ابوجہل نے مال لے لیا۔

نووارد نے ابوجہل کو مال تو دے دیا لیکن حضور سے ملاقات کا شوق بڑھتا گیا۔ وہ مکہّ میں پھر رہا تھا کہ اس کی ملاقات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہُوئی۔ نووارد نے حضور کے بارے میں سوال کیا۔ تو حضرت علی نے فرمایا:

" محمد عربی کے بارے میں کیا بتاؤں؟ ان کی تعریف سے الفاظ قاصر ہیں وہ فصیح عرب اور فخر کائنات ہیں۔"

حضرت علی نے مزید فرمایا:

" کیا تم ان سے ملنا پسند کرو گے؟"

" اسی لیے تو مکہّ آیا ہوں۔"

یہ سُن کر حضرت علی نے اس کا ہاتھ تھاما اور حضور کی خدمت میں لے آئے۔

نووارد کو دیکھتے ہی حضور نے فرمایا:

" اپنی روداد تم بیان کرو گے یا میں بتاؤں؟"

Scanned with CamScanner

" آپ بتا دیں تو میں یقین کی دولت لے کر جاؤں گا۔"

نووارد کی یہ بات سُن کر حضور نے ابتدائے سفر سے لیکر اپنی بارگاہ تک رسائی کے تمام واقعات بلاکم وکاست بیان فرما دیئے۔ نوواردبے ساختہ پکار اُٹھا :

" لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ "

نوواردمشرف بہ اسلام ہوگیا۔ حضور نے فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ تاکہ ابوجہل سے تمہارا مال واگذار کرایا جائے۔ حضور صحابہ سمیت گھر کے قریب پہنچے تو ابوجہل نے کھڑکی سے آپ کو دیکھ لیا اور فوراً دروازہ بند کرلیا۔ صحن میں ایک وزنی پتھّر پڑا ہوا تھا۔ ابوجہل نے اپنے غُلام سے کہا کہ میرے ساتھ مل کر یہ پتھر اٹھاؤ۔ اس کا ارادہ تھا کہ چھت پر جاکر حضور کے سرِانور پر پتھّر پھینک دیا جائے۔ پتّھر غلام کے ہاتھ سے چھوٹ کر ابوجہل کے ہاتھ پر گر پڑا۔ ابوجہل کا ہاتھ کچلا گیا۔ وہ درد سے چلّا کر بولا :

" محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اگر میرا ہاتھ ٹھیک کردو تو میں تمہارا مال واپس کردونگا۔"

خدا نے اسی وقت ابوجہل کو شفاء دے دی۔ اس نے دروازہ کھولا اور نوواردکے اونٹ سامان سمیت واپس کرتے ہوئے اس کی نیت میں فتور آگیا۔ اچانک اسے ایک خوفناک حبشی نظر آیا۔ حبشی نے کہا :

" لعین! جان کی امان چاہتے ہو تو پُورا مال واپس کرو۔ ورنہ گردن اُڑا دوں گا۔"

اس نے پورا مال واپس کردیا۔ حضور واپس تشریف لے آئے تو قوم نے ابوجہل سے کہا :

" بے وقوف! تم نے مال واپس کیوں کیا ؟"

" جو کچھ میں نے دیکھا ہے اگر تم بھی دیکھ لیتے تو یہ سوال نہ کرتے۔"

ابوجہل نے بہ لبہ تر قوم کو سارا واقعہ سُنا دیا۔

معجزہ

چاہ کن را چاہ درپیش

روایت ہے کہ جب حضور کی شان کے ڈنکے بجنے لگے تو ابوجہل آپ کو شہید کرنے کی تدبیریں سوچنے لگا۔ اس نے سوچا کہ کیوں نہ اپنے مکان کے دروازہ پر ایک کنواں کھود دوں۔ کنویں کے منہ کو گھاس اور مٹی سے ڈھانپ دوں۔ اور خود بیمار بن کر لیٹ جاؤں۔ میری علالت کی خبر سُن کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لیے ضرور آئیں گے۔ اس طرح وہ کنویں میں گر پڑیں گے تو ہم فوراً کنواں کو مٹّی سے بھر دیں گے۔ اس طرح معاذاللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مٹّی تلے دب کر شہید ہوجائیں گے۔

کفّار کو یہ تجویز بہت پسند آئی۔ ابوجہل نے تجویز کے مُطابق کنواں کھودا اور خود بیمار بن کر لیٹ گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سُنا کہ ابوجہل سخت بیمار ہے تو اپنے خلق عظیم کی وجہ سے آپؐ ابوجہل کی خبرگیری کے لیے تشریف لے گئے۔

ابوجہل کے دروازہ پر پہنچے تو جبرئیل نے حاضر ہوکر عرض کیا :

" یارسول اللہ! ابوجہل لعین نے آگے کنواں کھود رکھا ہے۔ آپ واپس تشریف لے جائیے۔"

حضور واپس تشریف لے گئے۔ ابوجہل کو جب معلوم ہوا کہ آپ واپس

جارہے ہیں تو اس "بیمار" نے بستر سے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور تیزی سے دوڑا تاکہ حضور کو پکڑ کر کنویں میں دھکیل دے۔ جلد بازی میں وہ خود کنویں میں گر پڑا۔

کفار نے بہت چارا کیا لیکن ابوجہل کو نہ نکال سکے۔ انہوں نے رسہ ڈال کر نکالنا چاہا لیکن ناکام رہے۔ آخر کنویں کی تہ سے ابوجہل پکارا:

" محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لاؤ۔ اس قعرِ مذلت سے وہی نکال سکتے ہیں"

کفار نے بلایا تو حضور تشریف لے آئے۔ منڈیر پر کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا:

" اس کنویں سے اگر تمہیں نکال باہر کردوں تو کیا توحید و رسالت پر ایمان لے آؤ گے؟"

" ضرور ضرور کیوں نہیں؟"

ابوجہل کنویں کی تہ سے پکارا۔ حضور نے آگے بڑھ کر ہاتھ بڑھایا تو حضور کا دستِ مبارک ابوجہل تک جا پہنچا۔ اسے پکڑ کر آپ نے کنویں سے باہر لا ڈالا۔ باہر آکر ابوجہل بولا:

" آپ سے بڑا جادوگر میں نے آج تک نہیں دیکھا۔" معاذاللہ!

معجزہ

گوہ کی گواہی

روایت ہے کہ صحابہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ایک اعرابی آیا اور آتے ہی بولا:

" یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ سے نفرت کرتا ہوں۔ آپ کی قوم سے ڈر نہ ہو تو آپ کو ابھی قتل کر دوں۔"

حضرت عمر نے طیش میں آکر تلوار سونت لی اور اعرابی پر حملہ کرنے ہی والے تھے کہ حضور ان کے درمیان میں حائل ہو گئے۔ آپ نے فرمایا:

" رک جاؤ عمر! اسے قتل نہ کرنا"

پھر آپ نے اعرابی سے فرمایا:

" تم کس قبیلہ سے ہو؟"

" بنی سُلیم سے"

" تم نے میرے بارے میں آج تک کوئی ناپسندیدہ بات سُنی ہے؟"

" نہیں"

" میں نے تجھے کوئی دکھ پہنچایا ہے؟"

" نہیں تو"

" پھر تم ایک ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو تمہارے کہنے کے مطابق نہ تو برا ہے اور نہ ہی کبھی اس نے تمہیں نقصان پہنچایا ہے۔

Scanned with CamScanner

آپ خود ہی فیصلہ کرو کہ تم کہاں تک حق بجانب ہو؟ اگر تم نادم ہو تو ایسا کرو کہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ۔"

" کیوں؟ میں مسلمان کیوں ہو جاؤں؟ آپ تو ساحر، کاہن اور کاذب ہیں۔"

" نہیں ہرگز نہیں۔ میں نہ تو ساحر ہوں اور نہ ہی کاہن۔ میں تو اللہ کا رسول ہوں۔ ایک ایسا رسول جو تمام بنی نوع انسان کی طرف مبعوث ہوا ہے۔ میں کاذب نہیں ہوں میں تو روئے زمین پر بسنے والے ہر متنفس سے زیادہ سچا ہوں۔ اس لیے تم میری بات پر یقین کرو اور کلمہ پڑھ لو۔"

" لیکن ایک شرط پر"

" وہ کیا؟"

" یا محمد! میرے پاس ایک چیز ہے اگر وہ آپ پر ایمان لے آئے تو میں بھی مسلمان ہو جاؤں گا۔"

" چلو یونہی سہی"

حضور نے اعرابی کی شرط کو مان لیا تو اس نے آستین کو جھٹکا دیا۔ اعرابی کی آستین سے ایک گوہ نکلا۔

حضور علیہ السلام نے گوہ سے فرمایا:

" اے گوہ! تم پر سلام ہو"

" آپ پر لاکھوں اسلام اے فخر انسانیت!"

" بتاؤ تو سہی میں کون ہوں؟"

" آپ رسول برحق ہیں، فخر انسانیت ہیں۔ قیامت کے روز حمد کا پرچم آپ کے دستِ مبارک میں ہو گا۔ آپ پر ایمان لانے والے کے لیے نجات ہے اور منکر کے لیے خسران۔"

" اے گوہ! تم عبادت کس کی کرتے ہو؟"

حضور نے دریافت فرمایا تو گوہ نے بزبان فصیح کہا:

" میں اس خدا کی عبادت کرتا ہوں آسمان پر جس کا عرش ہے، زمین پر جس کی طاقت کا سکہ رواں ہے، خشکی پر جس کے بدائع اور سمندر میں جس کے عجائبات ہیں۔ قیامت کے روز جس کی حکومت، جہنم میں جس کا عذاب اور جنت میں جس کی رحمت ہو گی۔"

اعرابی نے گوہ کی زبان سے یہ گواہی سنی تو مسکرایا اور بولا:

" یا رسول اللہ! پہلے آپ سے نفرت تھی۔ اب کائنات کی ہر چیز سے زیادہ آپ کی محبت ہو گئی ہے۔"

یہ کہا اور کلمہ پڑھ کر حلقۂ بگوشِ اسلام ہو گیا۔

معجزہ

جفا سے توبہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو بیٹی نے آبدیدہ ہو کر کہا:

" ابا حضور! حسنین کریمین تین دن سے بھوکے ہیں "

" لیکن ان کے نانا نے چار دن سے کچھ نہیں کھایا۔"

یہ کہہ کر حضور نے قمیص مبارک اٹھائی تو شکم انور پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ بیٹی کے گھر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ ہو کر باہر تشریف لے آئے۔ آپ بار بار فرماتے تھے:

" اللہ اکبر! جنت کے شہزادے بھوکے ہیں۔"

آپ مدینہ سے باہر تشریف لے گئے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک اعرابی کنویں پر کھڑا اونٹوں کو پانی پلا رہا تھا۔ اس کے پاس جا کر آپ نے فرمایا:

" اجرت پہ کام دے سکتے ہو۔"

" کیوں نہیں؟ کرنے والے بنو۔"

" کیا کام لو گے؟"

" اس کنویں سے پانی نکال کر میرے اونٹوں کو پلاتے جاؤ۔"

" اُجرت کیا دو گے؟"

" ایک ڈول کے عوض تین کھجوریں۔"

" مجھے منظور ہے۔"

یہ کہہ کر آپ نے ڈول پکڑا۔ کنویں میں ڈالا، باہر نکالا اور اونٹ کو پلایا تو اعرابی نے آپ کو تین کھجوریں دے دیں۔ جو آپ نے تناول فرمالیں۔ آپ ڈول بھر بھر کر اونٹوں کو پلاتے رہے آپ آٹھ ڈول نکال چکے تھے۔ نواں ڈول نکالنے لگے تو رسی ٹوٹ گئی اور ڈول کنویں میں گر پڑا۔ سرکار حیران ہو کھڑے رہے۔ اعرابی نے آپ کو چوبیس کھجوریں تو ضرور دے دیں لیکن طیش میں آکر آپ کے چہرۂ انور پر طمانچہ بھی دے مارا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک بڑھایا اور کئی فٹ گہرے کنویں سے ڈول نکال کر اعرابی کے حوالے کر دیا اور خود واپس تشریف لے آئے۔

اعرابی یہ معجزہ دیکھ کر گہری سوچ میں پڑ گیا۔ وہ حضور کو واپس جاتے ہوئے دیر تک دیکھتا رہا۔ اعرابی دل ہی دل میں کہنے لگا:

" یہ شخص خدا کا نبی معلوم ہوتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ یہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں۔ مجھ سے بہت بڑا ظلم ہوا ہے۔"

اعرابی نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ چاقو نکالا اور اپنا دایاں ہاتھ کاٹ ڈالا۔ اسے چکر آیا اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ کچھ دیر بعد چند اونٹ سوار وہاں پہنچے۔ انہوں نے اعرابی کے منہ پر پانی چھڑکا۔ اعرابی کو ہوش آیا تو مسافروں نے پوچھا:

" تمہارا ہاتھ کس نے کاٹ ڈالا ہے؟"

" میں نے"

" ارے! وہ کیوں؟"

Scanned with CamScanner

"اس ہاتھ کے ساتھ میں نے ایک پیغمبر کے چہرۂ پر طمانچہ مارا تھا۔ خُدا کے عذاب سے ڈر کر میں نے وہ ہاتھ ہی قلم کر دیا ہے۔"
اعرابی نے جواب دیا۔ مسافر یہ سُن کر اپنی منزل کو روانہ ہو گئے۔

اعرابی کے ساتھ اس کی ضعیف العمر ماں بھی تھی۔ اس نے کہا کہ بیٹا آؤ خُدا کے پیغمبر سے معافی مانگیں۔ اعرابی نے اپنا بریدہ ہاتھ ساتھ لیا۔ ماں بیٹا مسجد نبوی کے دروازہ پر کھڑے ہو کر حضور کا نام پکارنے لگے۔ مسجد میں سیدنا صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم اور حضرت حیدر کرار کے علاوہ دیگر صحابہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے اعرابی سے پوچھا:

"کیا بات ہے؟"

"مجھے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا ہے۔"

اعرابی کی بات سُن کر حضرت سلمان فارسی ان دونوں کو سیدہ فاطمہ کے گھر لے آئے۔

دروازہ پر پہنچتے ہی اعرابی پکارا:

"یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم"

حضور نے آواز سُن کر فرمایا:

"فاطمہ! دیکھو تو دروازہ پر کون کھڑا ہے؟"

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ دروازہ پر ایک اعرابی اور ایک بڑھیا کھڑے ہیں اعرابی کے ہاتھ سے خون بہ رہا ہے۔ سیدہ فاطمہ نے ابا حضور کو بتایا تو سرکار باہر تشریف لے آئے۔ آپ کو دیکھتے ہی اعرابی نے کہا:

"یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے معاف کر دیجئے۔ کریم لوگ عذر قبول کر لیا کرتے ہیں۔ اور آپ تو اکرم الناس ہیں۔"

"تمہارا ہاتھ کس نے کاٹا ہے؟"

"میں نے!"

"تم نے! وہ کیوں؟"

"اسی ہاتھ کے ساتھ میں نے آپ کے چہرۂ مبارک پر طمانچہ مارا تھا۔"

"میں نے معاف کیا۔"

حضور نے فرمایا:

"لیکن ایسا کرو کہ اسلام قبول کر لو۔ آخرت میں بھلائی ہوگی۔"

"ایک شرط پر مسلمان ہو سکتا ہوں یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم۔"

"کیا شرط؟"

"شرط یہ کہ میرا ہاتھ درست کر دیجئے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کا مقطوعہ ہاتھ لے کر بازو سے جوڑا بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے زخم پر دستِ کرم پھیرا تو اللہ کی قدرت سے اعرابی کا ہاتھ پہلے کی طرح درست ہو گیا۔ اعرابی اور اس کی ماں حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ مسرت سے ان کے چہرے چمکنے لگے اور زبان سے جاری ہو گیا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

Scanned with CamScanner

معجزہ

شیخین ؓ کے دشمن کا عبرتناک انجام

ابو صادق روایت کرتے ہیں کہ ایک حاجی بغداد شہر میں کسی ایسے شخص کی تلاش میں تھا جس کے پاس وہ اپنی امانت رکھ سکے۔ ایک بوڑھے دکاندار سے اس نے امانت رکھنے کی درخواست کی۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ حاجی نے اصرار کیا تو بوڑھا بولا:

" تم مجبور کرتے ہو تو تمہاری امانت رکھ لیتا ہوں لیکن ایک شرط پر "

" کس شرط پر؟"

" شرط یہ کہ میرا پیغام رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دینا۔"

" آپ کا پیغام ضرور پہنچا دوں گا۔ فرمائیے پیغام کیا ہے؟"

" میری طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا کہ آپ کے پہلو میں اگر ابوبکر و عمر نہ ہوتے تو میں آپ کی خدمت میں ہر سال حاضر ہوا کرتا۔"

حاجی نے پیغام سنا، امانت رکھی اور خود حج کے لیے روانہ ہو گیا۔

حج سے فارغ ہو کر وہ روضۂ اطہر پر حاضر ہوا۔ اس کے دل میں بوڑھے کا پیغام خار بن کر کھٹک رہا تھا۔ روضہ مبارک پر حاجی کو نیند آگئی۔ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر اور

حضرت عمر بھی تھے۔ سرکار نے فرمایا:

" بغداد کے بوڑھے دکاندار کا پیغام سناؤ۔"

حاجی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت و عظمت سے مرعوب ہو کر بیدار ہو گیا۔ اس نے وضو کیا۔ نفل ادا کیے تو اس کو دوبارہ نیند آگئی۔ خواب میں سرکار نے پھر فرمایا کہ بغداد کے بوڑھے کا پیغام سناؤ۔ اس پر حاجی نے بڑے احترام سے عرض کیا:

" یا رسول اللہ! اس ملعون کی بات کو آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔"

" جانتا ہوں لیکن ایفائے وعدہ تجھ پر لازم ہے۔"

" تو سرکار سماعت فرمایئے! اس ملعون نے کہا تھا کہ آپ کے پہلو میں اگر دو شخص مدفون نہ ہوتے تو میں ہر سال آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا۔"

سرکار نے حضرت علی کی طرف دیکھا تو حضرت علی نگاہ سے غائب ہو گئے کچھ دیر بعد وہ اپنے ساتھ بغداد کے بوڑھے کو لے آئے۔ حضور نے حاجی سے تصدیق کرائی:

" کیا اسی نے پیغام دیا تھا؟"

" جی سرکار "

" علی! اس کی گردن اڑا دو "

سرکار کے حکم پر شیرِ خدا نے تلوار سونت لی۔ ایک ہی وار میں اس کا سر قلم کر دیا۔ مقتول کے خون کے چند قطرے حاجی کے لباس پر گرے۔ وہ بیدار ہوا تو قطرے لباس پر موجود تھے۔ حاجی نے مہینہ، تاریخ اور دن نوٹ کر لیا۔

Scanned with CamScanner

بغداد میں آکر حاجی نے بوڑھے کا پتا کیا۔ ایک محلہ دار نے کہا:

"بوڑھا ایک دن بیٹھے بیٹھے اچانک غائب ہوگیا۔ ہم نے اس کو بڑا تلاش کیا۔ اس کی لاش ایک ویرانے سے ملی۔ لیکن سر غائب تھا۔"

حاجی نے تاریخ پوچھی تو وہی تھی جو اس نے نوٹ کر رکھی تھی۔ اس نے بوڑھے کا پیغام اور اپنا خواب لوگوں کو سنایا۔ ہوتے ہوتے خبر خلیفہ تک پہنچی۔ تو خلیفہ نے بغداد میں اعلان کرا دیا:

"جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو گالیاں بکتا ہے، اس پر خدا کی لعنت ہو۔"

معجزہ

بال کا کمال

روایت ہے کہ بلخ شہر میں ایک بہت بڑا تاجر انتقال کر گیا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ دونوں بھائیوں نے باپ کی جائداد تقسیم کر لی۔ میراث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بال مبارک بھی تھے۔ دونوں بھائیوں نے ایک ایک بال لے لیا۔ تیسرا بال باقی رہ گیا تو بڑے بھائی نے چھوٹے سے کہا:

"تیسرے بال کے بھی دو حصے ہونے چاہئیں۔"

"نہیں ہرگز نہیں۔ حضورؐ کے بال مبارک کو کاٹ کر دو حصوں میں بانٹنا توہین ہے۔"

"اگر یہ بات ہے تو تینوں بال تم رکھو اور ساری جائداد مجھے دے دو۔ منظور ہے؟"

"یقیناً مجھے منظور ہے۔"

چھوٹے بھائی نے سرکار کے تینوں بال لے لیے اور بڑے نے سارا مال لے لیا۔

چھوٹا بھائی حضور کے بال مبارک ہمیشہ اپنے سینہ سے لگائے رکھتا۔ انہیں چومتا، آنکھوں سے لگاتا اور درود شریف پڑھتا رہتا۔ زیادہ عرصہ نہ گزرا

تھا کہ بڑے کا مال گھٹنا شروع ہوگیا اور چھوٹے کے مال میں برکت ہو گئی۔ چھوٹے بھائی کا جب انتقال ہوا تو ایک بزرگ نے خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ۔ آپ فرما رہے تھے ۔

" لوگوں سے کہدو کہ جس شخص کی کوئی حاجت ہو، اس جوان کی قبر کی زیارت کرے ۔ "

اس کی قبر زیارت گاہ عوام بن گئی ۔ لوگ اس قبر کا اتنا احترام کرنے لگے کہ سوار اپنی سواریوں سے اتر جاتے اور پیدل چلتے تھے ۔ اور یہ حضورؐ کے بال کی برکت تھی ۔

معجزہ

شیخین کے صدقے

جعفر الحذری روایت کرتے ہیں کہ میں ایک قافلہ کے ساتھ سفر کر رہا تھا میرے ہم سفر رافضی تھے ۔ ناموس شیخین پر میں ان سے الجھتا رہا ۔ چلتے چلتے ایک جنگل آ گیا ۔ جنگل سے ایک درندہ نکلا ۔ اس نے سب کو چھوڑ کر مجھے آ دبوچا ۔ میں نے سوچا کہ رافضی یقیناً کہتے ہوں گے کہ جھوٹا تھا ۔ اسی لیے زیرِ عتاب آگیا ہے ۔ درندہ نے مجھے اپنے بچوں کے آگے لا ڈالا ۔

میں نے گھبرا کر کہا :

" یا رسول اللہ ! شیخین کی حرمت کا واسطہ ۔ میری مدد فرمایئے ۔ "

درندہ کے بچے میرے قریب آئے ۔ مجھے سونگھا اور دور ہٹ گئے ۔ درندے نے زبردست چیخ ماری ۔ میرے خیال میں اس نے یہ کہا ہوگا کہ تم اسے کھاتے کیوں نہیں ؟ بچوں نے فصیح زبان میں کہا :

" تم نے ہمیں تین دن بھوکے رکھا ۔ اب ایسے شخص کو اٹھا لائے ہو جو اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے ۔ ہم اسے کیوں کر کھائیں ؟ "

درندے کے بچوں کی زبان سے یہ بات سُن کر میں حیران رہ گیا ۔ میں فوراً اٹھا اور جدھر جی چاہا چلا گیا ۔ بخدا درندے یا اس کی اولاد نے کوئی تعرض نہ کیا ۔ شیخین کی محبت نے میری جان بچا لی ۔

معجزہ

جنّت کا دُولہا

حضرت عکرمہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یمن میں لعل نامی ایک مشرک تھا۔ لعل غریب اور مفلوک الحال تھا پھٹے پرانے لباس میں ملبوس رہتا۔ اس کے دن درختوں کے سایہ تلے اور راتیں ویرانوں میں گذر جاتی تھیں۔ لعل نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا سُنا تو مدینہ میں آکر حلقہ بگوشِ اسلام ہوگیا۔ آپ نے لعل کو اصحاب صفہ میں شامل کرلیا۔ اب اس کا گذارا جو کی روٹی یا کھجوروں پر تھا۔ وہ ہمیشہ حضور کی خدمت میں رہتا تھا۔ لعل نے حضور سے قرآن کی چار سورتیں بھی یاد کرلی تھیں۔ ایک دن حضور نے فرمایا:

" قرآن کے بعد کوئی غربت نہیں اور جہنّم کے بعد کوئی امیری نہیں۔"

لعل نے یہ سنتے ہی حضور سے عرض کیا:

" تو پھر میری شادی کر دیجئے یا رسول اللہ!"

" کچھ مال بھی ہے تمہارے پاس؟"

" ابھی تو آپ نے فرمایا ہے کہ قرآن کے بعد کوئی فقر نہیں۔ اور مجھے تو قرآن کی چار سورتیں یاد ہیں۔"

لعل کے استدلال پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا:

" انصار کے قبیلہ بنی سلمہ کے پاس چلے جاؤ۔ بنی سلمہ کی جو عورت سب سے پہلے ملے گی وہی تمہاری بیوی ہوگی۔"

یہ سنتے ہی لعل بنی سلمہ کی طرف چل نکلا۔

ابھی تھوڑی دیر ہی چلے ہوں گے کہ آپ کو ایک لڑکی ملی۔ رَشکِ قمر غیرتِ آفتاب!

لعل بولے:

" لڑکی! یہ کون سا قبیلہ ہے؟

" بنی سلمہ!"

" اللہ اکبر! لائق حمد ہے وہ ذات جس نے میرا تیرا جوڑ بنایا۔"

" پاگل تو نہیں ہو۔"

" نہیں۔ پاگل نہیں ہوں۔ میرے آقا نے اسی طرح فرمایا ہے۔"

" اگر حضور نے فرمایا ہے تو سرِ تسلیم خم ہے۔"

" یقین نہیں تو آؤ حضور سے خود دریافت کرلو۔"

لعل اور لڑکی حضور کی جانب چل دیئے۔ راستے میں لڑکی کا باپ اور بھائی ملے۔ انہوں نے کہا:

" اس جوان کے ساتھ کہاں جارہی ہو؟"

" یہ کہتا ہے کہ تم میری ہونے والی بیوی ہو۔ اور یہ بھی کہتا ہے کہ یہ رشتہ حضور نے منتخب کیا ہے۔ حضور سے دریافت کرنے جارہی ہوں۔"

باپ اور بھائی بھی حضور کی جانب چل دیئے۔

حضور کی خدمت میں پہنچ کر باپ بولا:

" حضور! یہ نوجوان کہتا ہے کہ تیری بیٹی کا رشتہ حضور نے میرے ساتھ

Scanned with CamScanner

کر دیا ہے۔ سرکار! یہ درست ہے کیا؟"

" ہاں! تیری بیٹی اس جوان کی ہونے والی بیوی ہے۔"

" اگر آپ کا ارشاد ہے تو مجالِ انکار نہیں"

انصاری نے اپنی بیٹی کا نکاح لعل کے ساتھ کر دیا۔ حضور نے نکاح پڑھایا اور صحابہ نکاح کے گواہ بنے۔ نکاح کے بعد حضور نے فرمایا:

" مومنو! اپنے بھائی کی مدد کرو"

حضور کے حکم پر چار اوقیہ چاندی جمع ہو گئی۔ حضور نے فرمایا:

" لعل! دو اوقیہ چاندی تمہاری اور دو اوقیہ تمہاری بیوی کی! یہ لو سنبھالو"

" میرا حصہ بھی میری بیوی ہی کو دے دیجئے یا رسول اللہ!"

حضور نے ساری چاندی لعل کی بیوی کو دے دی، اس کے والد سے فرمایا کہ رخصتی کا انتظام کرو اور لعل سے فرمایا کہ تم اپنے سسرال چلے جاؤ۔

لعل سسرال پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے لیے کمرہ مزین تھا۔ خوبصورت قالین بچھا تھا۔ چراغوں کی روشنی نے کمرے کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رکھے تھے۔ لعل کی نشست گاہ کے ساتھ اس کی نوبیاہتا بیٹھی ہوئی تھی۔ لعل کے لیے پُرتکلف دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ دعوت سے فارغ ہوتے ہی لعل نے وضو کیا۔ دو رکعت نفل ادا کئے اور اپنے مقدر پر خدا کا شکر ادا کیا۔ دُعا کے بعد لعل نے پھر نفل شروع کر دیئے، پھر دُعا مانگی پھر نفل پڑھے حتیٰ کہ صبح تک وہ نفل ہی پڑھتے رہے۔ فجر کی نماز انہوں نے حضور کی اقتداء میں پڑھی۔ تمام دن وہ حضور کی خدمت میں حاضر رہے۔ ظہر، عصر پھر مغرب حتیٰ کہ عشاء بھی حضور کے ساتھ ہی پڑھی۔ عشاء کے بعد وہ پھر سسرال آ گئے۔ کھانے سے فارغ ہوتے ہی وہ جا کے نماز پر کھڑے

ہو گئے اور صبح تک نفل پڑھتے رہے۔ تین دن لعل نے اسی طرح گزار دیئے۔ چوتھی رات دلہن کے والد نے خاوند کے بارے میں دریافت کیا تو وہ بولی:

" اباجان میرے شوہر عجیب ذوق رکھتے ہیں۔ نماز کے سوا وہ جانتے ہی کچھ نہیں۔ شام سے لے کر صبح تک نماز ہی میں گزار دیتے ہیں۔"

دلہن کے والد نے حضور سے عرض کیا تو آپ نے لعل سے فرمایا:

" لعل! تجھے کس چیز نے بیوی سے روکے رکھا؟"

لعل نے عرض کیا:

" یا رسول اللہ! میں نے ساری راتیں قیام و سجود میں گزاری ہیں۔ دراصل مجھے اپنا ماضی یاد آ رہا تھا۔ اسلام سے پہلے میں مشرک تھا۔ میرا کوئی مکان تھا نہ ہی ٹھکانا۔ رات ویرانوں میں اور دن درختوں کے سایہ تلے گزار دیتا تھا۔ پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسلام قبول کیا۔ آپ کے زیرِ سایہ مجھے کلامِ الٰہی کی چند سورتیں بھی یاد ہو گئیں۔ کلامِ الٰہی سے میرا شرحِ صدر ہو گیا اور سینہ ایمان کے نور سے جگمگانے لگا۔ آپ نے میرا عقد جب اس لڑکی سے فرمایا تو اس کا حسن و جمال دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا۔ ان نعمتوں کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔"

لعل نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا:

" ان چار سورتوں میں سے ایک سورت نے مجھ میں اضطراب پیدا کر دیا اور میں دن رات اللہ کی حمد و ثنا میں مصروف رہا۔"

حضور نے فرمایا:

" کون سی سورت نے تجھے مضطرب کیے رکھا؟"

Scanned with CamScanner

بعل نے عرض کیا :

" اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ یارسول اللہ! کیوں کہ اس میں ارشاد خداوندی ہے لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (قیامت کے دن) تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھ گچھ ہوگی۔"

یہ کہہ کر بعل نے رونا شروع کر دیا۔ حضور بھی آبدیدہ ہو گئے تو صحابہ نے بھی زار و قطار رونا شروع کر دیا۔

ایک ہفتہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ ایک شخص نے حضور کی خدمت میں عرض کیا :

" یارسول اللہ! بعل انتقال فرما گئے "

" اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ "

حضور نے فرمایا :

" غسل کے بعد مجھے اطلاع کر دینا۔"

تجہیز و تکفین کے بعد حضور کو اطلاع کر دی گئی۔ جنازہ پڑھا کر حضور نے فرمایا :

" ہم نے تمہارے لیے جنت تیار کر دی ہے۔"

تدفین کے بعد ایک دن حضور نے بعل کی بیوی سے پوچھا کہ بعل نے کیا تجھ سے فائدہ اٹھایا تھا تو وہ کہنے لگی کہ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے۔ " بعل نے مجھ سے کچھ نہ پایا۔"

معجزہ

غیبت سے نفرت

ایک غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دو امیروں کے ساتھ ایک غریب کو لاحق کر دیا اور وہ غریب ان کی خدمت کرتا اور امیر خورد نوش میں اسے شامل کرتے۔ حضرت سلمان فارسی کو بھی حضور نے دو امیروں کے ساتھ کر دیا۔ ایک دن حضرت سلمان اشیائے ضروریہ مہیا نہ کر سکے تو دونوں امیر بولے کہ جاؤ حضور کی بارگاہ سے آج کے لیے کچھ کھانا وغیرہ لے آؤ۔ حضرت سلمان تشریف لے گئے تو انہوں نے غیبت کرتے ہوئے کہا :

" یہ کھانا نہیں لائیں گے۔ جب یہ کنوئیں تک پہنچیں گے تو پانی ختم ہو چکا ہوگا۔"

حضرت سلمان نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تو حضور نے فرمایا :

" تمہیں کھانے کی کیا ضرورت ہے؟ تم تو پہلے ہی انسان کا گوشت کھا چکے ہو۔"

حضرت سلمان نے جب حضور کا پیغام سنایا تو دونوں امیر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر بولے :

" ہم نے انسان کا گوشت نہیں کھایا۔ یارسول اللہ!

" کیوں نہیں کھایا؟"

حضور نے فرمایا :

" تمہارے لبوں پر خون صاف دکھائی دے رہا ہے ۔"

" آج ہمیں کھانے کے لیے کچھ بھی دستیاب نہ تھا ۔ آج ہم نے کچھ بھی نہیں کھایا اور پھر انسانی گوشت ؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے حضور ؟"

" تم نے مسلمان بھائی کی غیبت کی تھی ۔"

حضور نے فرمایا :

" کیا تم مردار کھانا گوارا کرو گے ؟"

" ہرگز نہیں ۔ یا رسول اللہ !"

" جب تم مردار کھانے سے نفرت کرتے ہو تو تمہیں غیبت سے بھی نفرت کرنا چاہیئے ۔"

یہ کہہ کر سرکار نے فرمایا :

" کوئی شخص مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرے ۔ کیوں کہ جو شخص مسلمان بھائی کی غیبت کرتا ہے ۔ گویا وہ اس کا گوشت کھاتا ہے ۔"

معجزہ

روحوں کا ملاپ

حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ سپاہ روم نے بیس مسلمان سپاہیوں کو قید کر کے قیصر روم کے دربار میں پیش کیا ۔ قیصر نے مسلمان قیدیوں سے کہا :

" عیسائی بن جاؤ تو جان کی امان پاؤ گے ۔"

" نہیں ۔ ہرگز نہیں ۔ ہم نور سے ظلمات کی طرف ہرگز نہ جائیں گے ۔"

قیصر روم یہ جواب سن کر سخت غصہ میں آگیا اس نے جلاد سے کہا :

" فلاں جوان قیدی کے علاوہ باقی سب کے سر اڑا دو ۔"

قیصر کے حکم پر مسلمان قیدیوں کو یکے بعد دیگرے شہید کر دیا گیا ۔ اب ایک نوجوان قیدی زندہ بچ گیا ۔ قیصر نے گوارا نہ کیا کہ اتنا حسین و جمیل ، ذہین و فطین اور لائق و فائق جوان قتل کیا جائے ۔ عیسائیوں نے اس کو طرح طرح کے لالچ دے کر عیسائی بنانا چاہا ۔ لیکن وہ ان کی ہر پیش کش کو ٹھکراتا رہا ۔

قیصر روم کا دربار آراستہ ہے ۔ قیصر مشیرانِ کار سے کہتا ہے :

" مسلمان قیدی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟"

" قیدی کو عیسائی بنانا ممکن ہے عالی جاہ ! لیکن ہمیں کہتے ہوئے ڈر لگتا ہے ۔"

"ڈر کس بات کا؟ تمہیں جان کی امان ہے۔ اپنے دل کی بات کہو۔"

"ملک معظم! آپ کی بیٹی حسن و جمال میں پوری سلطنت میں بےمثال ہے۔ اسے قیدی کے پاس بھیجا جائے تو ہمیں یقین ہے کہ وہ اس کی خاطر اسلام سے منحرف ہو جائے گا۔"

"پروا نہیں۔ یہ بھی کر دیکھو"

شام ہوتی ہے تو قیصر اپنی بیٹی سے کہتا ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو نوجوان کو عیسائی بناؤ۔ یہاں تک کہ جوان کو اپنی عزت سے بھی نہ روکنا۔

شہزادی بن سنور کر نوجوان کے کمرہ میں آتی ہے۔ نوجوان قبلہ رو ہو جاتا ہے۔ وہ شہزادی کی موجودگی سے بے نیاز ہو کر سورۃ الفتح کی تلاوت شروع کر دیتا ہے شہزادی تلاوت سن رہی ہے۔ قیدی جب اس مقام پر پہنچتا ہے

"محمد رسول اللہ الخ"

تو حضور کے اسم گرامی کا تکرار کیے جاتا ہے۔ جذبات سے مغلوب ہو کر قیدی زار و قطار رونے لگتا ہے اسے روتا دیکھ کر شہزادی بھی رونا شروع کر دیتی ہے۔ قیدی آیت کا تکرار کیے جاتا ہے حتیٰ کہ شہزادی قریب آجاتی ہے اور کہتی ہے:

"تمہیں اسی کا واسطہ جس کا نام لے کر رو رہے ہو، میں جو پوچھوں گی۔ اس کا جواب دینا۔"

"کیا پوچھنا چاہتی ہو؟"

"میں نے شاعروں کو سنا ہے۔ خطیبوں کو بھی سنا ہے۔ لیکن جو کلام تم پڑھ رہے ہو، میرے دل و دماغ پر اثر کر چکا ہے۔ یہ کلام کس کا ہے۔"

"یہ کسی شاعر کا کلام نہیں۔ خدا کا کلام ہے۔"

"محمد کون ہے؟ اس کا نام لے کر تم کیوں رونے لگے تھے۔"

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آقا کا اسمِ گرامی ہے۔ رہی بات میرے رونے کی تو کیا بتاؤں؟ ان سے کوسوں دور ہوں۔ ان کے فیضانِ صحبت سے محروم ہوں۔ ان کے جمال کا طالب ہوں۔ ان کے فراق میں رو رہا تھا۔"

"کیا یہ ممکن ہے کہ تم مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا سکو؟"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جبکہ میں تمہارا قیدی ہوں۔"

"قید سے چھڑانا میرا کام ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرانا تمہارا ذمہ۔"

یہ کہہ کر شہزادی کمرے سے چلی جاتی ہے۔

شہزادی اصطبل میں داخل ہوتی ہے۔ عمدہ نسل کے گھوڑے لیتی ہے۔ اسلحہ سے آراستہ ہوتی ہے۔ ہیرے اور جواہرات لے کر قیدی کے پاس آجاتی ہے اور کہتی ہے:

"اب تم آزاد ہو۔ چلو مجھے بھی اپنے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں تک لے چلو۔"

قیدی اور شہزادی رات کی تاریکی میں گھوڑوں پر سوار ہو کر نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ اعلیٰ نسل کے گھوڑے ہوا سے باتیں کر رہے ہیں۔ صبح تک وہ سفر جاری رکھتے ہیں حتیٰ کہ قیصر کی حدود عبور کر کے اسلامی سلطنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے پیچھے گھوڑوں کی ٹاپ سنتے ہیں۔ ان کے پیچھے تھوڑے ہی فاصلہ پر انیس گھڑ سوار کھڑے ہیں۔ شہزادی فوراً چلہ پر تیر چڑھا کر سواروں کو دیکھتی ہے۔ وہ سبز لباس میں

Scanned with CamScanner

ملبوس ہیں۔ اور ان کے چہرے نور سے چمک رہے ہیں۔ شہزادی ہمسفر سے کہتی ہے:

" خطرہ ٹل گیا ہے۔ ان سواروں میں نہ تو میرا باپ ہے اور نہ ہی اس کے سپاہی۔ آپ غور سے دیکھیں۔ ممکن ہے کہ آپ کی فوج کے سپاہی ہوں۔"

انہیں دیکھتے ہی مسلمان کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھتا ہے۔ وہ حیرت سے کہتا ہے:

" ارے! یہ تو وہی ہیں جنہیں قیصر نے شہید کر دیا تھا۔"

ان کے قریب جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں:

" ہم شہید ہیں۔ شہادت کے بعد ہمیں ایسی زندگی دی گئی ہے جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ تمہیں مبارک ہو کہ چالیس روز کے بعد تم بھی ہم سے آملو گے۔"

یہ کہہ کر شہید گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہیں۔ ان کے گھوڑے سرپٹ دوڑنے لگتے ہیں۔ اور وہ نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔

صبح کے تڑکے شہزادی اور نوجوان ایک صحرا میں داخل ہو جاتے ہیں۔ وہاں عساکر اسلام نے پڑاؤ ڈال رکھا ہے۔ اس لشکر میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود ہیں۔ دونوں حضور کے خیمہ کے قریب آتے ہیں۔ حضور پہلے ہی ان کے انتظار میں ہیں۔ شہزادی کی وارفتگی دیدنی ہے۔ خیمہ میں داخل ہوتے ہی وہ اپنی چادر حضور کے قدموں میں ڈال دیتی ہے۔ اور حضور کے قدموں کو چومنے لگتی ہے۔ وہ کہتی ہے:

" سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے آپ کا دیدار کرایا۔ میں

آپ کے معبود پر اور آپ کی رسالت پر ایمان لاتی ہوں۔"

شہزادی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتی ہے۔ پھر وہ شرماتے ہوئے کہتی ہے:

" یا رسول اللہ! میرا نکاح اس نوجوان سے کر دیجئے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کو رشتۂ ازدواج میں منسلک کر دیتے ہیں۔

چالیس روز کے بعد منادی اعلان کرتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ پر تشریف لے جا رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے ساتھ روانہ ہوتے ہیں۔ اس لشکر میں شہزادی کا شوہر بھی موجود ہے۔ دشمن سے مڈھ بھیڑ ہوتے ہی گھمسان کا رن پڑتا ہے۔ پہلی جھڑپ میں ہی شوہر شہید ہو جاتا ہے۔

غزوہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لاتے ہیں۔ باشندگان مدینہ شہر سے باہر نکل کر حضور کا استقبال کرتے ہیں۔ استقبال کرنے والوں میں قیصر کی بیٹی بھی موجود ہے۔ ہر سپاہی سے وہ اپنے شوہر کا پوچھتی ہے۔ سبھی کہتے ہیں کہ حضور تشریف لا رہے ہیں۔ ان سے پوچھو۔ اچانک سرکار بھی تشریف لے آتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ستاروں میں بدر کامل نکل آیا ہے۔ شہزادی حضور کی سواری کی لگام پکڑ کر عرض کرتی ہے:

" آقا! میرے شوہر نہیں آئے؟"

حضور کی چشم مبارک سے آنسو ٹپک پڑتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

" بیٹی! تیرے شوہر شہید ہو گئے ہیں۔"

شہزادی رونے لگتی ہے۔ گھر آ کر غسل کرتی ہے۔ عمدہ لباس پہن کر نفل ادا کرتی ہے دعا میں رو کر کہتی ہے:

" بار الٰہا! اگر مجھ پر راضی ہے تو میری روح قبض کر لے۔"

یہ کہہ کر وہ سجدے میں گر جاتی ہے۔ عین سجدے کی حالت میں اس کی روح پرواز کر جاتی ہے۔

Scanned with CamScanner

معجزہ

شہزادۂ جنت کی پیدائش

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سرکارِ دو عالم کی عاداتِ شریفہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ فجر کی نماز کے بعد آپ چہرۂ مبارک صحابہ کی طرف کرلیا کرتے تھے۔ آپ کا چہرۂ انور چودھویں کے چاند کی طرح دکھائی دیتا تھا۔ ان کے حُسن وجمال کا یہ عالم تھا کہ اگر غمگین بھی دیکھ لیتا تو غم غلط ہو جاتے تھے۔ ایک دن فجر کی نماز کے بعد خلافِ معمول آپ نے رُخِ اقدس صحابہ کی طرف نہ کیا اور حضرت علی کو بلا کر مسجد سے تشریف لے گئے۔ اصحابِ رسول دیکھتے ہی رہ گئے۔ لیکن یہ معلوم نہ ہوسکا کہ آپ کہاں اور کیوں تشریف لے گئے ہیں۔

دونوں بیتِ فاطمہ پر پہنچ گئے تو دروازہ پر حضرت علی کو روکتے ہوئے آپ نے فرمایا:

" علی! دروازہ پر کھڑے رہنا۔ کسی کو اندر نہ آنے دینا۔"

" حضور کیا بات ہوئی ہے؟"

" حسین کی ولادت ہوئی ہے۔ آسمان سے ملائکہ کا نزول ہو رہا ہے۔ وہ سب مبارک باد دینے آرہے ہیں۔"

یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے۔ اور حضرت علی دروازہ پر کھڑے رہ گئے۔

حضرت صدیق اکبر سے نہ رہا گیا۔ وہ بھی پیچھے پیچھے آگئے۔ دروازہ پر پہنچ کر

حضرت علی سے بولے:

" سرکار کہاں ہیں؟"

" گھر میں!"

" میں اندر جا سکتا ہوں؟"

" ابھی نہیں۔ سرکار مصروف ہیں۔"

" کیا آپ نے فرمایا تھا کہ ابوبکر کو نہ آنے دینا؟"

" یہ بات نہیں۔ دراصل حسین کی ولادت ہوئی ہے اور چار لاکھ چوبیس ہزار فرشتے مبارک باد دینے کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔"

حضرت علی کی یہ بات سُن کر حضرت صدیق اکبر متعجب ہوئے اور دروازہ پر ہی بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عمر بھی تشریف لے آئے۔ حضرت علی نے ان کو بھی دروازہ پر روک کے رکھا۔ پھر حضرت عثمان کے علاوہ دوسرے صحابہ بھی آگئے۔ حضرت علی نے سب کو دروازہ پر روکے رکھا۔

کچھ دیر بعد حضور باہر تشریف لائے اور صحابہ کو اندر جانے کی اجازت دیدی۔ سب سے آگے حضرت ابوبکر تھے۔ سب نے سلام عرض کیا اور ولادتِ حسین کی مبارک باد دی۔ انہوں نے حضرت علی کی یہ بات بھی سنائی کہ چار لاکھ چوبیس ہزار فرشتے نازل ہوئے ہیں۔ حضور نے یہ سن کر فرمایا:

" علی! فرشتوں کی تعداد کا تمہیں کیسے علم ہُوا؟"

" میں نے فرشتوں کو گروہ در گروہ اترتے دیکھا ہے۔ فرشتے اپنی اپنی زبان میں باتیں کر رہے تھے۔ اور وہ اپنی تعداد بھی بتا رہے تھے۔"

حضور نے مسکرا کر فرمایا کہ علی کو خُدا نے عقلِ سلیم عطا فرمائی ہے۔ پھر آپ

Scanned with CamScanner

حضرت ابوبکر سے مخاطب ہوئے :

" میں آپ کو ایک عجیب تر واقعہ سناتا ہوں "

" ضرور ! حضور "

حضور نے فرمایا کہ ان فرشتوں میں ایک اپاہج فرشتہ بھی تھا جس کے نہ تو پَر تھے اور نہ ہی ہاتھ پاؤں ۔ میں نے اس سے پوچھا :

" تمہارے پر ، ہاتھ اور بازو کیا ہوئے ؟ "

" یا رسول اللہ ! میں ملائکہ مقربین میں سے تھا ۔ ایک آسمان کا دروازہ کھلا پایا تو میں نے زمین کی طرف جھانکا ۔ مجھے ایک بے دست و پا شخص نظر آیا ۔ اسے دیکھ کر میں نے کہا کہ اس شخص کو زندگی سے کیا سروکار ؟ اس کے لیے تو مرجانا ہی بہتر ہے ۔ بس پھر کیا تھا یا رسول اللہ ! مجھ پر خدا کا عتاب نازل ہوگیا ۔ پَر جل گئے ۔ ہاتھ پاؤں کٹ گئے ۔ اوندھے منہ زمین پر گر پڑا اور ایک جزیرہ میں سات سو سال تک پڑا رہا ۔ "

حضور فرماتے ہیں کہ میں اس کی باتیں غور سے سُن رہا تھا ۔ فرشتے نے رو کر اپنی بات کو جاری رکھا :

" یا رسول اللہ ! ولادتِ حسین پر فرشتے مبارک دینے جا رہے تھے ۔ انہوں نے مجھے پہچان لیا ۔ اور مجھے آپ کی بارگاہ تک لے آئے تاکہ حرمتِ حسین کا صدقہ آپ میرے لیے شفاعت فرمائیں ۔ آپ کی دُعا پر یقیناً اللہ مجھے معاف کر دے گا ۔ "

حضور فرماتے ہیں کہ میں نے فرشتے کے لیے دُعا مانگی تو جبرئیل نے حاضر ہو کر کہا :

" اللہ نے آپ کی دُعا قبول فرما لی ہے : حسین سے لپٹی ہوئی چادر فرشتے کے وجود سے لگائیے ۔ " میں نے ایسے ہی کیا تو فرشتہ تندرست

ہو کر پہلی حالت پر آگیا ۔ اچانک اس فرشتے نے رونا شروع کر دیا میں نے پوچھا :

" کیوں روئے ہو ؟ "

" حسین کے لیے حضور ! "

" وہ کیوں ؟ "

" آقا ! حسین زمین والوں کے شر و فساد سے شہید ہو جائیں گے ۔ "

" اسے کون شہید کرے گا ؟ "

" آقا ! جبرئیل سے دریافت فرمائیے "

حضور فرماتے ہیں کہ میں نے جبرئیل سے کہا :

" یہ کیا کہہ رہا ہے ؟ "

" سچ یا رسول اللہ ! "

" اسے کیسے پتا چلا ؟ "

" ولادتِ حسین سے ایک ہزار سال پہلے اللہ نے اس فرشتہ کو صرف اس لیے پیدا فرمایا تھا کہ شہادتِ حسین کے بعد یہ ان کی قبر کا پہرہ دیا کرے گا "

حضور نے فرمایا کہ پھر تمام فرشتے آسمان کی جانب پرواز کر گئے ۔

معجزہ

حسنین کے صدقے

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ چند دوسرے صحابہ کے ساتھ میں حضور کی خدمت میں تھا۔ حضور کے پہلو میں سیدنا حسن اور سیدنا حسین بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے حضور کی خدمت میں ایک سیب پیش کیا۔ آپ نے قبول فرما لیا۔ دونوں نواسوں میں سے ہر ایک نے چاہا کہ سیب اسے مل جائے۔ لیکن حضور کو یہ پسند نہ تھا کہ ایک نواسے کو سیب دے کر دوسرے کو ناخوش کیا جائے۔ اتنے میں جبرئیل نے حاضر ہو کر عرض کیا:

"یا رسول اللہ! دونوں سے کہیئے کہ کشتی لڑیں۔ جو غالب آجائے گا سیب اسی کا ہوگا۔"

حضور نے مسکرا کر حکم دیا تو دونوں بھائی کشتی لڑنے لگے۔ حسین کو حضور داؤ پیچ سکھا رہے تھے اور حسن کو جبرئیل۔ کشتی طول پکڑ گئی۔ دونوں بھائی برابر رہے۔ جبرئیل فوراً جنت سے دوسرا سیب لے آئے۔ ایک سیب حسن کو دیا گیا اور دوسرا حسین کو۔ رضی اللہ عنہما۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا:

"اللہ کی بارگاہ میں حسنین بڑے مکرّم ہیں۔ کوئی اور خوش قسمت بھی کیا یہ مقام رکھتا ہے؟"

تو حضور نے فرمایا:

"جس شخص میں تین خصائل ہوں گے اللہ کی بارگاہ میں اس کی منزلت حسنین کی طرح ہوگی۔

پہلی یہ کہ وہ رکوع و سجود سے محبّت رکھتا ہو،

دوسری یہ کہ علم و عمل سے پیار کرتا ہو، اور

تیسری یہ کہ وہ ان دونوں عادات کو محبت سے پاک و صاف رکھے۔"

معجزہ

دل نازک ہے ٹوٹ نہ جائے

روایت ہے کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما، دونوں بھائیوں نے تختیاں لکھیں، دونوں بھائی آپس میں جھگڑنے لگے۔ حسن بولے کہ میرا خط اچھا ہے حسین بولے کہ میں نے اچھا لکھا ہے۔ دونوں بھائیوں نے فیصلہ کیا کہ ہم ابا جان کے پاس چلتے ہیں وہ فیصلہ کریں گے کہ کس کا خط عمدہ ہے؟

چنانچہ دونوں بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اپنی اپنی تختیاں دکھائیں حضرت علی نے فرمایا:

" بیٹو! اپنی امی سے جاکر پوچھو"

دونوں بھائی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو امی جان نے فرمایا:

" نانا جان سے پوچھو"۔

اب دونوں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے تو حضور نے فرمایا:

" اس کا فیصلہ میرے بھائی جبرئیل کریں گے"

اسی وقت جبرئیل آگئے اور بولے:

" اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کریں گے"

جبرئیل دونوں بھائیوں کی تختیاں اللہ کے حضور لے گئے۔ اللہ نے فرمایا:

" جبرئیل! جنت سے ایک سیب لے آؤ۔ تختیاں رکھ کر سیب پھینکو جس کی تختی پر سیب گرے گا، اسی کا خط عمدہ ہوگا"

جبرئیل نے سیب پھینکا تو وہ دو ٹکڑے ہوگیا۔ آدھا سیب حسن کی تختی پر گرا اور آدھا حسین کی تختی پر۔ رضی اللہ عنہما

معجزہ

حسین کی شان اور ایک عجیب وغریب داستان

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا گھبرائی ہوئی تشریف لائیں۔

حضور نے فرمایا:

" کیا بات ہے بیٹی؟"

" حسن اور حسین گم ہوگئے ہیں۔ صبح سے تلاش کر رہی ہوں۔ ابا جان! اب کیا ہوگا؟"

" غم نہ کرو بیٹی! ان کا حافظ اللہ ہے"

فاطمہ بتول کو تسلی دے کر حضور نے دعا فرمائی:

" ربّ ذوالجلال! تو نے نوح کو طوفان سے بچایا۔ یوسف کو کنویں سے نکالا، موسیٰ کو نیل میں سنبھالا، ابراہیم کو آگ سے بچایا، یونس کو مچھلی کے پیٹ سے نکالا اور غار میں میری حفاظت فرمائی، مولیٰ! میرے نواسوں کی حفاظت بھی فرمانا"

دعا ہوتے ہی جبرئیل نے حاضر ہوکر عرض کیا:

" یارسول اللہ! دونوں بھائی باہوں میں باہیں ڈال کر بنی النجار کی باڑ میں سو رہے ہیں ان کی حفاظت پر اللہ نے فرشتے مامور کر رکھے ہیں"

حضور یہ سن کر مسکرائے اور فاطمہ کو تسلی دی

دونوں بھائی گہری نیند سو رہے تھے۔ آپ نے ان کو بیدار فرمایا۔ حسن کو دائیں کندھے پر اُٹھایا اور حسین کو بائیں پر۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے اور عرض کیا:

" لا یئے! نواسوں کو میں اُٹھاتا ہوں۔"

" نہیں ابوبکر۔ انہیں اٹھا کر مجھے راحت محسوس ہوتی ہے۔"

نواسوں کو حضور کے کندھوں پر دیکھ کر ایک صحابی بولے:

" سوار کتنے اعلیٰ ہیں اور سواری کتنی ارفع!"

اس موقع پر حضور نے فرمایا:

" مولیٰ! جو ان کو دُکھ پہنچائے تو اُسے دکھ پہنچانا اور جو ان سے پیار کرے تو اس سے محبت کرنا۔"

روایت ہے کہ ایک مرتبہ نماز پڑھتے ہوئے آپ نے کسی بچے کے رونے کی آواز سنی تو نماز جلد ختم کر دی۔ دوڑتے ہوئے باہر تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو صحابہ نے عرض کیا:

" کیا بات تھی؟ آقا!"

" بچہ رو رہا تھا۔ میں نے سوچا کہیں حسین نہ ہو۔"

یہ کہہ کر حضور نے فرمایا:

" مولیٰ! جو حسین کو رلائے اُسے کبھی معاف نہ کرنا۔"

کہتے ہیں کہ مامون بن ہارون رشید نے ایک دن وزیر سے کہا:

" دربار میں کوئی ایسا شخص پیش کرو جو عجیب و غریب چشم دید واقعہ بیان کرے۔"

وزیر تلاش میں نکلا۔ راستے میں ایک بڑھیا ملی۔ اس نے پوچھا:

" بیٹے! کہاں جا رہے ہو؟"

" ماں! کسی ایسے شخص کی تلاش میں ہوں جو بادشاہ کو اپنی زندگی کا عجیب و غریب چشم دید واقعہ سُنائے۔"

" تو چلو میں تمہیں ایسے شخص کے پاس لیے چلتی ہوں۔"

بڑھیا نے کہا:

" وہ ایک عجیب واقعہ سُنایا کرتا ہے۔"

بڑھیا وزیر کو ایک ایسے شخص کے پاس لائی جو اندھا اور اپاہج تھا۔ وزیر نے تعجب کیا تو بڑھیا بولی!

" مامون کو اس کے اعضاء کی ضرورت تو نہیں ہے۔ اسے تو زبان چاہیے جو عجیب واقعہ سُنا سکے۔"

وزیر نے اس شخص کو ہودج میں ڈالا اور بادشاہ کے دربار میں پیش کر دیا۔

مامون کا دربار آراستہ تھا۔ اعیانِ سلطنت دست بستہ کھڑے تھے۔

مامون نے مسکرا کر وزیر سے کہا:

" یہ کیا لے آئے ہو؟"

" یہ آپ کو عجیب و غریب داستان سنائے گا۔"

مامون نے اپاہج کو مخاطب کر کے پوچھا:

" تم اپاہج پیدا ہوئے تھے یا کسی حادثہ کا شکار ہوئے تھے۔"

" یہی تو سُنانے آیا ہوں۔"

" تو سناؤ۔"

مامون کا حکم پاتے ہی وہ شخص بولا:

" امیرالمومنین! میں امیر اور خوشحال تھا۔ ایک بڑی کشتی کا مالک تھا۔ ایک دن سمندر میں تھا۔ کشتی پر ایک ہزار مسافر سوار تھے۔ کہ ناگاہ پہاڑ سے ٹکرا کر کشتی غرق ہوگئی۔ تمام مسافر ڈوب گئے۔ صرف میں زندہ بچا اور ایک تختہ پر سوار ہوگیا۔ میری زندگی موجوں کے رحم و کرم پر تھی۔ تھپیڑے کھاتا ہوا میں پہاڑ کے پاس پہنچا جس میں ایک غار تھا۔ لہروں نے مجھے غار میں دھکیل دیا۔ میں بے ہوش ہوگیا۔ ہوش آیا تو اپنے آپ کو ایک محل میں پایا۔ میں نے وہاں نماز ادا کی۔ اس محل میں ایک تالاب تھا۔ جس کا پانی چاندی کی طرح چمک رہا تھا۔ تالاب کے عین اوپر ایک شخص لٹکا ہوا تھا۔ اس کو شدید پیاس لگی ہوئی تھی۔ وہ خدا کا واسطہ دے کر پانی مانگ رہا تھا۔ میں یہ دیکھ کر ڈر گیا۔ مجھے اس پر بہت ترس آیا۔ میں نے اسے پانی پلانا چاہا تو ہاتف سے آواز آئی کہ اے انسان تو اللہ کے دشمن کی پیاس بجھانا چاہتا ہے؟ مجھ پر خوف طاری ہوگیا اور اسے پانی نہ پلایا۔

پھر میں نے محل کے اندر ایک گہرا گڑھا دیکھا۔ وہاں کچھ لوگ آگ میں جل رہے تھے۔ وہ لوگ خدا کا واسطہ ڈال کر کہنے لگے کہ ہمیں اس گڑھے سے نکالو۔ مجھے ان پر بہت رحم آیا۔ میں نے ان کو نکالنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ پھر وہی آواز آئی۔ میں وہاں سے نکل کر باہر آیا تو پہلے شخص نے پھر خدا کا واسطہ ڈال کر پانی مانگا۔ مجھے اس پر پھر رحم آگیا۔ اسے پانی پلانے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ میں مفلوج ہوگیا۔ بینائی ضائع ہوگئی اور ہاتھ پاؤں شل ہو گئے۔ آواز آئی کہ یہ تمہاری نافرمانی کی سزا ہے۔ اب دو صورتوں میں سے ایک پسند کر لو۔ کہو تو تمہارے اعضاء

ٹھیک ہو جائیں لیکن یاد رکھو کہ آخرت میں سخت سزا ہوگی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ زندگی میں یہ عذاب برداشت کر لو لیکن آخرت میں ہمیشہ چین کی زندگی بسر کرو گے۔

امیرالمومنین! میں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دے کر اپاہج رہنا منظور کر لیا۔ پھر میں نے پوچھا کہ عذاب میں مبتلا کون لوگ ہیں؟ تو جواب ملا کہ یہ وہ بدبخت ہیں جنہوں نے کربلا میں نواسۂ رسول کو پیاسا شہید کیا تھا۔"

معجزہ

رسول الانس والجانؐ

حضرت علی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور میں مدینہ کی ایک پہاڑی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک ضعیف العمر شخص ہاتھ میں عصا تھامے آنکلا۔ اسے دیکھتے ہی آپ نے فرمایا کہ یہ بنی آدم سے نہیں ہے۔ بوڑھا ہمارے قریب آیا تو آپ نے فرمایا:

" آپ کون ہیں؟ "

" میں جن ہوں یارسول اللہ!"

" تمہاری عمر کتنی ہے؟ "

" جس دن شیطان نے حضرت آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا، میں پاس ہی کھڑا تھا۔ اس وقت میں بچہ تھا۔ اور قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا، میں دیکھ رہا تھا۔"

حضور میں نے تمام انبیاء کی زیارت کی ہے۔ میری تمنا تھی کہ خدا اتنی عمر دے کہ آپ کی زیارت کرسکوں اور آپ کی خدمت میں اپنے گناہوں کی معافی مانگوں۔"

" مجھ سے ملاقات کا تجھے اتنا زیادہ شوق کیوں رہا؟"

" اس لیے یارسول اللہ! کہ آپ امام الانبیاء ہیں۔ محشر کے روز تمام انبیاء کی نگاہیں آپ پر مرکوز ہوں گی۔ آپ سے پہلے تمام نبی آپ کی بشارت

دیتے رہے۔ وہ مجھ پر اسلام پیش کرتے رہے لیکن میں انکار کرتا رہا۔ مجھے تو آپؐ کی امت میں شامل ہونے کی آرزو تھی۔ بالآخر میں نے وہ شرف پا ہی لیا ہے۔"

جن محبت رسول میں سرشار ہو کر کہہ رہا تھا:

" میں نے مشرق و مغرب کی تمام مخلوق کو آپ کا تمنائی دیکھا ہے۔ اللہ نے آپ کے غلاموں کے لیے جنت اور دشمنوں کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے۔"

" میں تمہارے بارے میں پہلے ہی سب کچھ جانتا تھا"

حضور نے فرمایا تو جن نے اسلام قبول کر لیا۔ اسی وقت جبرئیل نازل ہوئے اور بشارت دی کہ اس جن کی توبہ قبول ہو چکی ہے۔ حضور نے جن کو قرآن کی ایک سورۃ یاد کرادی۔ جن پھر عرض کرنے لگا:

" سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کے لیے زمین پر ایک ایسا قبلہ بنایا ہے جس میں خشوع کے ساتھ عبادت کی جائے تو اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔"

" ہاں وہ اللہ کا گھر ہے۔"

" تو مجھے اس مقام پر لے چلیے یارسول اللہ!"

" چلو، میں لیے چلتا ہوں۔"

حضور نے جن کا ہاتھ تھاما۔ ابھی چند ہی قدم چلے ہوں گے کہ جن کی قضاء آپہنچی اور وہ انتقال کر گیا۔ حضور نے جن پر جنازہ پڑھا۔ اس طرح وہ پروانہ رسول مغفور ہو کر دنیا سے اٹھ گیا۔ ہم پہاڑی سے نیچے اتر کر مدینہ واپس آگئے۔

Scanned with CamScanner

اس واقعہ کو کئی دن گزر گئے۔ ایک دن ہم حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے۔ ایک عورت داخل ہوئی۔ وہ حسن و جمال کا پیکر تھی۔ اُس نے حضورؐ کی بارگاہ میں سلام کہا تو حضور نے سلام کا جواب دے کر ہمیں فرمایا کہ یہ عورت انسانوں میں سے نہیں ہے۔ وہ حضور کی خدمت میں دو زانو ہو کر بیٹھ گئی۔ حضورؐ نے فرمایا:

" کیسے آنا ہوا ؟ "

" پابوسی کے لیے حاضر ہوئی ہوں۔ "

" تم کون ہو ؟ "

" میں جنات میں سے ہوں، آقا! چند روز ہوئے ایک بزرگ جن آپ کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہوئے تھے نا۔ "

" ہاں! مجھے یاد ہے "

" وہ میرے دادا تھے "

" بہت خوب! تو تم بھی اسلام قبول کرنے آئی ہو؟ "

" جی حضور! "

حضورؐ نے اسے کلمہ طیبہ پڑھا کر حلقہ بگوشِ اسلام فرمایا۔ پھر پوچھا:

" تم قبول اسلام پر کیونکر آمادہ ہوئی ؟ "

" میرے اسلام لانے کا باعث ایک واقعہ ہے "

وہ کہنے لگی:

" چند روز ہوئے ارضِ ہند میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں گلاب کا ایک پودا دیکھا۔ گہرے سرخ رنگ کے پھولوں پر نظر ڈالی، ہر پتّی پر قلم قدرت سے لکھا تھا

مُحمّد المصطفیٰ و علی المرتضیٰ۔

آقا! ہوا کا ایک جھونکا آیا تو گلاب کی پتیاں آپ پر درود شریف پڑھنے لگیں۔ میں جان گئی کہ کائنات کا ہر ذرہ آپ کی محبت میں اسیر ہے۔ پھر کیا تھا۔ میں اسی وقت سے بے چین تھی۔ کہ آپ کے قدموں میں حاضر ہو کر آپ کے دستِ انور پر اسلام قبول کر لوں۔"

ہم سب اس کی باتیں بڑے غور سے سُن رہے تھے۔ حضور نے فرمایا:

" تمہارا نام کیا ہے ؟ "

" عارفہ! "

پھر اس نے اجازت چاہی اور نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔

کئی دنوں کے بعد عارفہ پھر حاضر خدمت ہوئی۔ حضور نے فرمایا:

" عارفہ! اتنی دیر کہاں رہی ہو؟ "

" یا رسول اللہ! میری بیٹی امید سے تھی۔ اس کا خاوند گھر میں موجود نہیں تھا۔ اس لیے مجھے بیٹی کے ہاں ٹھہرنا پڑا۔ آپ کی دعاؤں سے اس نے بچّہ جنا ہے۔ زچہ و بچّہ دونوں بخیریت ہیں۔ آج فرصت ملی ہے تو حاضر خدمت ہو گئی ہوں۔ "

" عارفہ! تم نے سمندر کے عجائبات میں سے کوئی عجوبہ دیکھا ہے؟ "

" جی حضور! "

عارفہ نے بتانا شروع کیا:

" یا رسول اللہ! میں ساتویں سمندر سے گذر رہی تھی۔ ناگاہ میں نے شیطان لعین کو دیکھا۔ وہ تکیہ لگائے پیٹھ کے بل چت لیٹا ہوا تھا۔ اس کا دایاں پاؤں بائیں گھٹنے پر اور دونوں ہاتھ سر کے نیچے تھے۔ وہ

برابر آسمان کو گھور رہا تھا اور کہہ رہا تھا:

"پروردگار! محمد، علی، فاطمہ، حسن اور حسین کا واسطہ ڈال کر کہتا ہوں کہ مجھ پر رحم فرما۔ میں نے ابلیس سے پوچھا کہ تم ان ہستیوں کو جانتے ہو؟

اس نے کہا کہ کیوں نہیں؟ میں چوراسی ہزار سال تک فرشتوں کے ساتھ مل کر عبادت کرتا رہا ہوں۔ جب میں جنت میں جایا کرتا تھا تو درختوں کے پتوں پر نامِ محمد مرقوم پایا کرتا تھا۔ میں ان سے کیسے اُمید توڑوں؟"

عارفہ کی زبانی یہ واقعہ سُن کر حضور مسکرائے اور فرمایا:

"جو شخص ان اسماء کے ساتھ محبت رکھے اور قول و فعل میں ان کی پیروی کرے۔ اسے مبارک ہو۔"

معجزہ

بُغض ہو جس سینے میں صدیق اور فاروق کا

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص حاضر ہُوا جس کی پنڈلیوں سے خون بہ رہا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ کیا معاملہ ہُوا؟ اُس نے عرض کیا کہ فلاں منافق کے کُتّے نے کاٹ کھایا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ تو وہ بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد دُوسرا شخص آ گیا۔ اُس کی پنڈلیاں بھی خون آلود تھیں۔ حضور نے اُس سے بھی دریافت فرمایا تو اُس نے بھی کہا کہ فلاں منافق کے کُتّے نے کاٹا ہے۔ حضور کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ چلو اُس کُتّے کو مار ڈالیں کہیں وہ باؤلا نہ ہو گیا ہو۔ صحابہ حضور کے ساتھ چل دیئے۔ جب کُتّے کے پاس پہنچے تو کُتّا حضور کے قدموں میں لوٹ پوٹ ہونے لگا۔ اور فصیح زبان میں بولا:

"مجھے ہلاک نہ فرمایئے۔ میں اللہ پر اور آپ پر ایمان رکھتا ہوں۔"

"لیکن تم نے میرے دو صحابہ کو کیوں کاٹا ہے۔"

حضور نے فرمایا تو کُتّا بولا:

"یا رسول اللہ! یہ دونوں شخص منافق ہیں۔ یہ دونوں شخص ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں بک رہے تھے۔ مجھ سے رہا نہ گیا۔ اس لیے میں نے انہیں کاٹا ہے۔"

حضور منافقوں سے مخاطب ہُوئے اور فرمایا :

" سُنتے ہو! کُتا کیا کہہ رہا ہے ؟ شرم سے ڈوب مرو۔ ایک جانور تو شیخین سے محبّت رکھتا ہے اور تم ہو کہ انسان ہو کر ان سے بُغض رکھتے ہو۔"

یہ سُنتے ہی دونوں حضور کے قدموں میں گر پڑے اور رو کر کہنے لگے :

" ہم توبہ کرتے ہیں یا رسول اللہ ! "

معجزہ

جہنّم کے مناظر

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ معراج سے واپسی پر میں نے آسمان پر سیاہ دُھواں اُٹھتے دیکھا تو جبرئیل سے پُوچھا :

" یہ دُھواں کہاں سے اُٹھ رہا ہے۔"

" جہنّم سے یا رسُول اللہ ! "

جبرئیل نے عرض کیا۔

حضور فرماتے ہیں کہ اس وقت میں نے ایک عظیم الجثہ فرشتہ دیکھا۔ اس کا رنگ سفید تھا لیکن کالے لباس میں ملبوس وہ سیاہ رنگ والے ایک تخت پر بیٹھا تھا۔ اس کے گرد ہزاروں فرشتے تھے۔ ان کے لباس بھی کالے تھے ہر فرشتے کے ہاتھ میں آگ کی چھڑیاں تھیں۔ میں نے جبرئیل سے پُوچھا :

" یہ کون ہیں ؟"

" جہنّم میں دھکیلنے والے فرشتے۔"

جبرئیل نے عرض کیا۔

حضور فرماتے ہیں کہ میں نے مالک نامی فرشتہ سے کہا :

" مجھے جہنّم دکھاؤ۔"

" آپ نرم دل ہیں۔ آپ سے دیکھا نہ جائے گا یا رسول اللہ ! "

Scanned with CamScanner

" چلو سوئی کی نوک کے برابر ہی دکھا دو "

" تو تشریف لایئے "

یہ کہہ کر "مالک" نے حضور کو جہنم دکھانے کے لیے اپنے ساتھ لے لیا

حضور فرماتے ہیں کہ میں نے ایک قوم دیکھی جن کے چہرے بندروں کے تھے ۔

مالک نے عرض کیا یہ لوگ وہ ہیں جو دنیا میں فتنہ وفساد برپا کیا کرتے تھے ۔

ایک قوم دیکھی جن کے ہاتھ اور پاؤں زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور وہ نارِ جہنم میں جل رہے تھے ۔

مالک نے عرض کیا کہ یہ شراب نوش تھے جو توبہ کے بغیر مر گئے تھے ۔

ایک قوم دیکھی جن کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں اور ان کے جسم سے مردار کی بو آ رہی تھی ۔

مالک نے عرض کیا کہ یہ زنا کار لوگ تھے ۔

ایک قوم دیکھی جو دوزخ کی آگ کھا رہی تھی ۔

مالک نے عرض کیا کہ یہ ظالم ہیں جو یتیموں کا مال کھایا کرتے تھے ۔

ایک قوم دیکھی جن کی زبانیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جا رہی تھیں ۔

مالک نے عرض کیا کہ یہ جھوٹی گواہیاں دینے والے لوگ ہیں ۔

اے مخاطب ! کیا تو ابھی تک بغاوت پر آمادہ ہے ؟ کیا ابھی تک دنیا کو آخرت پر ترجیح دے رہا ہے ۔ عاقل وہی ہے جو آگ میں جلنے سے

پہلے پہلے اپنے نفس کو ملامت کرلے اور ندامت اٹھانے سے پہلے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لے ۔ کیونکہ جہنم کا داروغہ کوئی عذر نہ سنے گا۔ جہنم میں کتنے بوڑھے ہوں گے جو افسوس کر رہے ہوں گے ! کتنے جوان ہوں گے جو اپنے کیے پر شرمسار ہوں گے اور کتنے بچے ہوں گے جو اپنی ماؤں کو پکار رہے ہوں گے لیکن ——— لیکن جہنم کا داروغہ مالک کہہ رہا ہو گا :

" یہی باتیں تم نے اپنی زندگی میں کیوں نہ کہی تھیں ؟ "

Scanned with CamScanner

معجزہ

مامتا

ایک اعرابی اپنے اُوپر چادر ڈالے ہوئے حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا:

" آپ میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ "

" یہ ہیں شاداب چہرے والے "

صحابہ نے بتایا تو اعرابی نے حضور سے کہا:

" یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر آپ سچے نبی ہیں تو بتایئے کہ میرے پاس کیا ہے؟ "

" اگر بتا دیا تو اسلام قبول کر لو گے؟ "

" یقیناً "

اعرابی نے ایمان لانے کا وعدہ کر لیا تو حضور نے فرمایا:

" سنو! تم فلاں وادی سے گذر رہے تھے۔ تمہاری نظر فاختہ کے گھونسلہ پر پڑی۔ اس میں دو بچے تھے۔ تم نے پکڑ لیے جب فاختہ نے گھونسلہ خالی دیکھا تو وادی میں چاروں طرف اڑنے لگی۔ تمہارے سوا اسے کچھ بھی نظر نہ آیا تو فاختہ کو یقین ہو گیا کہ بچے تمہارے پاس ہیں۔ اپنے بچوں کی خاطر وہ تمہارے سامنے گر پڑی تو تم نے اسے بھی دبوچ لیا۔ اس وقت دو بچے اور ان کی ماں ——— تینوں تمہارے پاس ہیں۔"

یہ سن کر اعرابی نے اپنی چادر اُتاری۔ حضور کے ارشاد کے مطابق تینوں پرندے اس میں موجود تھے۔ پھر کیا تھا! اعرابی کلمہ پڑھ کر ایمان لے آیا۔ صحابہ کرام فاختہ کی مامتا پر متعجب ہوئے تو حضور نے فرمایا:

" تم اس پر تعجب کر رہے ہو؟ سنو! کہ جب بندے توبہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں پر فاختہ کی مامتا سے بھی زیادہ رحم آجاتا ہے۔"

حضور نے اعرابی سے فرمایا کہ وہ فاختہ اور اس کے بچوں کو آزاد کر دے۔

Scanned with CamScanner

معجزہ

دِلاتے یہ ہَیں

روایت ہے کہ ایک پارسا پانچ سو درہم کا مقروض ہو گیا۔ ایک رات اسے خواب میں حضور کی زیارت ہوئی۔ اس نے خواب میں قرض کی پریشانی ظاہر کی تو سرکار نے فرمایا کہ ابوالحسن گیلانی کے پاس چلے جاؤ جو نیشاپور کا مشہور و معروف سخی ہے۔ وہ ہر سال موسم بہار میں دس ہزار فقیروں میں لباس تقسیم کیا کرتا ہے۔ اسے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ سرکار کا حکم ہے کہ وہ تجھے پانچ سو درہم دے دے۔ اگر اس نے ثبوت طلب کیا تو کہنا کہ تم روزانہ رات کو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجتے ہو لیکن گذشتہ رات تم نے حضور پر درود نہیں پڑھا۔

پارسا کی آنکھ کھل گئی۔ وہ فوراً نیشاپور پہنچا۔ ابوالحسن گیلانی نے توجہ نہ کی تو پارسا نے کہا:

"جناب والا! میں آپ کی خدمت میں آیا نہیں ہوں بھیجا گیا ہوں جانتے ہو بھیجنے والے کون ہیں؟ وہی جن پر تم ہر رات سو مرتبہ درود بھیجتے ہو۔ لیکن گذشتہ رات تم نے درود نہیں بھیجا۔ اور آپ کو مبارک ہو کہ حضور نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔"

یہ سنتے ہی ابوالحسن گیلانی مسند سے نیچے اتر آیا۔ وہ سجدے میں گر پڑا اور کہنے لگا کہ یہ ایک بھید تھا جسے میرے سوا کوئی نہ جانتا تھا۔ واقعی

گذشتہ شب میں درود شریف پڑھنے سے محروم رہ گیا تھا۔

ابوالحسن نے پارسا کو ڈھائی ہزار درہم دیئے۔ ایک ہزار درہم حضور کی بشارت کے انعام میں ایک ہزار پارسا کی آمد کے اعزاز میں اور پانچسو حضور کے حکم کی تعمیل میں۔

معجزہ

الٰہی عمر درود و سلام میں گذرے

روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے سے غافل تھا۔ ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جانب سے اپنا رُخ انور پھیر لیا ہے۔ خواب میں اس نے حضور سے عرض کیا:

" یارسول اللہ! آپ مجھ سے ناراض ہیں کیا؟"

" نہیں تو "

" آپ نے نہ تو میری طرف نگاہ فرمائی ہے اور نہ ہی مجھ سے کلام فرمایا ہے۔"

" اس لیے کہ میں تجھے جانتا نہیں۔"

" حضور! میں آپ کا اُمتی ہوں۔ اور علماء روایت کرتے ہیں کہ جتنی پہچان ایک ماں کو اپنی اولاد کی ہوتی ہے اس سے کہیں بڑھ کر آپ کو اپنی امت کی پہچان ہے۔"

" علماء ٹھیک کہتے ہیں۔"

" تو سرکار! پھر آپ نے مجھے کیوں نہ پہچانا "

" اس لیے کہ تم نے مجھ پر کبھی درود نہیں بھیجا۔ امت کی پہچان کثرت درود کے حوالے سے ہے۔"

اس شخص کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ وہ روزانہ حضور پر ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھا کرے گا۔ اور وہ ایسا کرتا رہا۔ کچھ عرصے کے بعد خواب میں اسے پھر حضور کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور نے فرمایا:

" اب میں تجھے اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ اور قیامت کے روز تیری شفاعت کروں گا۔"

معجزہ

جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں

روایت ہے کہ ایک دن جبرئیل نے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا:

" چند روز ہوئے میں قاف کے پہاڑوں سے گذرا تو مجھے آہوں اور ہچکیوں کی آواز آئی۔ قریب پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک فرشتہ رو رہا ہے۔ اس کے پَر جل کر خاکستر ہو چکے تھے۔ میں اس فرشتہ کو جانتا تھا۔ میں نے بارہا اس کو آسمان پر دیکھا تھا۔ وہ ایک تخت پر بیٹھا ہوتا تھا۔ اس کے گرد ستر ہزار فرشتے ہوا کرتے تھے۔ اس کے ہر سانس کے بدلے اللہ ایک فرشتہ پیدا کیا کرتا تھا لیکن جبل قاف میں اسے اوندھے منہ گرا دیکھا تو میں نے پُوچھا کہ تمہیں کس جرم کی سزا ملی ہے۔ اس نے کہا کہ معراج کی رات میں تخت پر بیٹھا ذکر الٰہی میں مصروف تھا۔ میرے قریب سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری گذر گئی۔ میں ان کے استقبال کے لیے نہ اٹھا۔ اسی وقت مجھ پر عتاب الٰہی نازل ہو گیا۔"

جبرئیل نے بات جاری رکھتے ہُوئے کہا:

" حضور! میں نے اللہ کی بارگاہ میں اس فرشتہ کے لیے سفارش کی تو خدا نے فرمایا کہ اس سے کہدو کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔ میں نے آکر اسے خدا کا حکم سُنایا تو وہ فوراً درود شریف پڑھنے لگا۔ اللہ نے اس کو معاف کر دیا۔ اس کے پَر نکل آئے۔ اللہ نے اس کو پہلے مرتبہ پر پھر سے فائز کر دیا ہے۔"

معجزہ

نالۂ ہجرِ رسُول صلّی اللہ علیہ وسلم

روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے تو جمعہ کے روز صحابہ سے خطاب فرمانے کے لیے آپ کھجور کے ایک خشک تنا سے پشت انور لگایا کرتے تھے. ایک دن ایک رومی نے کہا؛

" اگر حضور اجازت دیں تو میں اُن کے لیے ایک منبر بنادوں ۔"

صحابہ نے حضور کی خدمت میں رومی کی خواہش کا اظہار کیا تو آپ نے اجازت دیدی. چنانچہ رومی نے ایک منبر بنا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا. یہ منبر مسجد نبوی میں رکھ دیا گیا. دوسرے جمعہ کو حضور نے منبر پر کھڑے ہو کر صحابہ سے خطاب فرمایا :

کھجور کے تنے سے ایک چیخ اٹھی اور فراق رسول میں وہ دوپارہ ہو گیا. خشک تنا اس طرح رونے لگا جسطرح اُونٹنی اپنے بچے سے بچھڑ کر بلکتی ہے. حضور منبر سے اُترے. آپ نے اپنا دست مبارک تنے پر رکھا اور اسے سینۂ مبارک سے لگا لیا. کھجور کا تنا خاموش ہو گیا. آپ نے اسے فرمایا؛

" اے کھجور کے خشک تنے! اگر تم پسند کرو تو میں دُعا کروں کہ خدا تعالیٰ تمہیں جنت الفردوس کے درختوں میں اس مقام پر لگا دے جہاں میں ہوں گا وہاں تو ابدالآباد تک رہے گا اور انبیاء و اولیاء تیرا پھل کھایا کریں گے ۔"

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ ہم نے تنے کی آواز سُنی :

" ایسا ضرور فرمایئے یا رسول اللہ ! "

حضور نے تنے کو مسجد میں دفن فرما دیا ۔

معجزہ

ناقۂ رسُول صلّی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور نے صحابہ سے صدقہ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ ایک کنجوس اعرابی اتنا متاثر ہوا کہ فوراً پکار اُٹھا:

" یا رسول اللہ ! یہ اونٹنی میں خدا و رسول کے نام پر صدقہ کرتا ہُوں ۔"

حضور نے اونٹنی کو دیکھ کر تعجب کیا اور فرمایا :

" عمر ! یہ اونٹنی اگر فروخت کی گئی تو میرے لیے خرید لینا ۔"

حضرت عمر نے اونٹنی خرید لی. حضور نے بعض غزوات میں اس ناقہ پر سواری فرمائی۔

ایک رات آپ گھر سے باہر نکلے ۔ آپ کی ناقہ دُوسرے جانوروں میں بیٹھی ہوئی تھی ۔ آپ قریب سے گذرے تو ناقہ بولی :

" السلام علیکم ! اے کائنات کی زیب و زینت "

" وعلیکم السلام "

حضور نے سلام کا جواب دیا تو ناقہ نے پھر کہا :

" یا رسول اللہ ! سب سے پہلے میں اغضب نامی ایک قریشی کے پاس تھی ۔ ایک دن میں بھاگ نکلی ۔ رات ایک بیابان میں آگئی ۔ بس درندوں سے خوف زدہ تھی ۔ لیکن انہوں نے مجھے کچھ نہ کہا ۔ وہ

ایک دُوسرے سے کہنے لگے کہ اسے کچھ نہ کہنا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ہے۔ صبح ہوئی تو مجھے درختوں سے آواز آنے لگی کہ اے ناقہ! ہمارے پتے کھاؤ تم حضورؐ کی سواری ہو بالآخر میں آپ کے قدموں تک پہنچ گئی ہوں۔"

حضورؐ نے پہلے مالک کے نام پر اس کا نام عضباء رکھ دیا، آپ نے اونٹنی کو تھپتھپایا تو وہ پھر بولی:

"آقا! میری ایک آرزو ہے"

"کہو کیا تمنا ہے؟"

"میرے حق میں اللہ سے یہ دُعا فرمایئے کہ جس طرح آپ نے دُنیا میں مجھ پر سواری فرمائی ہے اسی طرح آخرت میں بھی میں آپ کی سواری بن جاؤں۔ اور اگر آپ مجھ سے پہلے وصال فرمائیں تو حکم دے جائیں کہ کوئی دُوسرا مجھ پر سوار نہ ہو۔ کیونکہ میرا دل یہ گوارا نہ کر سکے گا۔"

یہ سُن کر حضورؐ نے فرمایا:

"میں نے تیری آرزو کو پُورا کر دیا۔"

آپ نے جب وصال فرمایا تو سیدۂ فاطمہؓ کو وصیت فرمائی کہ اس اونٹنی پر کوئی شخص سواری نہ کرے۔ جب یہ اونٹنی مر جائے تو اپنے ہاتھوں سے اسے دفن کر دینا۔

ایک رات بی بی فاطمہ اونٹنی کے قریب سے گذریں تو اونٹنی نے کہا:

"السلام علیک اے بنتِ رسول!"

"وعلیک السلام اے ناقۂ رسول! کہو کیسی ہو!"

"کیا بتاؤں سیدہ! جب سے حضورؐ نے وصال فرمایا ہے، مجھے کھانا پینا بھول گیا ہے۔ سیدہ! میرا آخری وقت آ پہنچا ہے۔ لہٰذا اپنے ابا جان کی وصیت پوری فرمایئے گا۔"

یہ کہہ کر اونٹنی نے اپنا سر فاطمہ کی گود میں ڈال دیا۔ اور دم توڑ دیا۔ علی الصبح حضرت فاطمہ نے گڑھا کھودنے کا حکم دیا، ناقہ پر ٹاٹ لپیٹ کر اسے دفن کر دیا۔

معجزہ

سب کا رسول ﷺ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ تبوک کے لیے جا رہے تھے۔ صحرا میں دو درختوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے حضور نے فرمایا :

" جابر ! ان درختوں سے کہو کہ رسول اکرمؐ کو قضائے حاجت کے لیے
پردہ درکار ہے لہٰذا اے درختو !
آپس میں ضم ہو جاؤ تاکہ تمہاری آڑ میں وہ رفع حاجت فرمائیں "۔

جابر فرماتے ہیں کہ میں نے درختوں سے کہا تو انہوں نے فوراً تعمیل کی۔ آپ درختوں کی اوٹ میں قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو میں پانی کا برتن لے کر حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ زمین بالکل خشک تھی اور بول و براز کا نام و نشان تک نہ تھا۔ میں حیران ہوا تو حضور نے فرمایا :

" زمین کو یہ حکم ہے کہ وہ میرے فضلات کو جذب کر لیا کرے "۔

جابر کہتے ہیں کہ ابھی ہم تھوڑی دُور گئے ہوں گے کہ اچانک ایک بہت بڑا اژدہا نمودار ہوا۔ تقریباً پچاس فٹ لمبا۔ اژدہا اونٹ کی گردن کے برابر موٹا تھا۔ جسے دیکھ کر ہماری سواریاں بدک گئیں۔ اژدہا حضورؐ کے قریب آگیا۔ وہ کنڈلی مار کر

دم پر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس نے اپنا مُنہ حضور کے گوش مبارک سے لگا دیا۔ صحابہ سخت پریشان ہو گئے۔ کچھ دیر بعد حضور نے اژدہے کے کان میں کچھ کہا تو اژدہا نظروں سے یوں غائب ہو گیا جیسے زمین میں سما گیا ہو۔

ہم نے عرض کیا کہ حضور یہ کیا بلا تھی ؟ ہم تو ڈر گئے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ سانپ نہیں تھا بلکہ جنّات کا قاصد تھا۔ میں نے جنّات کے ایک گروہ کو مُسلمان کر کے انہیں قرآن کی ایک سورت یاد کرائی تھی۔ انہیں چند آیات میں متشابہ لگ گیا تھا۔ انہوں نے اس قاصد کو بھیجا جسے میں نے دوبارہ پڑھا دیا ہے۔

معجزہ

مضر بن دارم کے حالات اور عجیب و غریب سوالات

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو صحابہ پر غم و اندوہ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے آپ کے وصال کو ابھی دس روز گذرے تھے کہ ایک اجنبی مسجد نبوی کے دروازہ پر آیا۔ ہاتھ میں عصا پکڑے اس نے اپنے چہرے کو چادر سے ڈھانپ رکھا تھا۔ وہ دروازے سے ہی پکارا:

"السلام علیکم اصحابِ رسول! محمد صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں تو کیا ہوا؟ ربّ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو زندہ ہے۔ وہ حیّ لایموت ہے۔ اللہ تم پر رحم فرمائے۔ تمہارے آقا کی وفات سے تم پر قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔"

پھر اجنبی نے پوچھا:

"حضور کے وصی کون ہیں؟"

"یہ ہیں حضور کے وصی۔"

حضرت علی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت صدیق اکبر نے فرمایا تو اجنبی نے حضرت علی سے کہا:

"اے جوان! السلام علیکم!"

"وعلیکم السلام اے مضر اور اے کنویں والے۔"

حضرت علی نے جب یہ جواب دیا تو تمام صحابہ حیران رہ گئے۔ اجنبی نے بھی حیرانگی

سے پوچھا:

"تمہیں یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ میرا نام مضر ہے اور میں کنویں والا ہوں؟"

"مجھے حضور علیہ السلام نے بتایا تھا۔"

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"علی"

"الحمد للہ!"

یہ کہہ کر اجنبی صحابہ میں بیٹھ گیا۔

حضرت علی نے فرمایا کہ تمہاری داستان مجھے حضور نے سنائی تھی اگر کہو تو سناؤں۔ اجنبی کے کہنے پر حضرت علی نے فرمایا:

"اجنبی تمہارا نام مضر بن دارم ہے۔ تمہاری عمر تین سو ساٹھ سال ہے۔ ایک دن تم نے اپنی قوم کو نبی آخر الزمان کی بشارت دی۔ تم نے کہا کہ وہ ارض تہامہ میں ظاہر ہو گئے ہیں۔ ان کا چہرہ چاند سے حسین اور باتیں شہد سے میٹھی ہیں۔ جو ان کے دامن سے وابستہ ہوا دونوں جہانوں میں کامیاب ہو گیا۔ وہ یتیموں کے سرپرست اور غریبوں کے سہارا ہیں۔ وہ زنا اور شراب کو حرام کہتے ہیں اور سود و قتل سے روکتے ہیں۔ وہ خاتم الانبیاء اور سید المرسلین ہیں۔ ان کے امتی پانچ نمازیں پڑھتے ہیں۔ رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور کعبہ کا حج کرتے ہیں۔ پس میری قوم! اس پر ایمان لاؤ!

جب تم نے یہ بات کی تو تمہاری قوم نے تمہیں مارا اور ایک پرانے کنویں میں پھینک دیا۔ حضور کے وصال تک تم کنویں میں تھے۔ اللہ

نے طوفان بادوباراں سے تمہاری قوم کو ہلاک کر دیا اور تجھے کنوئیں سے نجات دیدی۔ پھر تم نے ایک غیبی آواز سُنی کہ اے مضر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔ تم مدینہ جاکر قبر رسول کی زیارت کرو۔ مضر! یہ آواز سُن کر تم دن رات سفر کرتے رہے حتیٰ کہ آج تم مدینہ پہنچ گئے ہو۔"

حضرت علی کی باتیں سُن کر مضر زاروقطار رونے لگا۔ اس نے کہا:

"علی! یہ باتیں تم نے کہاں سے سُنی تھیں"

"مجھے حضور نے بتایا تھا اور مضر! تمہیں مبارک ہو کہ حضور نے تمہیں سلام بھی کہا تھا۔"

یہ سُن کر مضر نے حضرت علی کی پیشانی کو چوم لیا۔

حضرت علی نے فرمایا کہ اپنے چہرہ سے چادر تو ہٹاؤ۔ اجنبی نے چادر ہٹائی تو سب نے ایک حسین وجمیل نورانی چہرہ دیکھا۔ بندۂ مومن کا چہرہ۔ پھر مضر نے حضرت علی سے کہا کہ میں چند سوالات کے جواب جاننا چاہتا ہوں۔ حضرت علی نے فرمایا کہ پوچھو۔ مضر نے پوچھا:

۱۔ وہ مرد کون سا ہے جس کی نہ ماں ہے نہ باپ؟

۲۔ وہ عورت کون سی ہے جس کی نہ ماں ہے نہ باپ؟

۳۔ وہ مرد کون ہے جس کا باپ نہیں؟

۴۔ وہ خدا کا بھیجا ہوا کون ہے جو نہ تو انسان ہے نہ ہی جنّ، نہ ہی وہ فرشتہ ہے اور نہ تو چوپایہ ہے اور نہ ہی درندہ۔

۵۔ وہ قبر کون سی تھی جو مدفون کو لیے پھرتی تھی؟

۶۔ وہ کون سا حیوان تھا جس نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔ نہ تو وہ جنّ تھا نہ انسان اور نہ ہی فرشتہ؟

۷۔ وہ کون تھا جس نے کھایا بہت لیکن پیا کچھ نہیں؟

۸۔ وہ کون سی زمین تھی جس پر صرف ایک مرتبہ دھوپ پڑی۔ اب قیامت تک وہاں دھوپ نہیں پڑے گی؟

۹۔ جمادات میں سے وہ کیا چیز تھی جس نے زندہ کو جنم دیا تھا؟

۱۰۔ وہ کون سی عورت تھی جس نے تین گھڑیوں میں بچے کو جنم دیا؟

۱۱۔ وہ کون سے دو ساکن ہیں جو کبھی متحرک نہ ہوں گے؟

۱۲۔ وہ کون سے دو متحرک ہیں جو کبھی ساکن نہ ہوں گے؟

۱۳۔ وہ کون سے دو محبت رکھنے والے ہیں جو کبھی ناراض نہیں ہوں گے؟

۱۴۔ وہ کون سے دو ناراض ہیں جو آپس میں کبھی راضی نہ ہوں گے؟

۱۵۔ شئی کیا ہے؟

۱۶۔ لاشی کیا ہے؟

۱۷۔ سب سے حسین چیز کون سی ہے؟

۱۸۔ سب سے قبیح چیز کون سی ہے؟

۱۹۔ رحم میں اللہ سب سے پہلے کیا چیز پیدا کرتا ہے؟

۲۰۔ وہ کون سا حصّہ ہے جو آخر تک قبر میں رہتا ہے؟

حضرت علی نے فرمایا مضر! تمہارے سوالات کے جوابات یہ ہیں:

۱۔ وہ مرد جس کا نہ باپ ہے اور نہ ماں۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

۲۔ وہ عورت جس کا نہ باپ ہے اور نہ ماں۔ حضرت حوّا علیہا السلام ہیں۔

کیونکہ وہ آدم کی پسلی سے پیدا ہوئی تھیں۔

۳۔ وہ مرد جس کا باپ نہیں ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

۴۔ خدا کا وہ بھیجا ہُوا جو نہ تو انسان تھا اور نہ ہی جنّ، نہ ہی فرشتہ تھا اور نہ ہی چوپایہ ۔ وہ ایک کوّا تھا جس کے بارے میں قرآن میں خُدا نے فرمایا " فبعث اللہ غُرابا "۔

۵۔ وہ قبر جو اپنے مدفون کو لیے پھرتی تھی ۔ وہ مچھلی ہے جس نے سیّدنا یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں چالیس دن تک رکھّا اور پانی میں ان کو لیے پھرتی رہی تھی ۔

۶۔ وہ حیوان جس نے اپنی قوم کو ڈرایا ۔ وہ چیونٹی تھی جس نے وادیٔ نمل میں اپنی قوم کو خبردار کیا تھا کہ تختِ سلیمان اُترنے والا ہے ۔ لہٰذا اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ۔

۷۔ وہ شے جس نے کھایا بہت کچھ لیکن پیا کچھ نہیں ۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا تھا ۔ جس نے جادوگروں کے تمام سانپ تو کھا لیے لیکن پانی کا گھونٹ تک نہ پیا۔

۸۔ وہ قطعۂ زمین جس پر صرف ایک مرتبہ آفتاب کی روشنی پڑی تھی ۔ واقعہ یہ ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے ساتھ جب فرعون سے بھاگے تھے تو آپ کے حواریوں کی تعداد بچوں، عورتوں، جوانوں اور بوڑھوں سمیت چھ لاکھ تھی ۔ وہ دریائے نیل کے کنارے پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا میں عصا مارا تو نیل کا سینہ شق ہو گیا ۔ بنی اسرائیل کے لیے نیل میں راستہ بن گیا ۔ تو اس قطعۂ زمین پر سورج کی شعاعیں پڑیں ۔ جب انہوں نے دریا عبور کر لیا تو پانی کے دونوں پاٹ مل گئے ۔

۹۔ جمادات میں سے وہ چیز جس نے زندہ کو جنم دیا ۔ وہ شاہق پہاڑ ہے جس میں سے حضرت صالح علیہ السلام کی اُونٹنی ظاہر ہُوئی تھی ۔

۱۰۔ وہ عورت جس نے تین گھڑیوں میں بچے کو جنم دیا ۔ مریم علیہا السلام ہیں جو ایک گھڑی میں حاملہ ہوئیں، دُوسری گھڑی درد ہُوا اور تیسری گھڑی میں انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دیا ۔

۱۱۔ دو متحرک جو کبھی ساکن نہ ہوں گے ۔ وہ چاند اور سورج ہیں ۔

۱۲۔ دو ساکن جو کبھی متحرک نہ ہوں گے ۔ وہ زمین اور آسمان ہیں ۔

۱۳۔ دو محبّت رکھنے والے جو کبھی ناراض نہ ہوں گے ۔ وہ جسم اور روح ہیں ۔

۱۴۔ دو ناراض جو آپس میں کبھی راضی نہ ہوں گے ۔ وہ موت و حیات ہیں ۔

۱۵۔ شئی ۔ مومن ہے ۔

۱۶۔ لاشئی ۔ کافر ہے ۔

۱۷۔ سب سے حسین چیز ۔ بنی آدم کی صورت ہے ۔

۱۸۔ سب سے قبیح چیز ۔ بغیر سر کے جسم ہے ۔

19/۲۰ رحم میں سب سے پہلے بننے والی چیز اور قبر میں سب سے آخر تک باقی رہنے والی چیز ۔ ریڑھ کی ہڈی ہے ۔"

حضرت علی نے جواب دیئے تو مضر نے آپ کی پیشانی کو چوم لیا ۔ صحابہ نے بھی آپ کی پیشانی کو چوم لیا ۔ اور کہا کہ واقعی آپ باب مدینۃ العلم ہیں ۔ مضر نے کہا کہ اب مجھے قبرِ رسول تک لے چلیئے ۔ صحابہ اسے قبر تک لے گئے ۔

جب مضر نے قبرِ رسول کو دیکھا بے اختیار قبر پر گر پڑا۔ حضرت علی نے فرمایا کہ اسے تنہا چھوڑ دو۔ کیونکہ ابھی وہ دُنیا کو خیرباد کہنے والا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد صحابہ گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مضر کا سر حضور کی قبر پر تھا اور اس کی روح پرواز کر چکی تھی۔

مضر کو غسل دیا گیا، کفنایا گیا اور جنازہ کے بعد دفن کر دیا گیا۔

معجزہ

نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات

روایت ہے کہ ابرہہ جب مکّہ میں تخریب کاری کے لیے آیا تو عبدالمطلب مکّہ سے باہر نکلے۔ آپ کی پیشانی سے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم چمکا۔ نور کی چمک کعبۃ اللہ پر پڑی تو آفتاب کی روشنی ماند پڑ گئی۔ حضرت عبدالمطلب واپس مکّہ آ گئے۔ قوم نے پُوچھا کہ آپ واپس کیوں آئے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ نور والا بالآخر غالب آجائے گا۔ ابرہہ نے قاصد بھیج کر عبدالمطلب کو بلا بھیجا۔ ابرہہ کے لشکر میں چار ہزار ہاتھی تھے کہتے ہیں کہ ابرہہ کے لشکر کا سالار قبیلہ حمیری کا ایک بہادر شخص تھا جسے ایک ہزار گھوڑ سواروں کے برابر مانا جاتا تھا حمیری جب عبدالمطلب کے سامنے آیا تو آپ کی پیشانی میں نورِ محمدی کی چمک دیکھ کر گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور سجدے میں گر گیا۔

ہاتھیوں میں ایک سفید ہاتھی تھا جو دستہ کا سالار تھا۔ حضرت عبدالمطلب جب ہاتھیوں کے قریب سے گذرے تو تمام ہاتھیوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ ہاتھی کہنے لگے۔ " نورِ محمد! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر سلام ہو۔ بشارت ہو اسے جو آپ پر ایمان لائے۔ آپ رحمۃ للعالمین اور سید المرسلین ہیں"۔

ابرہہ نے جب ہاتھیوں کو سجدہ کرتے دیکھا تو ابرہہ کو عبدالمطلب پر بہت غصّہ آیا۔ حمیری نے کہا کہ بادشاہ سلامت! ان پر ناراض کیوں ہو رہے ہیں؟ جب وہ آپ کے سامنے آئیں گے تو آپ بھی تعظیم کیے بغیر نہ رہ سکیں گے۔

چنانچہ حضرت عبد المطلب جب ابرہہ کے سامنے آئے تو وہ مسند سے نیچے اتر آیا اور آپ کے سامنے سجدہ کرنے لگا۔ ابرہہ بولا:

"آپ کی حاجت کیا ہے؟"

"میرے اونٹ واپس کر دو۔"

"آپ نے مجھ سے اونٹوں کا سوال تو کیا لیکن کعبہ کے بارے میں کیوں نہ بات کی؟"

"کعبہ والا اپنے گھر کی حفاظت خود کرے گا۔"

یہ سن کر ابرہہ نے حکم دیا کہ آپ کے تمام مویشی واپس کر دیئے جائیں۔ عبد المطلب، اپنے مویشی لے کر واپس مکہ آ گئے۔

معجزہ

تو سلامت ہے تو سب ہیچ ہیں یہ رنج والم

روایت ہے کہ غزوۂ احد میں جب حضرت امیر حمزہ شہید ہو گئے تو شیطان ایک پہاڑی پر چڑھ کر بولا: "محمد شہید ہو گئے ہیں۔" مسلمانوں نے یہ آواز سنی تو ان کا شیرازہ بکھر گیا اور میدان سے بھاگنے لگے۔ حضور میدان میں تنہا رہ گئے۔ حضور نے احد پر چڑھ کر فرمایا: "سورۂ بقرہ اور آل عمران والو! تمہارے رسول زندہ ہیں۔ واپس آجاؤ۔" اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا کہ وہ حضور کی آواز مسلمانوں تک پہنچا دے۔ مسلمانوں نے یہ آواز سنی تو حضور کے گرد جمع ہونے لگے۔ شیطان نے پھر مدینہ میں آواز لگائی "محمد شہید ہو گئے ہیں۔" اہل مدینہ نے جب یہ آواز سنی تو وہ آہ و بکا کرنے لگے۔

جنگ کے بعد حضور مدینہ واپس آ رہے تھے تو آپ نے ایک عورت کو دیکھا جس کے ہاتھ میں اونٹ کی نکیل تھی۔ اونٹ پر تین لاشیں تھیں۔ حضور نے پوچھا:

"یہ کون ہیں جنھیں مدینہ لیے جا رہی ہو؟"

"ایک لاش باپ کی ہے، دوسری بھائی کی اور تیسری میرے بیٹے کی ہے۔"

عورت نے جواب دیا۔ وہ مغموم تھی۔ اس کی نگاہیں زمین پر مرکوز تھیں۔ اسے یہ محسوس تک نہ ہوا کہ پوچھنے والا کون ہے؟ آپ نے عورت سے پھر کہا:

"آج کے دن محمد تمہارے لیے ایک مصیبت ثابت ہوئے ہیں۔"

"خاموش! محمد اللہ کی رحمت ہیں۔ ہمارے لیے برکت ہیں مصیبت نہیں۔ جس طرح ہمارے مرد شہید ہوئے ہیں کاش! آج مدینہ کی تمام عورتیں بھی شہید ہو جائیں۔ شہادت

سے بڑا مرتبہ اور کیا ہو سکتا ہے؟"

عورت نے جواب دیا تو حضور نے پھر پوچھا:

"مدینہ سے رونے کی آوازیں کیوں آ رہی ہیں؟"

"اس لیے کہ محمد شہید ہو گئے ہیں۔ مدینہ والے ان کی یاد میں رو رہے ہیں۔"

"تجھے بشارت ہو کہ محمد زندہ ہیں۔ اور میں محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم۔"

عورت نے یہ بات سنی اور اونٹ کی نکیل چھوڑ دی اور مدینہ کی جانب بھاگنے لگی۔ یہ کہتے ہوئے بھاگی جا رہی تھی ——— "مبارک ہو مبارک ہو محمد زندہ ہیں۔" مدینہ کی عورتیں اور ازواج النبیؐ اس عورت کے گرد جمع ہو گئیں۔ سب کہہ رہی تھیں ——— "خدا کا شکر ہے کہ محمد زندہ و سلامت ہیں" اتنے میں حضور بھی تشریف لے آئے۔ آپ نے امیر حمزہ کی بیوی کو روتے دیکھ کر فرمایا:

"حمزہ کی شہادت کے عوض اللہ تجھے بہتر اجر عطا فرمائے۔"

معجزہ

سب کا رازق

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضور کے ساتھ مدینہ کی ایک گھاٹی کی طرف گیا۔ میرے پاس خشک روٹی اور پانی تھا۔ حضور ایک وادی میں داخل ہو گئے۔ حضور نے سر مبارک اوپر اٹھایا اور مجھے اشارہ سے بلایا۔

"وہ دیکھو!" حضور نے فرمایا۔ میں نے دیکھا کہ درخت کی شاخ پر ایک پرندہ بیٹھا تھا۔ وہ شاخ پر بار بار چونچ مار رہا تھا۔ حضور نے فرمایا۔

"جانتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے؟"

"اللہ اور اس کا رسول جانتے۔"

مَیں نے عرض کیا تو حضور نے فرمایا:

"پرندہ کہہ رہا ہے۔ اے اللہ! تو ظالم نہیں منصف ہے۔ بھوک سے میرا بُرا حال ہو رہا ہے۔ مولیٰ مجھے رزق دے۔"

میں نے روٹی کے دو ٹکڑے کر کے زمین پر ڈالے۔ پرندے نے وہ کھائے اور پھر شاخ پر بیٹھ کر بولنے لگا۔ حضور نے فرمایا کہ پرندہ اب یہ کہہ رہا ہے:

"جو اللہ پر توکل کرے، اللہ اس کے لیے کافی ہے۔ جو اس کو یاد رکھے، اللہ اس کو کبھی نہیں بھولتا۔

معجزہ

ان پہ عیاں ہے مستقبل

سہل بن سعید کہتے ہیں کہ احد کے روز حضور علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ فلاں شخص جیسا بہادر ہم نے آج تک نہیں دیکھا۔ دشمن بھاگ رہے ہیں لیکن وہ میدان میں ڈٹا ہوا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ وہ کون ہے؟ وہ شخص جب نگاہوں کے سامنے آیا تو صحابہ نے عرض کیا:

"وہ رہا یا رسول اللہ!"

"یہ تو جہنمی ہے۔"

حضور نے اسے دیکھتے ہی فرمایا۔ یہ بات ہم پر گراں گزری۔ ہم نے عرض کیا:

"آقا! اگر یہ جہنمی ہے تو جنتی کون ہے؟"

"دیکھتے رہو ابھی معلوم ہو جائے گا۔"

حضور نے فرمایا تو ہم نے اس پر کڑی نظر رکھی۔ ہم نے دیکھا کہ جنگ کے دوران وہ شدید زخمی ہو گیا اس کے لیے درد ناقابل برداشت ہو گیا۔ اُس نے تلوار کا دستہ زمین پر اور تلوار کی نوک سینے پر رکھی۔ پھر اس پر اپنا وزن ڈالا اور تلوار کی نوک سینہ چیرتی ہوئی اس کی پشت سے باہر نکل آئی اور وہ شخص اسی وقت ہلاک ہو گیا، یہ دیکھ کر حضور نے فرمایا:

"کچھ لوگ کام تو اہلِ جنت کے کرتے ہیں لیکن انجام کار دوزخ میں چلے جاتے ہیں اور بعض لوگوں کے فعل اہلِ جہنم کے ہوتے ہیں لیکن بالآخر وہ جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔"

معجزہ

کلیدِ جنّت

حضرت ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ دحیہ کلبی عرب کے بادشاہوں میں سے تھا۔ وہ کافر تھا۔ حضور علیہ السلام نے اس کے مسلمان ہو جانے کی آرزو فرمائی کیونکہ دحیہ کے اسلام قبول کرنے سے اس کے گھر کے افراد بھی مسلمان ہو جاتے جن کی تعداد سات سو تھی۔ حضور نے ایک دن فرمایا:

"الٰہی دحیہ کلبی کو اسلام کی نعمت عطا فرما۔"

ایک دن نمازِ فجر کے بعد اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ دحیہ اسلام قبول کرنے آ رہا ہے۔ کچھ صحابہ نے زیادہ خوشی کا اظہار نہ کیا کیونکہ ان کے دلوں میں زمانۂ جاہلیت سے ہی کچھ ملال تھا۔ حضور کو ان کی یہ بات پسند نہ آئی۔

دحیہ جب مسجدِ نبوی میں داخل ہوا تو حضور نے اپنی چادر مبارک زمین پر بچھا دی اور فرمایا:

"دحیہ! اس پر بیٹھو۔"

اس کرم پر دحیہ رونے لگا۔ حضور کی چادر اٹھا کر اس نے چوما، آنکھوں سے لگایا اور سر پر رکھ لیا اور کہا:

"حضور! فرمائیے کہ اسلام کی شرائط کیا ہیں؟"

"لا آلہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھو اور بس۔"

دحیہ نے کلمہ پڑھا اور پھر رونے لگا۔ حضورؐ نے فرمایا:

"اب کیوں روتے ہو؟"

"میں نے بہت ظلم کیے ہیں آقا!"

دحیہ نے روتے ہوئے مزید کہا:

"اپنے رب سے پوچھیے کہ میرے گناہوں کا کفارہ کیا ہے؟ اگر قتل ہے تو میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔ مجھے قتل کر دیجیے اور اگر تمام مال ہے تو میں اپنا تمام مال پیش کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

"لیکن تم سے کون سے ظلم سرزد ہوئے ہیں؟"

"حضور میں ملوک عرب سے ہوں۔"

دحیہ نے بتانا شروع کیا:

"مجھے یہ بات سخت ناپسند تھی کہ میرے ہاں لڑکیاں پیدا ہوں اور لوگ میرے داماد بنتے چلے جائیں، میں نے اپنے خاندان کی ستر بیٹیاں اپنے ہاتھوں قتل کی ہیں یا رسول اللہ!"

دحیہ کی یہ بات سن کر حضورؐ حیران رہ گئے۔ عین اسی وقت جبریلؑ حاضر ہو گئے۔ جبریلؑ نے عرض کیا کہ دحیہ کو خدا فرما رہا ہے:

"دحیہ! مجھے اپنے جلال و جبروت کی قسم! جس وقت تم نے کلمہ پڑھ لیا، میں نے تمہارے ستر سالوں کے کفر معاف کر دیے ہیں۔ ستر بیٹیوں کے قتل کیوں نہ معاف کروں گا؟"

معجزہ

رب راکھا

ابوجہل اور قبیلۂ بنو مخزوم کے ایک شخص نے حضورؐ کو نماز پڑھتے دیکھا تو سوچا کہ سرکارؐ کا سر مبارک پتھر سے کچل دیا جائے معاذ اللہ! ابوجہل آیا۔ اس نے ابھی پتھر اٹھایا ہی تھا کہ اُس کا بازو گردن تک مفلوج ہو کر رہ گیا۔ پتھر ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ اسی حال میں اپنے دوستوں کے پاس آیا تو اس کے ہاتھ سے پتھر گر پڑا۔ اس نے دوستوں کو تمام واقعہ سنایا تو مخزومی نے کہا کہ اس پتھر سے میں ان کو قتل کر کے دکھاتا ہوں۔

حضورؐ ابھی تک نماز ادا فرما رہے تھے۔ مخزومی نے حضورؐ کو پتھر مارنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ اس کو حضورؐ نظر نہ آئے۔ وہ بھی واپس آ گیا۔ دوستوں نے پوچھا تو اس نے کہا:

"میں نے پتھر مارنے کا ارادہ کیا تو مجھے قریب ہی ایک جانور نظر آیا جو ہاتھی سے بھی بڑا تھا۔ وہ زمین پر زور زور سے اپنی دُم مار رہا تھا۔ اس نے مجھے گھورنا شروع کر دیا۔ اگر میں قریب جاتا تو وہ جانور مجھے یقیناً کھا جاتا۔"

یہ سن کر کافروں نے کچھ دیر کے لیے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا۔

معجزہ

اشدّ و اَرحم

روایت ہے کہ ایک دفعہ ابوطالب سخت بیمار ہوگئے۔ انھوں نے حضور کی خدمت میں ایک شخص کو یہ کہہ کر بھیجا کہ میرے لیے جنّت کا پھل منگوا دیجئے۔ حضور نے دعا فرمائی تو جبریل جنّت سے پھل لے کر آگئے۔ جبریل نے عرض کیا: "حضور! یہ پھل کافروں پر حرام ہے۔" حضور نے ابوطالب کو نہ تو پھل بھیجا اور نہ ہی جبریل کا پیغام سنایا۔ حضور کی خدمت میں حضرت عمر بھی حاضر تھے۔ انھوں نے ابوطالب کے قاصد سے کہا کہ جاؤ اور ابوطالب سے کہہ دو کہ جنّت کا پھل تم پر حرام ہے۔ قاصد نے ابوطالب سے یہ کہا:

"حضور کہتے ہیں کہ جنّت کا پھل تم پر حرام ہے۔"

"یہ بات میرا بھتیجا نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ مجھ پر شفیق و رحیم ہے۔"

"ہاں! یہ بات عمر نے کہی تھی۔"

"مَیں جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دل دکھانے والی بات نہیں کیا کرتے۔"

معجزہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے والے

روایت ہے کہ ایک دفعہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما شدید بیمار پڑ گئے۔ ان کی عیادت کے لیے حضور تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بھی تھے۔ انھوں نے بچوں کا حال دریافت کیا، صحت کے لیے دعا فرمائی اور کہا "آپ کوئی نذر مان لیتے تو بہت اچھا ہوتا۔"

حضرت علی نے کہا:

"میں نے نذر مان رکھی ہے کہ حسنین کی صحت پر متواتر تین روزے رکھوں گا۔ اسی طرح فاطمہ اور ہماری لونڈی نے بھی نذریں مان رکھی ہیں۔"

اس رات حسنین سو گئے۔ صبح ہوئی تو دونوں صحت یاب تھے۔ قحط کا زمانہ تھا۔ حضرت علی کو اب نذریں پوری کرنا تھیں۔ جب کہ گھر میں کھانے کے لیے کچھ بھی نہ تھا۔ حضرت علی کا ایک یہودی پڑوسی تھا جس کا نام شمعون تھا۔ آپ اس کے دروازہ پر گئے اور فرمایا کہ مجھے بُنائی کے لیے اُون دے دو جسے فاطمہ بُن کر لے آئے گی اور معاوضہ کے طور پر مجھے کچھ جوار چاہئیں۔ یہودی نے تین گولے اُون دے دی اور بطور معاوضہ تین صاع جوار دے دیے۔ حضرت علی اُون اور جوار لے کر فاطمہ بتُول کے پاس آئے اور فرمایا کہ تم اُون بُنو۔ مَیں معاوضہ میں جوار لے آیا ہوں۔ حضرت فاطمہ رضامند ہوگئیں اور کہا کہ اگر ہم نذریں پوری کرلیں تو بہت مناسب رہے گا۔

حضرت فاطمہ نے بُنائی شروع کر دی۔ لونڈی نے جوار کو پیسا اور پانچ روٹیاں پکائیں۔ سب کے لیے ایک ایک روٹی۔ سورج غروب ہوا تو حضرت علی حضور کے پیچھے نماز ادا کرنے کے مسجد تشریف لے گئے۔ نماز کے بعد گھر آئے۔ گھر کے افراد کھانا کھانے بیٹھ گئے۔ انھوں نے نمک، مرچ اور پانچ روٹیاں سامنے رکھیں۔ ابھی کھانے کے لیے ہاتھ ہی بڑھائے تھے کہ دروازہ پر ایک فقیر آ گیا۔ اس نے صدا لگائی:

"نبی کے گھر والو! تم پر سلام ہو۔ اُمّتِ محمدیہ کے مساکین میں سے ایک مسکین ہوں۔ مجھے کھانا کھلائیے۔ خدا آپ کو جنت کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔"

حضرت علی منہ میں لقمہ ڈالنے ہی والے تھے کہ فقیر کی صدا سن کر سارا کھانا فقیر کو دے دیا۔ وہ سب بھوکے رہے اور صرف پانی پی کر سو گئے۔

دوسرے دن حضرت فاطمہ نے دوسرے گولے کی بُنائی شروع کر دی۔ لونڈی نے جوار پیس کر پانچ روٹیاں پکائیں۔ سورج غروب ہوا تو حضرت علی مسجد چلے گئے۔ نماز ادا کر کے گھر آ گئے۔ ابھی کھانے پر بیٹھے ہی تھے کہ دروازہ پر کسی نے صدا لگائی:

"نبی کے گھر والو! ایک یتیم ہوں اور سخت بھوکا ہوں۔"

حضرت علی نے فرمایا کہ سارا کھانا سائل کو دے دو۔ دوسری رات بھی انھوں نے صرف پانی پیا اور بھوکے سو گئے۔

صبح ہوئی تو حضرت فاطمہ نے اُون کا تیسرا گولہ بُننا شروع کیا۔ لونڈی نے جوار پیس کر پھر پانچ روٹیاں پکا ڈالیں۔ سورج غروب ہوا تو حضرت علی پھر مسجد تشریف لے گئے۔ حضور کی اقتدا میں نماز ادا کر کے واپس آ گئے۔ کھانا شروع کرنے والے تھے کہ پھر دروازہ پر کسی کی آواز آئی:

"نبی کے گھر والو! تین دن سے بھوک کا قیدی ہوں۔ خدارا مجھے کھانا کھلاؤ۔ اللہ آپ کو جنت کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔"

حضرت علی سے بھی نہ رہا گیا۔ تمام روٹیاں سائل کو دے دی گئیں۔ اس دفعہ بھی انھوں نے پانی پر اکتفا کیا۔ آدھی رات ہوئی تو حسنین کو سخت بھوک لگی۔ بھوک سے رات بھر وہ سو نہ سکے۔

حسنین کو لے کر حضرت علی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ آدھی رات کو کیوں آئے ہو؟ حضرت علی نے عرض کی کہ بھوک کی شدت سے آئے ہیں۔ حضور نے ازواج سے دریافت کیا تو گھر میں کھانے کے لیے کچھ بھی نہ تھا۔ اچانک حضرت عمر اور حضرت صدیق اکبر بھی آ گئے۔ حضور نے فرمایا کہ رات گئے آئے ہو؟ خیریت تو ہے؟ انھوں نے بھی عرض کیا کہ ہم سخت بھوکے ہیں۔ حضرت علی نے حضور سے عرض کیا کہ مقداد بن الاسود کے گھر چلتے ہیں۔ کل میں نے اس کے پاس بہت سی کھجوریں دیکھی تھیں۔ حضور نے فرمایا کہ چلو اللہ کا نام لے کر چلتے ہیں۔

مقداد کی رہائش شہر سے باہر تھی۔ دروازہ پر پہنچ کر حضرت ابوبکر نے فرمایا:

"باغ والو! اگر تم جان جاؤ کہ تمہارے دروازہ پر کون ہے؟ تو تمہاری نیند اڑ جائے۔"

لیکن کسی نے جواب نہ دیا۔ حضرت ابوبکر واپس آ گئے۔ حضور نے حضرت عمر کو بھیجا۔ ان کی آواز پر بھی دروازہ نہ کھلا تو حضور نے حضرت علی کو فرمایا کہ آپ آواز دیں۔ حضرت علی نے آواز دی:

"باغ والو! رسول اللہ تمہارے ہاں مہمان بن کر آئے ہیں۔"

مقداد کی بیٹی نے آواز سن کر ماں سے کہا کہ حضرت علی کی آواز معلوم ہوتی ہے۔ ماں نے کہا کہ آدھی رات کے وقت علی کو ہم سے کیا کام ہو سکتا ہے؟ تم سو جاؤ۔ بیٹی نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ حضور بھی ساتھ ہیں۔ ماں نے کہا تو اٹھو اور دروازہ کھولو۔ لڑکی نے دروازہ کھولا تو سب گھر میں داخل ہو گئے۔ مقداد نے جب حضور کو دیکھا تو اٹھ کر حضور کے قدموں میں گر پڑا اور پاؤں چومنے لگا۔ مقداد نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ قربان!

حضور اس وقت کیوں زحمت فرمائی ہے۔ حضور نے فرمایا ہم سب شدید بھوک کے باعث آئے ہیں۔ مقداد رونے لگا کہ آپ تشریف لائے ہیں اور افسوس کہ آج میرے گھر میں کچھ نہیں ہے۔ کچھ کھجوریں تھیں کھالیں اور باقی مہمانوں کی نذر کر دیں۔ حضرت علی کے آنسو نکل آئے۔

اس موقع پر حضور نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ پر بطحاء کو سونے چاندی کے طور پر پیش فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ پروردگار! میں ایک دن کھاؤں گا اور دوسرے دن بھوکا رہوں گا۔ پیٹ بھرے گا تو تیری حمد بیان کروں گا بھوکا رہوں گا تو تجھ سے تضرع کروں گا۔ اگر میں چاہوں تو سارا تہامہ سونا بن جائے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر تصدیق چاہتے ہو تو جاؤ کسی ایک کھجور کے درخت سے کہہ دو کہ اللہ کے حق اور محمد کی حرمت کے صلہ میں ہمیں اپنا پھل دے دو۔ حضرت علی گئے اور درخت سے اسی طرح فرمایا۔ درخت نے اسی وقت تر و تازہ کھجوریں ڈال دیں۔ حضرت علی کھجوروں سے برتن بھر کر حضور کی خدمت میں آ گئے۔ حضور نے کچھ کھجوریں تناول فرمائیں، ساتھیوں نے کھائیں اور مقداد کے گھر والوں نے بھی کھائیں۔ سب شکم سیر ہو گئے۔

حضور کھجوریں لے کر حسنین کے پاس آئے۔ گھر آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بھوک کی شدت سے فاطمہ اور حسنین پر بے ہوشی سی طاری تھی۔ حضور آبدیدہ ہو گئے۔ بیٹی کو سینے سے لگایا۔ کھجوریں پیش کرتے ہوئے فرمایا:

"بیٹی صبر کرو۔ صبر کے بغیر انعامات ربانی نہیں مل سکتے۔"

راوی کہتے ہیں کہ اسی وقت جبریل نے حاضر ہو کر هل اتی علی الانسان حین من الدهر...... كان سعيكم مشكورا۔ تک آیات پڑھیں۔

معجزہ

مریم و فاطمہ

اصبغ بن حبان روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت فاطمہ نے حضور سے عرض کیا:

"ابا جان! تین روز سے نہ تو میں نے کچھ کھایا نہ حسنین نے اور نہ ہی حضرت علی نے۔"

حضور نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا:

"ربّ محمد! فاطمہ بنت محمد کے لیے وہی کچھ بھیج جو مریم بنت عمران کے لیے بھیجا کرتا تھا۔" اس دعا کے بعد آپ نے فاطمہ سے فرمایا:

"کمرے میں چلی جاؤ اور حالت رکوع میں خدا کی حمد کہو۔ پھر دیکھنا کہ کیا نظر آتا ہے؟"

حضرت فاطمہ کمرے میں تشریف لے گئیں۔ بعد میں حضرت علی، حسنین اور پھر حضور بھی کمرے میں داخل ہو گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک فرشتہ انواع و اقسام کے ثمرات سے بھرپور طباق لیے کھڑا ہے جس سے کستوری کی خوشبو پھیل رہی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ وہ سات روز تک اس میں سے کھاتے رہے لیکن کھانے میں کچھ کمی نہ ہوئی۔

ایک دن حسن گھر سے باہر نکلے۔ ان کے ہاتھوں میں جنت کا پھل تھا۔ ایک یہودی عورت اس کی خوشبو دیکھ کر کہنے لگی کہ اہل بیت والے! میں سخت بھوکی ہوں۔ یہ پھل مجھے دے دو۔" حضرت حسن نے وہ پھل یہودی عورت کو دے دیا۔ یہودی عورت نے پھل کو ابھی ہاتھ ہی لگایا تھا کہ سارے کا سارا پھل غائب ہو گیا۔ اس پر حضور نے فرمایا:

"قسم ہے اللہ کی جس نے مجھے نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اگر تم اسے چھپائے رکھتے تو زندگی بھر کھاتے رہتے۔"

معجزہ

رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک بہادر مسلمان فوجی عیسائیوں کے ہاتھوں پکڑا گیا۔ ہرقل نے قیدی کو دربار میں طلب کیا۔ اس کے دربار میں داخلہ کے لیے زنجیروں سے بنایا گیا ایک مخصوص راستہ تھا جہاں سے رکوع کی حالت میں گذرنا پڑتا تھا۔ قیدی محل میں داخل ہوا لیکن اس نے مخصوص راستہ سے گزرنے سے انکار کر دیا۔ قیدی نے کہا:

"محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم آتی ہے کہ غیر اللہ کے آگے رکوع کی حالت میں گذروں۔"

حضور کا اسم مبارک سن کر ہرقل کانپنے لگا۔ اس پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت طاری ہو گئی۔ ہرقل نے کہا کہ زنجیریں کھول دو تاکہ قیدی آزادی سے میرے روبرو حاضر ہو سکے۔ قیدی بڑے اطمینان سے ہرقل کے سامنے کھڑا ہو گیا اور بلا خوف و خطر ہرقل کے سوالوں کے جواب دینے لگا۔ ہرقل نے بہت لالچ دیے لیکن مسلمان قیدی اسلام سے برگشتہ نہ ہوا۔ آخر ہرقل نے کہا:

"ہمارا دین قبول کر لو تو میں تمہیں اپنی مُہر دے دوں گا۔ تم روم کے والی بن جاؤ گے۔"

"تمہاری سلطنت دنیا کا کتنا حصہ ہے؟"

"بڑا ہو گی۔"

"تو سنو ہرقل! اگر تمام دنیا جواہرات سے بھر کر مجھے اذان کے عوض دی جائے تو

میں اس کے مقابلہ میں اذان کو ترجیح دوں گا۔"

"یہ اذان کیا ہے؟"

"اذان وہ ہے جس میں۔ اشھد ان لآ الہ الا اللہ اور اشھد ان محمدا رسول اللہ کی صورت میں اللہ اور محمد کے اسمائے گرامی ہیں۔"

قیدی کا جواب سنتے ہی ہرقل آگ بگولہ ہو گیا۔ اس نے حکم دیا:

"بہت بڑی دیگ میں تیل ڈال کر نیچے آگ جلاؤ۔ تیل اُبلنے لگے تو سرکش کو اس میں ڈال دو۔"

ہرقل کے حکم پر ایک بہت بڑی دیگ میں تیل ڈالا گیا۔ آگ جلائی گئی۔ تیل ابلنے لگا تو قیدی نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے دیگ میں چھلانگ لگا دی۔ اور کچھ دیر بعد دیگ سے زندہ و سلامت نکل آیا۔ یہ اللہ کے اسم مبارک اور حُبِ رسول کی برکت تھی۔ اہلِ دربار حیرت سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ ہرقل نے حکم دیا:

"قیدی کو ایک تاریک کوٹھڑی میں قید تنہائی میں بھوکا پیاسا رکھا جائے۔"

ہرقل کے حکم پر مسلمان کو تاریک کمرے میں تنہا قید کر دیا گیا۔ تین دن تک اسے بھوکا پیاسا رکھا گیا۔ چوتھے دن اس کے کمرے میں شراب اور خنزیر کے کباب بھیجے گئے۔ قیدی نے حرام کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ روزانہ اس کے کمرہ میں یہی کھانا بھیجا جاتا رہا۔ لیکن قیدی اُسے ہاتھ تک نہ لگاتا تھا۔ چالیسویں دن عیسائی اس کے کمرے میں داخل ہوئے انھوں نے دیکھا کہ چالیس دن کا کھانا اور شراب قیدی کے پاس اسی طرح پڑا تھا۔ بھوک اور پیاس کے باوجود اس نے نہ تو حرام کھایا اور نہ ہی شراب کا ایک گھونٹ تک پیا۔ ہرقل کو معلوم ہوا تو اس نے قیدی کو پھر اپنے دربار میں طلب کیا۔ ہرقل نے کہا:

"تمہارے دین میں حالتِ اضطرار میں حرام کھا لینا جائز ہے کیا؟"

"جائز ہے۔"

"تم چالیس روز تک بھوکے پیاسے رہے۔ کیا یہ حالتِ اضطرار نہ تھی؟ تم نے کیوں نہ کھایا پیا؟"

"اگر میں کھا لیتا تو تم خوش ہو جاتے۔ میں نے گوارا نہ کیا کہ تم خوش ہو جاؤ اور میرے آقا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ناخوش ہو جائیں۔"

"مجھے سجدہ کرو۔ میں تمہیں رہا کر دوں گا۔"

"ہمارے دین میں سجدہ صرف اللہ کی ذات کے لیے ہے۔ غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔"

"چلو سجدہ نہ سہی۔ میرے ہاتھ ہی چوم لو۔ نہ صرف تم بلکہ تمہارے ساتھی دوسرے قیدی بھی رہا کر دیے جائیں گے۔"

"یہ بھی نہ ہو سکے گا، کیونکہ اسلام میں صرف عادل بادشاہ، عالم، والدین یا بزرگوں کے ہاتھ چومنے کی اجازت ہے۔ لیکن تم جیسے کافر کے ہاتھ چومنے کی اجازت نہیں ہے۔"

"تو میری پیشانی ہی چوم لو۔"

"ہاں یہ کر سکتا ہوں۔"

قیدی نے اقرار کرتے ہوئے کہا:

"لیکن ایک شرط پر۔"

"کیا شرط؟"

"شرط یہ ہے کہ میں جس طرح چاہوں گا تمہاری پیشانی کو بوسہ دوں گا۔"

"تمہاری شرط منظور ہے۔ جس طرح چاہو، میری پیشانی چوم لو۔"

قیدی نے اجازت پاتے ہی اپنی ہتھیلی ہرقل کی پیشانی پر رکھی اور ہرقل کی پیشانی کی جگہ اپنے ہاتھ کو چوم لیا۔ ہرقل یہ دیکھ کر مسکرایا۔ اس کی حق گوئی اور بہادری سے متاثر ہو

کر ہرقل نے اُسے اور اس کے ساتھیوں کو نہ صرف رہا کر دیا بلکہ انعام کے طور پر کثیر مال دیا، اور رخصت کر دیا اور حضرت عمر کو ایک خط میں لکھا:

"اگر یہ شخص ہمارے میں ہوتا اور ہمارے دین پر ہوتا تو ہم اس کو اپنا سردار بنا لیتے۔"

رہائی کے بعد یہ لوگ مدینہ پہنچے تو انھوں نے حضرت عمر سے کہا:

"یہ مال ہمارا ہی نہیں بلکہ اس میں مدینہ کے مساکین بھی برابر کے شریک ہیں۔"

معجزہ

حدیثِ دلبراں

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے حضور کی زیارت کا شوق ہوا۔ مسجد میں حاضر ہوا تاکہ حضور کا دیدار کرسکوں۔ لیکن حضور کو اپنی جگہ نہ پاکر واپس جانے لگا۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ حضور ایک گوشہ میں تشریف فرما ہیں۔ میں نے دیکھا کہ حضور کے چہرۂ مبارک سے نور کی کرنیں نکل کر آسمان تک بلند ہوتی چلی جارہی ہیں۔ میں نے سوچا کہ یہ مداخلت کا وقت نہیں ہے۔ حضور مناجات فرمارہے ہیں۔ مسجد کے دوسرے کونہ میں حضرت علی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں بھی ان کے پاس بیٹھ گیا۔ میرے کانوں میں لطیف آواز میں نغمات گونجنے لگے۔ اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ اس لطافت سے آشنا ہوا۔ میں نغمات کی لطافتوں میں گم تھا کہ حضور نے فرمایا: "اسے مبارک ہو۔" نغمہ طراز کی آواز میں جواب آیا: "یارسول اللہ! آپ کو مبارک ہو۔ آپ کی اُمت میں جو رمضان کے روزے رکھتا ہے اسے بھی مبارک ہو۔

تھوڑی دیر بعد حضور نے فرمایا:

"علی تمہارے پاس کون ہے؟"

"عبداللہ بن مسعود یارسول اللہ!"

"میرے پاس آجاؤ۔"

حضور کے حکم پر ہم دونوں حضور کے پاس بیٹھ گئے۔ ہم نے دیکھا کہ حضور کا مکھڑا چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ حسین ہے۔

میں نے عرض کیا:

"ابھی میں لطیف و حسین نغمات سن رہا تھا۔ یہ کس کی آواز تھی؟"

"جبریل کی۔ وہ مجھے ایک حکایت سنا رہا تھا۔"

حضور نے فرمایا کہ جبریل مجھ سے کہہ رہا تھا:

"یارسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں آرہا تھا کہ ایک جزیرہ میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت خضر آپ کے بارے میں گفتگو کرنے لگے۔ اچانک میں نے ایک ہودج کی پُشت پر ایک فرشتہ دیکھا۔ فرشتہ کے ساتھ ہی ہودج میں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ وہ شخص اللہ سے عرض کر رہا تھا کہ یا اللہ! میں نے زمین پہ دو ہزار سال تیری عبادت کی ہے۔ ابھی زمین پر تیری عبادت کے دو ہزار سال مزید باقی ہیں۔ یا اللہ! مجھ میں اتنی قوت پیدا فرما کہ میں سمندر پر بھی دو ہزار سال تک تیری عبادت کرسکوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے ساتھ والے فرشتہ کو حکم دیا کہ اس کو اپنے پَروں پر اُٹھا لو۔ چنانچہ اس فرشتہ نے اسے پَروں پر اُٹھا رکھا ہے اور وہ شخص دو ہزار سال سے سمندر پہ عبادت کر رہا ہے۔"

حضور نے فرمایا کہ جب جبریل سے یہ بات سنی تو میں نے کہا کہ اس شخص کو مبارک ہو۔ اس پر جبریل نے کہا تھا کہ یارسول اللہ! آپ کو مبارک ہو۔ آپ کی امت میں جو شخص رمضان کے روزے رکھے اُسے بھی مبارک ہو۔ پھر میں نے جبریل سے پوچھا کہ کیا میری امت میں کوئی شخص اس کی مثل ہے؟ تو جبریل نے کہا:

"اللہ تعالیٰ نے قاف کے پیچھے ایک شہر پیدا فرمایا ہے جس کا طول و عرض اللہ ہی جانتا ہے۔ اس شہر کے ایک ہزار دروازے ہیں۔ شہر کے مکین فرشتے ہیں۔ ہر فرشتہ کے ہاتھ میں ایک پرچم ہے جس پر لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ مرقوم ہے۔ وہ تمام فرشتے آپ کے اور آپ کی اُمت کے خادم ہیں۔ وہ پورا سال آپ کی امت کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں۔ جب ماہِ رمضان آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ انھیں آسمانوں کی طرف پرواز کا حکم دے دیتا ہے۔ وہ پرواز کر جاتے ہیں۔ پھر وہ عرشِ الٰہی کا طواف کرنے لگتے ہیں اور ساتھ ساتھ آپ کی

اُمّت کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ ان فرشتوں کی قدر و منزلت آپ کے صدقہ میں ہے۔ پھر اس شہر میں نئے فرشتے آجاتے ہیں۔ نئے فرشتے بھی پہلے فرشتوں کی طرح کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔"

جبریل نے اپنی بات ختم کرتے ہوئے کہا:

"حضور! اللہ کی بارگاہ میں آپ کی بہت قدر و منزلت ہے۔ اسی طرح آپ کی طفیل آپ کی اُمّت بھی خدا کو بہت محبوب ہے۔"

کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے

حضرت امام حسن فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے اپنے والدِ گرامی حضرت علی سے کہا:

"ابا جان! فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں کچھ فرمائیے" تو حضرت علی نے فرمایا:

"حسن! اگر دونوں جہان فضائل نبی بیان کرنے لگیں پھر وہ بھی حضور کی توصیف کماحقہ بیان نہیں کر سکتے۔"

"لیکن میں تجھے صرف ایک فضیلت سناتا ہوں۔"

حضرت علی نے حضور کی فضیلت یہ بیان فرمائی:

"اللہ نے غزوۂ تبوک کا حکم فرمایا تو حضور کے مقابلہ میں لاتعداد کافر جمع ہو گئے۔ اللہ نے اپنے محبوب پر کرم فرمایا۔ دشمن ذلیل و خوار ہو گئے۔ انھی دنوں حضور کی خدمت میں ایک طویل القامت شخص آیا۔ اس جیسا لمبا تڑنگا انسان میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا تھا۔" حضور نے فرمایا:

"تم کون ہو؟"

"حضور! میں موسیٰ علیہ السلام کی اس قوم کا ایک فرد ہوں جس کے بارے میں اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ یا موسیٰ انّ فیہا قوماً جبّارین۔"

"اتنی لمبی عمر ہے تمہاری؟"

"جی ہاں، میں نے دو ہزار ایک سو پچاس سال تک اللہ کی عبادت کی ہے۔"

"اس لمبی عمر کا راز کیا ہے؟"

"آپ سے اور آپ کی امت سے محبت یا رسول اللہ!"

اجنبی نے بات جاری رکھتے ہوئے عرض کیا:

"جب موسیٰ علیہ السلام کا وصال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یوشع علیہ السلام کو ظاہر فرمایا۔ میں ان کے لشکر میں تھا۔ ان کے لشکر میں چار سو جھنڈے تھے جن پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مکتوب تھا۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ الٰہی! محمد اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمیں فتح عطا فرما۔ دعا کے بعد انھوں نے وہ جھنڈے شہر کے گرد گاڑ دیے۔ تیز ہوا چلی تو جھنڈے لہرانے لگے۔ جھنڈوں سے درود شریف کی آوازیں آنے لگیں۔ ہمارے دل مضبوط ہو گئے۔ ہم جان گئے کہ یہ اسم محمد کی برکات ہیں۔ شہر کے دروازے کھل گئے۔ حضرت یوشع علیہ السلام لشکر سمیت شہر میں داخل ہو گئے۔ شہر فتح ہو گیا۔ کافر ذلیل و خوار ہو گئے۔ پھر حضرت یوشع اپنے لشکر سمیت اس شہر سے چلے گئے۔ میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ اس وقت میں دل و جان سے یا رسول اللہ! آپ پر ایمان لا چکا تھا۔ ہمیشہ آپ کے دیدار کی آرزو کرتا رہا۔ اللہ نے میری دعاؤں کو قبول فرما کر مجھے عمر دراز عطا فرمائی حتیٰ کہ آج میں آپ کے قدموں تک پہنچ چکا ہوں۔"

حضرت علی فرماتے ہیں کہ ہم حیرت میں ڈوبے ہوئے اس کی باتیں سن رہے تھے۔ اس کے بعد اجنبی نے ایک عجیب و غریب بات سنائی۔

"یا رسول اللہ! ایک جگہ ایک درخت تھا۔ میں بارہا اس کے نیچے سویا ہوں۔ اس درخت نے کئی پیغمبروں کے سلام آپ تک پہنچانا تھے۔ اس کے پتوں پر آپ کی ساری امت کے نام لکھے ہوئے تھے۔"

اجنبی نے یہ بات کی تو اسی وقت جبریل حاضر ہو گئے۔ جبریل نے حضور سے کہا:

"یا رسول اللہ! یہ شخص سچ کہہ رہا ہے۔"

حضور نے جبریل سے فرمایا کہ میں وہ درخت دیکھنا چاہتا ہوں۔ حضور نے خواہش فرمائی تو اللہ نے جبریل سے کہا کہ میرے محبوب سے کہو کہ فلاں پہاڑ پر چڑھ کر درخت کو پکاریں۔ وہ درخت حاضر خدمت ہو جائے گا۔

حضرت علی نے کہا کہ حضور پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ میں اور عبداللہ بن مسعود تھے۔ حضور نے درخت کو بلایا تو وہ پہاڑ پہ ظاہر ہو گیا۔ حضور نے درخت سے فرمایا کہ تم کس طرح پیدا کیے گئے۔ درخت سے آواز آئی،

"یا رسول اللہ! حضرت آدم کو جنت سے نکال کر جب زمین پر ڈالا گیا تو آپ بہت روئے تھے۔ ان کا پہلا آنسو جب زمین پر گرا تو میں زمین پر اُگ آیا تھا۔ اس وقت میں بہت ناتواں تھا۔

درخت اپنی روداد بیان کر رہا تھا۔ درخت سے پھر آواز آئی:

"میرے پتوں اور شاخوں کو غور سے دیکھیے یا رسول اللہ!"

حضور نے دیکھا تو ان پر یہ لکھا ہوا تھا:

مبارک ہو اسے جو اللہ اور محمد پر ایمان لایا۔ مبارک ہو اس کو جس نے فرائض ادا کیے۔ امت محمدیہ میں سے جس نے رجب، شعبان اور رمضان کے روزے رکھے، اس کو مبارک ہو۔

درخت نے پھر عرض کیا:

"آدم سے لے کر آپ تک ہر نبی نے میرے سایہ تلے عبادت کی ہے اور ہر نبی نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ ہمارا سلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دینا۔ ان سے درخواست کرنا کہ وہ ہمارے حق میں دعا کریں۔"

درخت کی یہ باتیں سن کر حضور نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر حضور نے درخت سے فرمایا کہ اپنے مقام پر چلے جاؤ تو وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

معجزہ

صلح کی شیرینی

روایت ہے ایک دفعہ حضور اور حضرت عائشہ کے درمیان ناراضگی ہوگئی۔ ہوا یوں کہ ایک دفعہ آپ حضرت عائشہ کے پاس آئے اور کھانا طلب فرمایا۔ حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ آپ نے جہاں رات بسر فرمائی ہے وہیں سے کھا لیا ہوتا۔ یہ بات حضور کے قلب نازک پر ناگوار گزری۔ آپ باہر تشریف لانے لگے تو حضرت عائشہ نے آپ کا دامن پکڑ لیا۔ آپ جھٹک کر باہر تشریف لے آئے۔ حضرت کو سخت ندامت ہوئی۔ آپ رونے لگیں۔ چادر اوڑھ کر سجدہ میں گر پڑیں سجدہ میں آپ نے رو کر کہا: "الٰہی تیرے سوا کون ہے؟ جو میری سفارش کرے؟"

حضور مسجد میں داخل ہونے والے تھے کہ جبریل حاضر ہو گئے۔ آپ کا دایاں پاؤں مسجد میں اور بایاں ابھی باہر تھا کہ جبریل نے حضور کا دامن پکڑ کر کہا۔:

"یا رسول اللہ! آپ مسجد میں داخل نہیں ہوں گے۔"

"آخر کیوں؟"

حضور نے پوچھا تو جبرئیل نے عرض کیا کہ اللہ فرما رہا ہے:

"میری باندی مٹی پر گری سجدے کر رہی ہے۔ مجھے جلال و جبروت کی قسم! جب تک آپ اس کی دلجوئی نہ کریں گے، مسجد میں داخل نہیں ہوں گے۔"

حضور فوراً گھر آئے۔ حضرت عائشہ نے حضور کی آہٹ محسوس کی تو مکان کے ایک

کونہ میں بیٹھ گئیں۔ حضور چارپائی پر بیٹھ گئے۔ حضرت عائشہ بات کرنے سے کترا رہی تھیں۔

جبرئیل پھر آ گئے اور کہا:

"جفا کے سلسلہ میں نوح اور لوط کی بیویاں ہیں اور وفا کے سلسلہ میں فرعون کی بیوی آسیہ!"

حضرت عائشہ فوراً اُٹھ کھڑی ہوئیں۔ حضور کے قدموں میں بیٹھ گئیں۔ ساق مبارک کو تھام کر بولیں۔:

"مجھے معاف فرمائیے۔ یوں جان لیجئے کہ میں ابھی مسلمان ہوئی ہوں۔ مجھ پر کرم فرمائیے"

یہ سن کر حضور مسکرائے اور راضی ہو گئے۔

جبریل امین جنت سے حلوے کا طباق لے کر پھر حاضر ہو گئے اور کہا کہ خدا نے فرمایا ہے: "صلح ہم نے کرائی ہے، مٹھائی بھی ہمارے ذمہ ہے؛ لیجئے تناول فرمائیے۔"

مقدس جوڑے نے حلوہ کھایا۔ وہ صلح کی خوشی میں ایک دوسرے کے منہ میں لقمے ڈالتے رہے۔ صرف دو لقمے باقی رہ گئے تھے کہ دروازہ پر دستک ہوئی۔ حضور نے فرمایا:

"حمیرا! آنے والے یقیناً ابوبکر ہیں۔ یہ لقمے ان کا حصہ ہیں۔"

حضرت ابوبکر حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا:

"ہم دونوں میں ناراضگی ہو گئی تھی۔ اللہ نے ثالث بن کر صلح کرادی ہے۔ جنت سے شیرینی بھیجی ہے جو ہم کھا چکے ہیں۔ دو لقمے باقی رہ گئے ہیں جو تمہارا حصہ ہیں۔"

حضرت ابوبکر نے لقمے لیے۔ ایک لقمہ حضور کے منہ میں اور دوسرا عائشہ کے منہ میں ڈال کر کہا:

"میری زندگی تو آپ کی خوشیوں میں ہے۔"

Scanned with CamScanner

معجزہ

لینے کے دینے پڑ گئے

روایت ہے کہ کفارِ مکہ حضور کے قتل کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ اچانک ابلیس لعین آگیا اور بولا:

"محمد کا نگہبان خدا ہے۔ تم اس کو قتل نہیں کر سکتے۔ البتہ میں تجھے ایک تجویز دوں گا۔"

ابلیس پھر ابوجہل سے مخاطب ہوا:

"تم اپنے بُت کو محمد کے روبرو رکھ کر سجدہ کرو۔ ہوسکتا ہے تمہارا بُت محمد کے بارے میں اظہارِ خیال کرے۔ یہ بات محمد کے لیے قتل سے بھی زیادہ اذیت ناک ہو گی۔"

ابوجہل کا بُت جواہرات سے مرصع تھا۔ اس نے بت اٹھایا اور حضور کے سامنے رکھ دیا۔ اس وقت آپ حرم شریف میں تشریف فرما تھے۔ ابوجہل نے بت کو سجدہ کر کے کہا:

"میرے معبود! میں تمہاری عبادت کرتا ہوں اور محمد تمہاری تکذیب کرتا ہے۔ تم محمد کی توہین کر کے مجھے مسرور کرو۔"

بُت حرکت میں آگیا اس نے حضور کو گالیاں بکیں۔ آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ آپ کے شانۂ اقدس سے چادر گر پڑی۔ آپ حزن و ملال میں اٹھے اور خدیجہ کے گھر آ کر اندر سے دروازہ بند کر لیا۔

تھوڑی دیر گذری تھی کہ دروازہ پر دستک ہوئی۔ دروازہ کھولا گیا تو ایک اجنبی جوان اندر آگیا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر حضرت خدیجہ گھبرا گئیں۔ جوان نے حضور کو سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا:

"آپ کون ہیں؟"

"جن ہوں یارسول اللہ!"

"آپ میں کتنی طاقت ہے؟"

"پہاڑوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک سکتا ہوں۔"

"اس وقت کہاں سے آ رہے ہیں؟"

"سات سمندر پار ایک جزیرہ میں تھا۔ جبریل نے آ کر مجھ سے کہا کہ فلاں شیطان کو قتل کر دو۔ اس نے ابوجہل کے بُت میں داخل ہو کر ہمارے آقا کو گالیاں بکی ہیں۔"

اپنی داستان بیان کرتے ہوئے اجنبی نے کہا:

"یارسول اللہ! جبریل نے مجھے تلوار دی ہے۔ میں فوراً مکہ آیا۔ مطلوبہ شیطان مکہ میں نہیں تھا۔ میں نے اسے ارضِ رابعہ میں دیکھا تو قتل کر دیا ــــ اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں۔"

حضور نے جن کی بات سن کر اس کے حق میں دعا فرمائی اور کہا:

"میں مشکلات میں اللہ سے مدد لیا کرتا ہوں۔ اب آپ تشریف لے جائیے!"

"لیکن میری ایک خواہش ہے۔ حضور!"

"کیا خواہش ہے؟"

"آپ کل پھر حرم میں تشریف لے جائیے گا۔ ابوجہل بُت لے کر پھر آئے گا۔"

حضور نے جن سے ہامی بھر لی۔

دوسرے روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حرم میں تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق بھی تھے۔ ناگاہ ابوجہل بت لیے آدھمکا۔ اس نے بت کو حضور کے سامنے رکھا، اس کے آگے سر جھکایا اور سجدہ میں ——— گر پڑا اور ہاتھ جوڑ کر بولا کہ کل کی طرح آج بھی محمد کی گالیوں سے تو اضع کر د۔ بت میں حرکت ہوئی پھر آواز آئی۔:

"لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ میں جھوٹا معبود ہوں، نہ نفع پر قادر ہوں اور نہ ہی نقصان پر۔ خدا کو چھوڑ کر میری عبادت کرنے والے کے لیے جہنم کا دردناک عذاب ہے۔"

ابوجہل غصہ سے اٹھا اور بت کو اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ بُت ٹوٹ پھوٹ گیا تو ابوجہل نے کہا:

"محمد نے میرے بُت پر جادو کر دیا ہے۔"

○

معجزہ

طَابَ طَابَ وماذ ماذ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن جبریل حضور کی خدمت میں اس طرح حاضر ہوئے کہ ان کے چو نبیس پر تھے اور پنڈلیاں زعفرانی تھیں۔ جبریل نے سلام عرض کیا تو حضور نے فرمایا:

"آج کس روپ میں آئے ہیں آپ؟"

"لیلۃ القدر اور یوم عرفہ کو اسی روپ میں آیا کرتا ہوں۔ آج یوم عرفہ ہے۔"

جبریل نے حضور سے پھر عرض کیا:

"اہلِ زمین کی جانب آپ کو اللہ نے تبلیغ کے لیے روانہ فرمایا ہے۔ یہاں سے قریب طائف نامی ایک شہر ہے۔ جہاں پانچ سو بت ہیں۔ شہر والے خدا کے سوا بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔"

ابن عباس کہتے ہیں کہ اسی وقت حضور طائف کے لیے روانہ ہو گئے۔

حضور کے ساتھ صحابہ کی کثیر جماعت تھی۔ جب ہم مکہ اور طائف کے درمیان ایک گھاٹی تک پہنچے تو ہمیں ایک بوڑھا نظر آیا جس نے عصا کا سہارا لے رکھا تھا۔ وہ اہلِ طائف کا جاسوس تھا۔ اس نے جب یہ دیکھا کہ ہماری جماعت میں پیر و جوان اور خورد و کلاں سبھی حضور کے چاکر ہیں تو بوڑھا تعجب میں پڑ گیا۔ بوڑھے نے ہم سے کہا:

"اے قوم! تم سب کے سب ایک جوان کی تعظیم و توقیر کر رہے ہو۔ معلوم ہوتا

ہے کہ ارضِ تہامہ کا یہ وہی گمراہ ہے جو کہتا ہے کہ میں محمد رسول اللہ ہوں۔"

بوڑھے کی بات حضور نے بھی سن لی، آپ مسکرائے اور فرمایا:

"میں گمراہ ہرگز نہیں ہوں۔ میں تو اللہ کا رسول اور صاحبِ قرآن ہوں۔ اہلِ طائف کو توحید کی دعوت دینے جا رہا ہوں۔

بوڑھا پاگلوں کی طرح قہقہہ لگا کر شہر کی جانب بھاگنے لگا۔ اس نے کانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے اور کہہ رہا تھا:

"آلِ شیبہ! اور آلِ ربیعہ! ہوشیار رہنا! تمہارا دشمن آ رہا ہے۔ وہی گمراہ جس کا نام محمد ہے۔ وہ تمہیں آباؤ اجداد کے دین سے منحرف کرنے آ رہا ہے۔ ہوشیار!"

بوڑھے کی آواز سنتے ہی باشندگانِ طائف گھروں میں داخل ہو گئے۔ ہتھیار بند ہو کر انھوں نے شہر کا دروازہ بند کر لیا۔

صحابہ سمیت حضور طائف پہنچے، شہر کا دروازہ بند تھا۔ دستک دی تو شہر والوں نے دروازہ نہ کھولا۔ صحابہ نے حضور کی آواز سے آواز ملا کر کہا:

"شہر والو! لآ الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لو۔"

"ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔"

شہریوں کی آواز آئی۔ آپ نے دروازہ پر بیس روز تک قیام فرمایا۔ اکیسویں دن طائف کے لوگ سارا دن پتھر پھینکتے رہے۔ بائیسویں دن اہلِ طائف نے کہا:

"جوان! اگر تم مال چاہتے ہو تو ہم دینے کے لیے تیار ہیں، لیکن ہماری خلاصی کرو۔"

"مجھے مال کی ضرورت نہیں ہے میری ایک ہی درخواست ہے کہ لآ الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لے آؤ۔"

"جوان! تجھے مال کی ضرورت نہیں ہے اور ہمیں تمہارے کلمہ کی حاجت نہیں۔"

شہریوں کا جواب آیا۔

تیئیسویں دن کافر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس شخص نے ہمارا راستہ بند کر رکھا ہے۔ نہ تو ہم کھلے بندوں تجارت کر سکتے ہیں اور نہ ہی شہر سے باہر جا سکتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ دروازہ کھول کر ہم اس سے مذاکرات کرتے ہیں۔ وہ آپس میں یہ مشورہ کر رہے تھے کہ ایک نوجوان لڑکی اٹھی۔ وہ حاکم شہر کی بیٹی تھی اور تورات، زبور اور انجیل کی عالمہ تھی۔ اس نے شہریوں سے پوچھا:

"تمہارا ارادہ کیا ہے؟"

"ہم دروازہ کھول کر مذاکرات کے بہانہ محمد کو شہید کر دیں گے۔"

"وہ تم سے کیا چاہتا ہے؟"

"اس کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہے۔ وہ ہم سے تقاضا کر رہا ہے کہ ہم اس پر ایمان لے آئیں۔ اور اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں۔"

"میں تمہاری جانب سے نمائندہ بن کر اس کے پاس جاتی ہوں۔ وہ عربی ہے۔ ظاہر ہے کہ نہ تو وہ عبرانی جانتا ہو گا اور نہ ہی سریانی۔ اگر وہ نبی ہو گا تو ان زبانوں کو ضرور جانتا ہو گا۔ اگر وہ میرے سوالوں کا جواب نہ دے سکا تو اپنے پیروکاروں کے سامنے شرمندہ ہو کر واپس چلا جائے گا۔"

شہر والوں نے حاکم کی بیٹی کو اجازت دے دی کہ وہ جا کر مذاکرات کرے۔

لڑکی بہت خوبصورت تھی۔ اس نے لباسِ فاخرہ پہنا۔ اس کا ایک سونے کا بُت تھا۔ جس کی آنکھیں یاقوت کی تھیں۔ لڑکی اپنا بت لے کر اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئی۔ جب وہ حضور کے پاس آئی تو آپ نے نگاہیں پھیر لیں۔ لڑکی نے کہا:

"آپ لطیف و شریف اور حسین و جمیل انسان ہیں۔ آپ نے میری طرف سے

چہرہ کیوں پھیر لیا ہے ؟"

"جب تک تمہارے پاس بُت ہیں، نہ تو تمہاری طرف دیکھوں گا اور نہ ہی بات کروں گا۔"

یہ سنتے ہی لڑکی نے اپنا بُت پھینک دیا۔ حضور نے لڑکی سے قریب ہو کر فرمایا:

"یہاں بیٹھو بیٹی!"

"آپ تشریف رکھیئے۔ آپ کا زیادہ حق ہے۔"

لڑکی کا جواب سن کر حضور نے صحابہ سے کہا کہ لڑکی سلیم الفطرت اور کامل العقل ہے یہ ایمان لے آئے گی۔ لڑکی نے حضور سے کہا:

"سچ سچ بتائیے کہ آپ کون ہیں ؟"

"میں محمد ہوں۔ رسول اللہ ہوں اور صاحب قرآن ہوں۔"

یہ سنتے ہی لڑکی اتنے زور سے ہنسی کہ اس کی آواز طائف والوں نے سنی۔ اس پر حضور نے فرمایا:

"بیٹی! تم نے کیا عجیب بات دیکھی ہے جو اتنے زور سے ہنسنے لگی ہو ؟"

"کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ آپ جیسا صبیح و ملیح اور شیریں کلام جھوٹ بول رہا ہے ؟"

"نہیں بیٹی! میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں۔ میں تو جھوٹ اور جھوٹوں سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں ـــــ تم یہ بتاؤ بیٹی! کہ تمہارے پاس کونسی شناخت ہے؟ جس کی وجہ سے تم میری نبوت سے انکار کر رہی ہو ؟"

"ہاں! میں شناخت رکھتی ہوں۔ اگر آپ نبی آخر الزمان ہیں تو آپ کو زبور میں مذکور اپنا نام اور اس کے معنی ضرور آتے ہوں گے۔ بتائیے کہ وہ نام کیا ہیں؟ اور ان کے معنی کیا ؟"

"زبور میں میرا ایک نام ہے الماحی جس کے معنی ہیں باطل کو مٹانے والا۔ دوسرا نام ہے احمد ـــــ جس کا معنی ہے جہنم سے بچانے والا۔"

"بہت خوب، اچھا یہ بتائیے کہ تورات میں دو حرف ہیں مَاذْ مَاذْ۔ ان کا کیا معنی ہے؟"

"ان کا معنی ہے احمد و محمود آسمان میں میرا نام احمد بن عبداللہ ہے اور زمین میں محمد بن عبداللہ۔"

"دو حرف اور بھی ہیں طَابْ طَابْ ان کا کیا معنی ہے ؟"

"میں اطیب الطیب ہوں۔ جس قوم میں میرا نام پکارا جائے گا وہ انکساری ہو گی۔"

"انجیل میں ایک لفظ ہے فارقلیط ـــــ اس کا کیا معنی ہے؟"

"اس کا معنی ہے حق اور باطل میں فرق کرنے والا۔ وہ میں ہی تو ہوں جو معبودانِ باطل اور معبودِ برحق میں فرق کر رہا ہوں۔"

حضور کی وضاحتیں سن کر لڑکی نے کہا:

ہمارے پاس نبی آخر الزمان کی شناخت یہ بھی ہے کہ جب حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے تھے تو آپ نے فرمایا تھا کہ میں اپنے رب کے پاس جا رہا ہوں اور یہ کہ میرے بعد رسولِ عربی آئے گا جس کے ماں باپ انتقال کر جائیں گے اور وہ یتیم رہ جائے گا۔ اس کے امتی خدا کی حمد کریں گے۔ جب وہ نماز پڑھیں گے تو فرشتوں کی طرح صفیں باندھیں گے۔ اس نبی کے صحابہ کافروں پر شدید اور آپس میں رحیم ہوں گے۔ کیا یہ باتیں آپ میں اور آپ کی امت میں پائی جاتی ہیں ؟"

"بیٹی! تو نے سچ کہا ہے۔ میں وہی نبی ہوں۔ یہ ہیں میرے صحابہ جن میں یہ تمام اوصاف موجود ہیں۔"

"اے خوش خصال! تیرا لباس اور شمائل و خصائل بے شک پیمبرانہ ہیں لیکن ایک علامت ابھی باقی ہے۔ اگر آپ میں موجود ہوئی تو کوئی شک نہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔"

"وہ علامت کون سی ہے؟"

"اپنی پشت دکھائیے۔"

لڑکی کے کہنے پر آپ نے پشت مبارک ظاہر فرمائی جس پر مہرِ نبوّت چمک رہی تھی۔ لڑکی مُہرِ نبوّت دیکھ کر جھک گئی اور بولی:

اشهد ان لآ اله الا الله و اشهد ان محمد ارسول الله۔

اس نے اپنا بُت زمین پر دے مارا۔ بت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

اسلام قبول کر لینے کے بعد لڑکی نے طائف کی طرف منہ کیا اور زور زور سے کہنے لگی:

"آلِ شیبہ! اور آلِ ربیعہ! اسلام قبول کر لو۔ نارِ جہنم سے بچ جاؤ گے۔"

لڑکی کے چار بھائی تھے۔ باپ نے بیٹوں کو بُلا کر کہا کہ تمہاری بہن گمراہ ہو گئی ہے۔ تمہیں اجازت ہے کہ اس کے ساتھ جیسا جی چاہے سلوک کرو۔ لڑکی کے بھائی غضبناک ہو کر آئے اور بہن سے کہا:

"ہم تمہاری زبان کاٹ ڈالیں گے۔"

"پروا نہیں۔ میں ربِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان چکی ہوں۔"

"تجھ پر خونخوار کُتے چھوڑ دیں گے۔ وہ تیری تکا بوٹی کر ڈالیں گے۔"

"میں جہنم کے کُتوں سے تو بچ گئی ہوں۔ اب دنیا کے کُتوں کا مجھے کچھ خوف نہیں۔"

"ہم تجھے جلا کر بھسم کر دیں گے اور تیری راکھ سمندر میں بہا دیں گے۔"

"اللہ قادر کریم ہے۔ میرے اجزا کو مجتمع کر کے وہ مجھے جنّت میں بھیج دے گا۔"

"ہم تجھے پہاڑ سے نیچے گرا دیں گے۔ تم مر جاؤ گی اور ہماری جان چھوٹ جائے گی۔"

"تو سنو! میں دامانِ محمد تھام چکی ہوں۔ اب میں کسی سزا اور کسی بھی ایذا سے نہیں ڈرتی۔"

بھائیوں نے مایوس ہو کر باپ سے کہا کہ محمد کا جادو اس کی رگ رگ میں اُتر چکا ہے۔ باپ نے بیٹی کو زنّاٹے دار طمانچہ مارا اور کہا:

"گستاخ! محمد کا انکار کیوں نہیں کرتی؟"

"صرف ایک طمانچہ سے آپ میرے خیالات کو نہیں بدل سکتے۔"

"میں تجھے آگ میں جلا ڈالوں گا۔"

"ابّا! آگ کی حرارت عارضی ہو گی جہنم کی تپش دائمی ہے۔"

باپ غصہ سے پاگل ہو رہا تھا۔ اس نے عمائدینِ شہر کو بلا کر لڑکی کا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا۔ لڑکی درد سے چلّا اٹھی تو باپ نے کہا کہ محمد کا انکار کر دو۔ لڑکی نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ انھوں نے دوسرا ہاتھ بھی کاٹ ڈالا۔ لڑکی پھر بھی اسلام سے برگشتہ نہ ہوئی، پھر ایک پاؤں کاٹا، دوسرا کاٹا، آنکھیں نکالیں —— کافر اس کے اعضا کاٹ رہے تھے اور وہ کہہ رہی تھی کہ جو رضائے الٰہی کا طلب گار ہو گیا، اس کے لیے جسمانی ایذا کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ کافر اس کے جسم کو چھلنی کیے جا رہے تھے اور وہ محمد محمد کا ورد کر رہی تھی۔ لڑکی کے جسم سے خون کی آخری بوند تک نہ نکلی تو اس کی روح جنت کو پرواز کر گئی۔ کافروں نے لڑکی کے عُریاں اعضا حضور کی طرف پھینک دیے۔ حضور رونے لگے۔ صحابہ کی چیخیں نکل گئیں حتیٰ کہ آسمان پر فرشتے بھی رونے لگے۔ حضور نے اپنے شانۂ اقدس سے چادر اُتار کر لڑکی کے اعضا کو اس میں لپیٹ دیا۔ اور جنازہ

پڑھ کر دفن کر دیا۔ پھر صحابہ سے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں روحِ محمد ہے۔ دُنیا سے جُدا ہوتے ہی اس نے جنت میں اپنا مکان دیکھ لیا تھا۔ اس کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اس لڑکی پر اللہ کی رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔

ابھی لڑکی کو دفن کیا جا رہا تھا کہ اہلِ طائف نے ایک حبشی غلام کی برہنہ لاش پھینک دی اس کو بھی لڑکی کی طرح اذیت ناک طریقہ سے قتل کیا گیا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ جو شخص اس پر پردہ ڈالے گا خدا قیامت کے دن اس پر پردہ ڈالے گا۔ حضرت ابوبکر نے فوراً اپنی چادر پھینک دی جس میں حبشی کے اعضاء کو لپیٹ دیا گیا۔ حضور نے حبشی کا جنازہ نہ پڑھا اور فرمایا کہ اس کے ایمان کی تصدیق نہیں ہوئی۔ جبریل ستر ہزار فرشتوں کے ہمراہ حاضر ہو گئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یہ ایمان لا چکا تھا۔ اس پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے تھے۔ آپ نے حبشی کو بھی جنازہ کے بعد دفن کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے مغرب کی نماز ادا فرمائی۔

دوسرے دن جبریل نے حاضر ہو کر کہا: یارسول اللہ! اہلِ طائف نے آپ کے قتل پر اتفاق کر رکھا ہے۔ ان کے پاس سیکڑوں خونخوار کتے ہیں۔ ان کا ارادہ ہے کہ وہ ان کتوں کو آپ پر اور آپ کے صحابہ پر چھوڑ دیں گے۔ حضور طائف میں داخل ہوئے تو کتوں کو دیکھ کر صحابہ گھبرانے لگے۔ حضور نے لاحول پڑھی۔ طائف والوں نے کتوں کی زنجیریں کھول دیں اور بولے کہ محمد اور اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چیر ڈالو معاذاللہ۔ حضور نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا:

"ارض و سمٰوٰت کے معبود! آدم و حوّا کے پروردگار! شیث و یونس اور موسیٰ

و ابراہیم کے مولیٰ!

"تجھے ماہِ رمضان، یومِ عاشورہ، یومِ عرفہ اور یومِ جمعہ کا واسطہ، کتوں کے منہ ہم سے پھیر دے"

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دعا کے بعد ہم نے دیکھا کہ تمام کتے اپنے منہ خاک میں ملنے لگے، پھر ہمارے پاس آکر وہ اپنی اپنی دُم ہلانے لگے۔ حضور نے فرمایا:

"کتو! طائف والوں پر ٹوٹ پڑو۔"

کتوں نے اہلِ طائف پر اس شدت سے حملہ کیا کہ ان کے اوسان خطا ہو گئے۔ کتوں نے ان کے لباس اور جسم چیر ڈالے۔ طائف والے اس بلائے ناگہانی سے اتنا ڈر گئے کہ انھوں نے طائف سے بھاگنا شروع کر دیا۔ طائف میں بتوں کے علاوہ کوئی شخص نہ رہا۔ سارا شہر خالی پڑا تھا۔

حضور نے بتوں کو توڑنا شروع کر دیا۔ سب سے بڑے بُت کو آپ نے اس زور سے مارا کہ وہ اوندھے منہ گر پڑا۔ اچانک طائف والے واپس آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں پتھر تھے۔ وہ حضور کو پتھر مارنے لگے۔ کسی نے چہرہ پر پتھر مارا تو کسی نے سینۂ اقدس پر۔ کسی کا پتھر سر پر لگا تو کسی کا پشت پر۔ حضور کے جسمِ اطہر سے خون جاری ہو گیا۔ ایک سیاہ فام حبشی نے حضور کی پیشانی پر اونٹ کی پنڈلی کی ہڈی ماری جس سے پیشانی مبارک پر گہرا زخم ہو گیا آپ کا چہرہ اور ریش مبارک خون آلود ہو گئی۔ آپ پر ضعف طاری ہو گیا۔ آپ کو سخت پیاس لگی تو صحابہ سے پانی طلب فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ حضور اس وقت پانی میسر نہیں ہے۔ حضور نے ایک چٹان پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ الٰہی! تیرا بندہ سخت پیاسا ہے۔ ہمیں پانی سے سیراب فرما۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ اسی لمحہ حضور کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ بہ نکلا۔ پانی دودھ

سے زیادہ سفید اور شہد سے بڑھ کر زیادہ شیریں تھا۔ حضور نے چلو بھر کر پانی پیا پھر وضو فرمایا ہی تھا کہ پانچ فرشتے حاضر ہو گئے ——— ہوا کا فرشتہ، پانی کا فرشتہ، سورج کا فرشتہ اور جبرئیل و میکائیل۔ سورج کے فرشتہ نے عرض کیا کہ حکم ہو تو آفتاب کی حرارت سے ان کے دماغ اُبال باہر کر دوں۔ ہُوا کے فرشتہ نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو طوفانی باد سے اہل طائف کو تنکوں کی طرح اڑا دوں۔ پانی کے فرشتہ نے طوفان کی اجازت چاہی۔ پھر جبرئیل و میکائیل ہیبت ناک صورتوں میں ظاہر ہوئے۔ حضور نے جبرئیل سے فرمایا کہ پہلے تو اس صورت کبھی نہ آئے تھے۔ جبریل نے رو کر عرض کیا عذاب کے وقت میں اسی صورت میں آیا کرتا ہوں۔ اس وقت رب العرش اور سمٰوٰت کے فرشتے سخت غصہ میں ہیں۔ سیاہ فام حبشی نے آپ کے ساتھ انتہائی گستاخانہ اور مجرمانہ سلوک کیا ہے۔ حضور نے جبریل سے دریافت فرمایا کہ تم اہل طائف سے کیا سلوک کرنے والے ہو؟ جبریل نے عرض کیا کہ اپنا دایاں پَر مار کر طائف کی زمین کو اتنی بلندیوں تک لے جاؤں گا کہ ان کے کتوں کی آوازیں اور مرغوں کی اذانیں آسمان کے ملائکہ سن لیں گے۔ طائف کو آسمان تک لے جا کر زمین پر دے ماروں گا۔ یہ سن کر حضور رونے لگے اور فرمایا کہ جبریل! اللہ نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے، عذاب بنا کر نہیں۔ ابھی رُک جاؤ جبریل!

حضور نے فرمایا کہ ظہر کی اذان کہی جائے۔ اذان ہوئی۔ اذان کے بعد حضور نے اپنا سر مقدس آسمان کی طرف اٹھا کر کہا:

"الٰہی! آدم و ابراہیم کی عزت کا صدقہ! موسیٰ و عیسیٰ کی غیرت کا واسطہ!
مولیٰ! تجھے انجیل، زبور، تورات اور قرآن کا واسطہ! بارِ الٰہا! رمضان،
عیدین اور یوم عرفہ کا صدقہ! اہل طائف کو ایمان کی دولت نصیب فرما! انھوں
نے جو کچھ کیا ہے لاعلمی میں کیا ہے۔"

ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ ہم نے ظہر کی نماز اس طرح ادا کی کہ طائف کے باشندے صفوں میں ہمارے ساتھ کھڑے تھے۔ ہم سب نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی۔ اہل طائف نے حضور کے کمالات اور معجزات کا مشاہدہ کیا تو بالآخر وہ اللہ اور رسول پر ایمان لے آئے۔

حضور طائف سے مکہ لوٹے تو بہت مسرور تھے۔

Scanned with CamScanner

معجزہ

ان کے دشمن پر لعنت خدا کی

روایت ہے کہ عقبہ تجارت کے سفر سے واپس آیا تو اس نے ایک بہت بڑی ضیافت کا اہتمام کیا۔ اس نے مکہ کے تمام رؤساء کو بلایا۔ عقبہ حضور کا پڑوسی تھا اس لیے آپ کو بھی دعوت دی گئی۔ آپ نے عقبہ سے فرمایا کہ جب تک تو کلمۂ شہادت نہ پڑھ لے گا میں تیری دعوت نہیں کھاؤں گا۔ عقبہ نے کلمہ پڑھ لیا۔ یہ خبر اڑتی اڑتی ابی بن خلف تک پہنچی۔ وہ عقبہ کا گہرا دوست تھا۔ ابی بن خلف نے غصہ سے کہا:

"میں نے سنا ہے کہ تو نے آباء کے دین سے منحرف ہو کر محمد کا کلمہ پڑھ لیا ہے۔ یہ درست ہے کیا؟"

"چھوڑ یار! میں نے دل سے نہیں بلکہ صرف زبان سے پڑھا تھا۔ میں اگر ایسا نہ کرتا تو وہ میری دعوت میں شریک نہ ہوتا۔ اور یہ بات میرے لیے باعث عار تھی کیونکہ وہ میرا پڑوسی ہے۔"

"تمہاری وضاحت سے میں مطمئن نہیں ہوا ہوں۔ میرے دل میں ابھی تک شبہات باقی ہیں۔ میرا شبہ اسی صورت میں دور ہو سکتا ہے کہ تم محمد کے منہ پر تھوک ڈالو۔ معاذ اللہ!"

ابی بن خلف کی یہ بات سن کر عقبہ نے کہا:

"چلو یونہی سہی۔"

حضور مسجد حرام میں تشریف فرما تھے۔ عقبہ نے حضور کے رُخِ انور پر تھوکا تو اس

کا تھوک شعلہ بن کر اسی کے منہ پر آ گرا۔ عقبہ کا رخسار جل گیا۔ یہ نشان عمر بھر اس کے رخسار پر موجود رہا۔ حضور نے عقبہ سے فرمایا:

"میں دیکھ رہا ہوں کہ تم مکہ سے باہر ہو اور تمہارا سر تلوار پر لٹک رہا ہے۔"

حضور کی پیشگوئی اس دن پوری ہو گئی جس دن وہ بدر میں شامل ہوا اور اس کا سر حضرت علی کی تلوار پر لٹک رہا تھا۔

معجزہ

جسے اللہ رکھے

روایت ہے کہ جب حضور غزوۂ بنی محارب کے لیے مدینہ سے نکلے تو ایک وادی میں اترے جہاں دشمن کا نام ونشان تک نہ تھا۔ صحابہ نے اسلحہ اُتار دیا۔ حضور رفع حاجت کے لیے تشریف لے جانا چاہتے تھے۔ آپ نے بھی اسلحہ اتارا اور بہت دُور تک چلے گئے۔ اس وقت بارش ہو رہی تھی اور صحابہ آپ کے حال سے بے خبر تھے۔

غورث بن الحارث ایک پہاڑ پر تھا۔ ناگاہ اسکی نظر حضور پر پڑ گئی۔ وہ دل میں کہنے لگا کہ اگر آج بھی محمد کو قتل نہ کر سکوں تو خدا مجھے ہلاک کر ڈالے۔ اسنے تلوار تھامی۔ نیچے اُترا اور آناً فاناً حضور کے سامنے آ کھڑا ہوا اس نے تلوار سونت کر کہا:

"بتاؤ! آج تمہیں کون بچا سکتا ہے؟"

"اللہ!"

"حضور نے اللہ کا نام ہی لیا تھا کہ غورث منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی جسے حضور نے تھام کر فرمایا:

"غورث! اب تمہیں کون بچا سکتا ہے؟"

"کوئی نہیں۔"

"غورث نے مایوسی سے کہا تو حضور نے فرمایا:

"کلمہ پڑھ لو تو تمہاری تلوار تمہیں واپس کر دوں گا۔"

"نہیں کلمہ نہیں پڑھوں گا۔ البتہ یہ وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسی حرکت نہیں کرونگا

اور نہ ہی آپ کے خلاف کسی کی مدد کروں گا۔"

حضور نے غورث کی تلوار واپس کر دی تو غورث نے کہا "یا محمد! آپ مجھ سے بہتر ہیں۔"

غورث دوستوں کے پاس گیا تو انھوں نے کہا:

"تم محمد کے قتل سے کیوں رک گئے تھے؟"

"میں نے ان پر وار کرنا چاہا تھا لیکن نہ جانے وہ کون سی طاقت تھی جس نے مجھے کندھوں سے پکڑ کر نیچے دبا دیا۔ میں تو منہ کے بل گر پڑا تھا۔"

غورث نے باقی واقعہ دوستوں کو سنایا۔ ادھر بارش رک گئی تو حضور وادی طے کر کے صحابہ کے پاس تشریف لائے اور انھیں سارا واقعہ بیان فرمایا۔

Scanned with CamScanner

معجزہ

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے

حضرت ابن عباس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ عامر بن طفیل اور اربد بن ربیعہ حضور کی خدمت میں آئے۔ حضور صحابہ کی جماعت کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ عامر اور اربد مسجد میں داخل ہو گئے۔ عامر ایک آنکھ سے کانا تھا لیکن اس کے باوجود حسن و جمال میں اپنی مثال آپ تھا۔ ایک شخص نے تعارف کرایا اور حضور سے کہا کہ آپ کی خدمت عامر بن طفیل حاضر ہوا ہے۔ حضور نے عامر کو قریب بلایا۔ وہ آپ کے پاس کھڑا ہو گیا اور بولا:

"یا محمد! اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو کیا آپ اپنے بعد مجھے مسلمانوں کا امیر بنا دیں گے۔"

"اس کا دار و مدار اللہ پر ہے وہ جسے چاہے گا مسلمانوں کا امیر بنائے گا۔"

"اگر یہ ممکن نہیں تو چلئے ایسا کریں کہ مجھے بستیوں پر عامل مقرر کر کے شہروں میں اعلان کر دیں۔"

"یہ بھی ممکن نہیں ہے۔"

"تو ذرا باہر تشریف لائیے میں آپ سے ایک خاص بات کرنا چاہتا ہوں۔"

حضور اُٹھے اور عامر کے ساتھ باہر تشریف لے گئے۔

عامر نے اپنے ساتھی اربد سے پہلے ہی ایک سازش بنا رکھی تھی کہ جب میں محمد سے مصروف گفتگو ہو جاؤں گا تو تم نظر بچا کر اس کی پیٹھ کی جانب ہو جانا اور پیٹھ پر

تلوار کا وار کر کے محمد کو شہید کر دینا۔ معاذ اللہ!

عامر باتوں باتوں میں حضور سے الجھ پڑا۔ اربد نے حضور کی پشت مبارک پر تلوار کا وار کرنا چاہا لیکن اللہ نے اس کے بازوؤں سے قوت سلب کر لی اور وہ تلوار اٹھانے کے قابل ہی نہ رہا۔ عامر نے اس کو اشارے سے کہا کہ اپنا کام کرو۔ اس کے اشارے کو بھانپ کر حضور فوراً پشت کی جانب مڑ گئے تو دیکھا کہ اربد کا ہاتھ تلوار کے قبضہ میں ہے۔

حضور نے فرمایا کہ مولیٰ! ان کے حق میں اپنا فیصلہ صادر فرما۔ اللہ نے اسی لمحہ اربد پر آسمانی بجلی گرا کر اسے بھسم کر دیا۔ عامر وہاں سے بھاگ نکلا۔ وہ بھاگتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ میں آپ سے اربد بن ربیعہ کے خون کا بدلہ ضرور لوں گا۔ حضور نے فرمایا کہ خدا تمہیں اتنی مہلت ہی نہیں دے گا۔

عامر اوس و خزرج کے قبائل کی جانب گیا۔ راستے میں اس نے رات ایک سلولی عورت کے ہاں گزاری۔ صبح اٹھا، ہتھیار بند ہوا اور صحرا میں گھوڑا دوڑانے لگا۔ وہ یہ کہہ رہا تھا "ہمارا لات" محمد و اصحاب محمد کے قتل پر ملک الموت کو آمادہ کر لے گا۔"

اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس پر ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ نے عامر کو پَر مارا تو وہ مٹی پر تڑپنے لگا اور ذلت کی موت مر گیا۔

معجزہ

منکر کو غیبی سزا

حضرت حسن سے روایت ہے کہ ملوک عرب میں سے ایک بادشاہ کے پاس حضور نے ایک وفد روانہ فرمایا تاکہ بادشاہ کو اسلام کی دعوت دی جائے۔ جب اس کے سامنے اسلام پیش کیا گیا تو بادشاہ نے کہا "پہلے یہ تو بتائیے کہ ربّ محمد سونے چاندی کا ہے یا لوہے کا بنا ہوا ہے؟" اس کی گستاخی صحابہ پر بہت ناگوار گذری۔ انھوں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ "ہم نے آج تک ایسا بدباطن کافر نہیں دیکھا" حضور نے فرمایا کہ جائیے اور اسے اسلام کی دعوت دوبارہ دیجئے۔ صحابہ نے اسے دوبارہ دعوتِ اسلام دی تو اس نے پہلے کی طرح پھر وہی بے ہودہ گوئی کی۔ اس نے کہا "محمّد ہمیں اس رب کی طرف بلاتا ہے جسے نہ تو ہم جانتے ہیں اور نہ ہی اسے دیکھ سکتے ہیں؟" صحابہ پھر واپس آ گئے۔ انھوں نے حضور سے عرض کیا کہ اس نے پہلے سے بھی زیادہ گستاخانہ باتیں کی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ تیسری دفعہ جائیے اور اسے پھر اسلام کی دعوت دیجئے اگر اس دفعہ بھی اس نے بے ہودگی کی تو اللہ تعالیٰ غضب ناک ہو کر اسے ہلاک کر دے گا۔ اس دفعہ صحابہ نے اس کے ساتھ باقاعدہ بحث کرتے ہوئے اسلام کی دعوت دی لیکن وہ گستاخیوں سے باز نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر سیاہ بادل بھیجا، بجلی کڑکی اس پر گری اور وہ جل کر راکھ ہو گیا۔

صحابہ واپس آ رہے تھے کہ انھیں چند دوسرے صحابہ ملے۔ نئے صحابہ نے وفد والے صحابہ کو بادشاہ کی ہلاکت کی خبر سنائی تو وفد حیران رہ گیا کہ تمھیں کیسے معلوم ہو گیا؟ انھوں نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت بتا دیا تھا جب اس پر بجلی گرنے والی تھی۔

معجزہ

دُعائے محمّد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے روز ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ اس وقت حضور خطاب فرما رہے تھے۔ اس نے حضور سے عرض کیا:

"خشک سالی کے باعث ہمارے مویشی ہلاک ہو رہے ہیں یہاں تک کہ ہمیں اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہونے لگا ہے۔ حضور! دعا فرمائیے کہ اللہ بارش برسائے۔"

حضور نے دعا کے لیے دستِ مبارک بلند فرمائے اور عرض کیا:

"معبودِ برحق! ہمیں بارش سے سیراب فرما۔"

دعا سے پہلے مطلع بالکل صاف تھا لیکن حضور کی دعا کی دیر تھی کہ چاروں طرف سیاہ بادل امڈ آئے۔ سات دن تک بادل جھوم جھوم کر برستا رہا۔ حتیٰ کہ دوسرا جمعہ آ گیا۔ وہی شخص پھر مسجد میں داخل ہوا۔ حضور خطاب فرما رہے تھے۔ اس نے عرض کیا:

"مکانات گرنے لگے ہیں۔ سیلاب کا خطرہ ہونے لگا ہے۔ یارسول اللہ! دُعا فرمائیے کہ اللہ بارش بند فرما دے۔"

یہ سن کر حضور مسکرائے اور دعا فرمائی:

"بارِ الٰہا! ہمارے قرب و جوار میں بارش برسا۔ لیکن ہم پہ نہ برسا۔ الٰہی! بارش کو صحراؤں، ویرانوں اور وادیوں میں لے جا۔"

حضور نے دعا فرمائی تو بارش فی الفور بند ہو گئی۔

معجزہ

ابوجہل پرخوف

روایت ہے کہ ایک دن ابوجہل لعین نے کہا "آج سے اگر میں نے محمد کو نماز پڑھتے دیکھ لیا تو اپنے قدموں سے ان کی گردن کچل دوں گا۔" معاذ اللہ! ایک دن حضور نماز ادا فرما رہے تھے۔ ابوجہل کو معلوم ہوا تو وہ حضور کی جانب بھاگا۔ ابھی حضور تک پہنچا بھی نہ تھا کہ لوٹ آیا۔ اس کے چہرے کی رنگت بدلی ہوئی تھی اور جسم تھر تھر کانپ رہا تھا۔ دوستوں نے پوچھا:

"ابوالحکم! کیا بات ہوگئی؟"

"میں نے اپنے گھر اور محمد کے مابین ایک خندق دیکھی ہے جو سانپ اور اژدہوں سے بھری ہوئی ہے۔ اژدہوں نے منہ کھول رکھے ہیں اور دہشت ناک پرند بازو پھیلائے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھے ڈر لگا ہے اور میں واپس آگیا ہوں۔"

ابوجہل نے جلدی جلدی بتایا۔ ابھی تک اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔

یہ قصہ حضور تک پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ مجھ تک آنے کی جرأت کرتا تو ملائکہ اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔

معجزہ

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ

روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور نماز کے دوران سورۂ اقرا باسم ربک الذی خلق کی تلاوت فرما رہے تھے۔ اتنے میں ابوجہل آگیا اور بولا:

"کیا میں نے تجھے نماز پڑھنے سے روک نہیں رکھا ہے؟ تم نماز کیوں پڑھ رہے ہو؟"

حضور نماز میں تلاوت کرتے ہوئے جب اس مقام پر پہنچے:

فلیدع نادیہ سندع الزبانیۃ اب پکارے اپنی مجلس کو۔ ہم ابھی سپاہیوں کو بلاتے ہیں"

تو ابوجہل نے یہ سن کر کہا:

"مجھے فوج سے ڈراتے ہو؟ حالانکہ میرا جتھہ اور فوج تم سے کہیں زیادہ ہے۔ میں اپنی قوم کو ابھی بلاتا ہوں۔"

یہ کہنا تھا کہ ابوجہل کی چیخ نکل گئی۔ وہ حضور کے پاس ایک لمحہ بھی نہ ٹھہر سکا۔ اور الٹے پاؤں کافروں کی طرف بھاگ گیا۔ کافروں نے ابوجہل کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو بولے:

"محمد سے ڈر گئے ہو کیا؟"

"محمد سے تو نہیں ڈرتا۔ لیکن میں نے جب اپنی قوم کی بات کی تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے گھوڑ سواروں کا ایک لشکر میری جانب بڑھ رہا ہے۔"

ابوجہل نے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ کر یہ بات بتائی۔

معجزہ

نیّت بُری نہ تھی

روایت ہے کہ ہجرت کے چھٹے سال حضور نے مکہ کی طرف کوچ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ آپ کا دستور تھا کہ غزوہ کے لیے کوچ فرماتے ہوئے عام لوگوں کو آپ یہ نہیں بتایا کرتے تھے کہ ہمارا پڑاؤ کہاں ہوگا؛ آپ صرف خواص کو بتایا کرتے تھے۔ عوام کو صرف اتنا فرماتے تھے کہ جہاد فی سبیل اللہ کی خاطر کوچ کی تیاری کر لو۔

کوچ کی تیاریاں ہو رہی تھیں کہ مکّہ سے سارہ نامی عورت آگئی جو بڑی فنکارہ تھی۔ حضور نے اسے فرمایا:

"سارہ! مکّہ سے کیوں آئی ہو؟"

"تاکہ آپ کچھ عنایت فرمائیں؛"

"قریش تجھے کچھ نہیں دیتے؟"

"جب سے آپ نے ان کے ساتھ قتال فرمایا ہے، وہ بہت کم دیتے ہیں۔"

سارہ کی یہ بات سن کر حضور نے فرمایا کہ اسے کچھ نہ کچھ دے دیا جائے تاکہ یہ چلی جائے۔

لشکر کوچ کرنے لگا حاطب بن ابی بلتعہ نے سارہ سے کہا:

"میں تجھے لباس اور کچھ دینار دیتا ہوں۔ تم یہ کرنا کہ میرا ایک خط اہل مکہ کو پہنچا دینا۔"

عورت نے حاطب سے خط لیا اور مکہ روانہ ہو گئی۔

عورت روانہ ہو چکی تو جبریل نے حاضر ہو کر کہا کہ خط مشکوک ہے۔ حضور نے فوراً حضرت علی، زبیر اور مقداد کو فرمایا کہ دجاجہ کے باغ میں جاؤ۔ وہاں سارہ ہوگی۔ اس کے پاس جو خط ہے وہ لے آؤ۔ تینوں باغ میں پہنچے تو سارہ وہاں موجود تھی۔ انھوں نے کہا کہ خط نکالو تو سارہ نے بالائی کپڑے اتار کر ان کی جانب پھینک دیے۔ جامہ تلاشی ہوئی تو خط نہ ملا۔ جب واپس جانے لگے تو حضرت علی نے فرمایا:

"خط کی اطلاع جبریل نے دی تھی۔ یہ عورت کیا جبریل سے زیادہ سچی ہے، جب تک خط نہ ملا۔ خدا کی قسم ہے کہ میں واپس نہیں جاؤں گا۔ میں سارہ کا سر ابھی قلم کرتا ہوں۔"

حضرت علی نے تلوار سونت لی تو سارہ نے اپنے سر کے بالوں سے خط نکال کر ان کے حوالے کر دیا۔ حضور کی خدمت میں خط پڑھا گیا۔ اس میں لکھا تھا:

"حاطب بن ابی بلتعہ کی جانب سے اہلِ مکّہ کی طرف۔ جان لو کہ محمد تم پر چڑھائی کرنے والے ہیں۔ اپنے ہتھیار اٹھا لو۔"

حضرت عمر نے طیش میں آکر تلوار سونت لی اور حضور سے اجازت چاہی:

"حضور میں حاطب کا سر قلم کرنا چاہتا ہوں۔"

"رک جاؤ! عمر۔"

حضور نے حضرت عمر کو روکتے ہوئے حاطب سے فرمایا:

"حاطب! کیا یہ مناسب تھا کہ تم نے ہمارے دشمنوں کو خبردار کیا؟"

حاطب نے عرض کیا:

"حضور میرے بارے میں فیصلہ فرمانے سے پہلے میری گذارشات غور سے سن لیجیے گا۔ میں ایک غریب انسان تھا جو قریش کے سہارے زندگی گذارا کرتا تھا۔ قریش کو خط لکھنے سے میرا صرف یہ مقصد تھا کہ اگر قریش کے ہاتھوں مکّہ میں میرے

عزیز و اقارب قید ہو جائیں تو وہ ان سے بہتر سلوک کریں۔ مہاجرین و انصار کے بیشتر عزیز مکہ میں ہیں۔

حضور! میں نے یہ حرکت کفر و ارتداد کے باعث نہیں کی تھی۔ کیونکہ اسلام کے بعد میں کفر پہ ہرگز راضی نہیں ہو سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ مجھے پہلے ہی یقین کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فتح و نصرت کا وعدہ کر رکھا ہے۔"

حاطب کی گزارشات سن کر حضور نے حضرت عمر سے فرمایا:

"اسے کچھ نہ کہو۔ یہ بدر میں شامل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے حق میں فرمایا ہے کہ جو چاہے سو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔"

عین اسی وقت جبریل امین قرآن کی یہ آیت لے کر حاضر ہو گئے:

یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ

اس آیت کے نزول پر حضور نے حاطب کو معاف کر دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حاطب کو یا ایہا الذین آمنوا میں شمار فرما کر ایمان سے متصف قرار دیا تھا۔

معجزہ

آزمائش

روایت ہے کہ ایک دن صحابہ سے خطاب کے دوران حضور نے فرمایا:

"اپنے مال کی حفاظت زکوٰۃ سے کرو، مریضوں کا علاج صدقہ سے کرو اور مصائب کا سامنا دعا سے کرو۔"

ایک نصرانی وہاں سے گزر رہا تھا۔ اس نے آپ کا ارشاد سنا تو گھر جا کر اپنے سارے مال کی پوری پوری زکوٰۃ ادا کر دی۔ پھر وہ اپنے آپ سے کہنے لگا:

"محمد اگر سچے ہیں تو میرا وہ مال جو میں نے شراکت میں لگا رکھا ہے محفوظ رہے گا۔ اگر مال محفوظ رہا تو میں اسلام قبول کر لوں گا اور نقصان ہوا تو محمد کو قتل کر دوں گا۔"

نصرانی نے ایک تجارت میں حصہ ڈال رکھا تھا۔ اس کا حصہ دار تجارت کے لیے دوسرے شہر گیا ہوا تھا۔ کچھ روز بعد قافلہ والوں کا ایک خط آیا جس میں لکھا تھا کہ ڈاکوؤں نے قافلہ والوں پر حملہ کر کے تمام مال لوٹ لیا ہے۔ نصرانی نے جب یہ سنا تو کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کہا تھا کہ زکوٰۃ سے مال محفوظ کر لو۔ اس نے غصہ میں آ کر تلوار پکڑی اور حضور کو شہید کرنے کے ارادہ سے چل نکلا۔

ابھی وہ حضور تک نہیں پہنچا تھا کہ اسے حصہ دار کا خط ملا جس میں لکھا تھا:

"تم حزن و ملال نہ رکھنا۔ میرے اونٹ کا پاؤں دکھنے لگا تو میں قافلہ میں شریک نہ ہو سکا تھا۔ ڈاکوؤں نے حملہ کر کے تمام قافلہ لوٹ لیا تھا۔ لیکن خوش قسمتی سے میں

اس قافلہ میں شامل ہی نہیں تھا۔ میں محفوظ ہوں اور مال بھی محفوظ ہے۔"

نصرانی نے یہ خط پڑھا تو بولا:

"بے شک محمد سچے نبی ہیں۔"

پھر اس نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا:

"مجھ پر اسلام پیش کیجئے۔"

حضور نے دعوت اسلام دی تو وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

معجزہ

تمہارے مُنہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

روایت میں ہے کہ ایک روز ابی بن خلف ایک بوسیدہ ہڈی لیے حضور کے پاس آیا اور بعث بعد الموت کے موضوع پر حضور سے تکرار کرنے لگا۔ اس نے کہا:

"کیا اس بوسیدہ ہڈی کو بھی خدا زندہ کرے گا؟"

"یقیناً! اور سنو! کہ موت کے بعد تجھے بھی اللہ زندہ کر کے جہنم میں ڈالے گا۔"

یہ سنتے ہی ابی بن خلف آگ بگولہ ہو کر بولا:

"لات کی قسم! میں تمہیں ضرور قتل کر کے رہوں گا۔"

"رب کعبہ کی قسم! تم مجھے کبھی قتل نہ کر سکو گے۔ بلکہ ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ تم میرے ہاتھوں قتل ہو کر واصل جہنم ہو جاؤ گے۔"

ابی بن خلف غصہ میں بڑبڑاتا ہوا دفعان ہو گیا۔

چند دنوں کے بعد حضور نے دیکھا کہ ابی بن خلف گھوڑے کی زین کس رہا تھا۔ آپ نے پوچھا:

"گھوڑا تیار کر رہے ہو۔ کہاں کا ارادہ ہے؟"

"اس پر سوار ہو کر تمہیں قتل کرنے والا ہوں۔"

"تم یہ کبھی نہ کر سکو گے۔ یاد رکھو کہ جب تم میرے ہاتھوں مارے جاؤ گے تو تم اسی گھوڑے پر ہو گے۔"

حضور کا جواب سن کر وہ ہذیان بکنے لگا۔

زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ غزوۂ احد واقع ہوا۔ مسلمانوں اور کافروں کے لشکر آپس میں ٹکرائے۔ جنگ نے شدت اختیار کی تو دونوں لشکر ایک دوسرے میں گھس گئے۔ حضور کے سامنے اچانک ابی بن خلف آدھمکا۔ آپ نے بڑی تیزی اور مہارت سے اس کی گردن پر نیزہ مارا۔ وار ٹھیک نشانہ پر بیٹھا اور اس کی گردن سے خون بہنے لگا اس نے زبردست چیخ ماری اور میدان میں ادھر ادھر بھاگنے لگا۔ درد کی شدّت سے وہ مسلسل چیخ رہا تھا۔

ابوسفیان اس وقت کافروں کے کمانڈر تھے۔ انھوں نے ابی بن خلف کو چیختے چلّاتے دیکھا تو غصّہ سے کہا:

"لات ومنات کی قسم تجھ میں غیرت وحمیت کا نام تک نہیں ہے۔ معمولی سا زخم کھا کر بھیڑ بکریوں کی طرح چیخ رہے ہو۔ بے وقوف! تم تو بچوں سے بھی گئے گذرے ہو۔ اتنا زخم اگر کسی بچے کو لگ جائے تو وہ معمولی سا رو کر دوبارہ کھیلنے لگ جاتا ہے۔ شرم کرو! آخر تمہیں ہوا کیا ہے جو عورتوں کی طرح رو رہے ہو؟"

ابوسفیان کی سرزنش پر ابی بن خلف بولا:

"ابوسفیان! میں زخم کے باعث نہیں چیخ رہا ہوں۔ بلکہ مجھے تو ایک بات یاد آرہی ہے۔ ایک دن محمدؐ نے کہا تھا کہ تم اس گھوڑے پر سوار ہوگے اور میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا۔ میں جانتا ہوں کہ محمدؐ کی ہر بات ہو کے رہتی ہے۔ تمہیں تو یہ زخم معمولی نظر آرہا ہے لیکن اس وقت میں ہی جانتا ہوں کہ اس وقت میں کتنے کرب میں ہوں۔ یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے گردن کا زخم دل میں اتر رہا ہے۔"

یہ کہتے ہی وہ گھوڑے سے نیچے گر پڑا اور سارے درد سمیٹ کر جہنّم میں لے گیا۔

معجزہ

رحمت کی برکھا

روایت ہے کہ ایک انصاری کی وفات ہوئی تو جنازہ کے بعد حضور اس کی قبر تک تشریف لے گئے۔ تدفین کے بعد آپ گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ نے اٹھ کر آپ کے عمامہ پر ہاتھ پھیرا اور حیرت سے بولیں:

"تعجب ہے کہ آپ کا عمامہ اور کپڑے بارش سے بھیگ چکے ہیں۔ حالانکہ آج مطلع بالکل صاف ہے اور بادلوں کا کہیں نام ونشان تک نہیں ہے۔"

حضور جان گئے کہ عائشہ نے عالم الغیب کی برسات دیکھ لی ہے۔ آپ نے فرمایا:

"عائشہ تم نے کیا اوڑھ رکھا ہے؟"

"آپ کی چادر۔ جانِ من!"

"اس چادر کی برکت نے تمہاری نگاہوں سے پردے ہٹا دیے ہیں اور تمہیں عالم الغیب کی برسات نظر آرہی ہے۔ عالم غیب میں شمس وقمر بھی ہیں اور برسات بھی جسے انبیاء وصالحین دیکھ لیا کرتے ہیں۔"

معجزہ

وہ جن کو مدینہ کی ہوا راس نہ آئی

ہجرت کے آٹھویں سال کچھ صحرانشین حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے اور چند روز حضور کی خدمت میں رہے وہ بادیہ نشین تھے۔ انھیں مدینہ کی آب و ہوا راس نہ آئی تو بیمار ہو گئے۔ حضور نے ان کو مدینہ سے باہر قبر نامی ایک پہاڑ کے دامن میں بھیج دیا۔ وہاں اہل مدینہ کے بہت سے اونٹ تھے۔ حضور نے فرمایا کہ تم لوگ اونٹوں کے ساتھ رہو گے، ان کا دودھ پیو گے اور صحرا کی آب و ہوا ہوگی تو تندرست ہو جاؤ گے۔

صحرا میں وہ جلد ہی تندرست ہو گئے تو انھوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اونٹ چرا کر اپنے قبیلہ کی طرف بھاگ نکلتے ہیں ایک دن سحر کے وقت انھوں نے پندرہ نفیس اونٹ کھولے اور اپنے قبیلہ کی جانب چل دیے۔ ان اونٹوں میں حضور کے اونٹ بھی تھے۔ چرواہوں کو معلوم ہوا تو وہ کھر سے تلاش کرتے کرتے چوروں تک پہنچ گئے۔ چرواہوں نے چوروں کا بے جگری سے مقابلہ کیا لیکن چور غالب آ گئے۔ چرواہوں میں یسار نامی ایک چرواہا حضور کا غلام تھا۔ چوروں نے اُسے پکڑ کر اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے۔ اور اس کی آنکھوں میں کانٹے چبھو دیے۔ یہاں تک کہ یسار شہید ہو گیا۔

حضور نے نورِ نبوت سے دیکھ لیا کہ بادیہ نشینوں نے یسار کو شہید کر دیا ہے۔ آپ نے کرز بن اجابر کو بیس گھوڑ سوار دے کر قاتلوں کے تعاقب میں روانہ فرمایا۔ چور

ابھی منزل سے دُور تھے کہ کرز نے انھیں جا لیا۔ معمولی سے مقابلہ کے بعد کرز نے قاتلوں کے ہاتھ پاؤں باندھے، اونٹوں پر ڈالا اور حضور کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔
عین اسی وقت جبریل یہ آیت لے کر حاضر ہو گئے:

"انما جزآءُ الذین یحاربون اللہ ورسولہٗ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذٰلک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الاٰخرۃ عذاب عظیم۔

اس آیت کے نزول پر حضور نے قاتلوں کو سزائے موت دے دی۔

معجزہ

سنگساری کی سزا

روایت ہے کہ اشرافِ خیبر کے ایک مرد اور عورت نے زنا کاری کی۔ دونوں شادی شدہ تھے۔ تورات میں اس جرم کی سزا یہ تھی کہ دونوں کو سنگسار کر دیا جائے مجرم چونکہ بڑے گھرانوں سے تھے اس لیے علمائے یہود نے فیصلہ کیا کہ ان کو سنگسار نہ کیا جائے۔ علمائے یہود میں سے ایک نے کہا:

"رسولِ مکی مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں رجم نہیں ہے۔ ہم قبیلہ بنی قریظہ کے پاس جاتے ہیں پھر وہاں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر، اس جرم کی سزا دریافت کریں گے۔ اگر اس نے کہا کہ مجرموں کو کوڑے لگاؤ تو ہم اس پر عمل کر لیں گے اور اگر اس نے کہا کہ سنگسار کر دو تو ہم اس کی بات کو تسلیم نہیں کریں گے۔"

اس تجویز پر علمائے یہود متفق ہو گئے۔

وہ زانیوں کو لے کر مدینہ آ گئے۔ انھوں نے سب سے پہلے مدینہ کے یہودیوں سے رابطہ قائم کیا۔ مدینہ کے اشراف یہود میں سے کعب بن اشرف اور کنانہ بن مالک حضور کی مجلس میں آئے اور سزا دریافت کی۔ حضور نے فرمایا:

"تم میرے فیصلہ پر عمل کرو گے؟"

"کیوں نہیں؟ یقیناً کریں گے۔"

انھوں نے اقرار کر لیا تو اسی وقت جبریل سنگسار کا حکم لے کر آ گئے۔ حضور نے یہودیوں سے فرمایا:

"میرا فیصلہ یہ ہے کہ دونوں کو سنگسار کر دیا جائے۔"

حضور کا فیصلہ سن کر یہودیوں نے انکار کیا اور کہا:

"یا محمد! تورات میں یہ حکم ہے کہ دونوں کو چالیس چالیس کوڑے لگا کر ان کا منہ کالا کر دیا جائے پھر انھیں گدھے پر الٹا بٹھا کر شہر کا چکر لگایا جائے۔"

یہود نے جب یہ بات کی تو جبریل نے پھر حاضر ہو کر عرض کیا:

"یا رسول اللہ! یہ جھوٹ بک رہے ہیں۔ مدینہ میں ابن صوریا نامی ایک لاہب ہے۔ وہ روئے زمین پر اس وقت تورات کا سب سے بڑا عالم ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اس صورت میں زانیوں کی سزا کوڑے لگانا نہیں بلکہ سنگسار کرنا ہے۔"

جبریل کی بات سن کر حضور نے یہودیوں سے فرمایا:

"کیا تم میں ایسا نوجوان موجود ہے جس کا جسم سفید ہے اور وہ ایک آنکھ سے کانا ہے اور جس کا نام ابنِ صوریا ہے؟"

حضور کے سوال پر یہودیوں نے کہا:

"جی ہاں! وہ تورات کا بہت بڑا عالم ہے۔"

تو آپ نے فرمایا:

"اگر اس کو ثالث بنا لیں تو کیا تم لوگ اس کا فیصلہ مان لو گے؟"

یہودی اس کی ثالثی پر متفق ہو گئے۔

ابنِ صوریا کو بلایا گیا۔ حضور نے فرمایا:

"جوان! کیا تم ابنِ صوریا ہو؟"

"جی ہاں۔"

"اس وقت روئے زمین پر تم سب سے بڑے تورات کے عالم ہو۔ میرے اور یہودِ مدینہ کے درمیان ثالث بننا پسند کرو گے؟"

"مجھے منظور ہے۔"

ابنِ صوریا نے ثالثی پر آمادگی ظاہر کر دی تو حضور نے فرمایا:

"تجھے اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی اور تم پر من وسلویٰ اتارا، اپنے بیان میں دروغ گوئی سے کام نہیں لو گے کہو قسم اٹھاتے ہو؟"

ابنِ صوریا نے قسم اٹھائی تو حضور نے فرمایا:

"تمہاری تورات میں ان زنا کاروں پر کیا حد ہے جو دونوں شادی شدہ ہوں؟"

"اگر میں نے اتنا بڑا حلف نہ اٹھایا ہوتا تو میں تورات کے حکم میں تحریف کر دیتا۔ لیکن یا محمد! پہلے آپ بتائیے کہ آپ کے قرآن میں کیا حکم ہے؟"

"اگر چار گواہ شہادت دے دیں تو ابنِ صوریا! قرآن کا یہ حکم ہے کہ انھیں سنگسار کر دیا جائے۔"

ابنِ صوریا نے یہ بات سنی تو بولا:

"ربِ موسیٰ کی قسم تورات میں بھی یہی حکم ہے" ——— لیکن علمائے یہود ہمیشہ بڑوں کا لحاظ رکھتے ہوئے کوڑوں کی سزا سنا دیتے ہیں۔"

ابنِ صوریا کی حق گوئی پر حضور نے کعب بن اشرف اور کنانہ بن مالک سے فرمایا:

"تورات اور قرآن کے فیصلہ پر عمل کرو۔"

زنا کاروں کو مسجد کے دروازہ کے سامنے سنگسار کر دیا گیا۔ اور یہودیوں کا سب سے بڑا راہب ابن صوریا کلمہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔

شہد میں شفا ہے

ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور کی خدمت میں عرض کیا:

"میرے بھائی کو دست لگ گئے اور وہ تکلیف سے رو رہا ہے۔"

"جاؤ اسے شہد کا شربت پلاؤ۔"

حضور نے فرمایا تو وہ گھر چلا گیا اور بھائی کو شہد کا شربت پلایا۔ تھوڑی دیر بعد پھر آیا اور بولا:

"حضور اس کو آرام نہیں آیا بلکہ دست زیادہ آنے لگے ہیں۔"

"جاؤ! اسے پھر شہد کا شربت پلاؤ۔"

حضور نے پھر وہی فرمایا تو وہ گیا اور پھر شربت پلایا۔ تھوڑی دیر بعد آکر بولا:

"حضور اس کے دست اور بھی بڑھ گئے ہیں۔"

"جاؤ اور پھر پلاؤ۔"

وہ گیا اور پھر پلا کر آیا۔ حضور نے فرمایا:

"اب کیا حال ہے؟"

"پہلے سے بھی بدتر۔"

یہ سن کر حضور نے فرمایا:

"اب جاؤ اور اسے پھر شہد کا شربت پلاؤ۔ اللہ کا ارشاد ہے کہ شہد میں شفا ہے لیکن تیرے بھائی کا پیٹ اسے جھٹلا رہا ہے۔ جاؤ اور اس دفعہ پلا کر مجھے فوراً بتانا کہ اب کیا حال ہے؟"

اب شربت پلانے کی دیر تھی کہ اسہال بند ہو گئے۔ وہ کلی طور پر شفایاب ہو گیا۔

لَا یُؤمِنُونَ

روایت ہے کہ ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور امرائے مکّہ کی ایک جماعت نے حضور سے کہا:

"پانی اور کھیتی باڑی کے لحاظ سے مکّہ ایک غریب شہر ہے۔ مکّہ کے چاروں طرف جو پہاڑ ہیں دعا کیجیے کہ یہ ہٹ جائیں تاکہ زمین کھیتی باڑی کے قابل ہو جائے۔ اپنے اللہ سے یہ دعا بھی کیجیے کہ یہاں چشمے اور نہریں جاری ہو جائیں تاکہ شام اور عراق کے شہروں کی طرح مکّہ بھی زرخیز ہو جائے اور ہم لوگ یہاں پر کھیتی باڑی کر سکیں اور باغات لگا سکیں۔ اپنے رب سے یہ دعا بھی فرمائیے کہ آسمان سے فرشتے نازل ہو کر آپ کی نبوت کی گواہی دیں پھر یہ بھی کیجیے کہ آپ کا اللہ آپ کے لیے سونے چاندی کے محلّات تعمیر کر دے تاکہ آپ کو فقر و فاقہ سے نجات مل جائے۔ لگے ہاتھوں ایک دعا یہ بھی فرمایئے کہ ہمارے سروں پر پہاڑ معلّق ہو کر ہمیں اللہ کے عذاب سے ڈرائیں۔"

کافر بیہودہ باتیں کیے جا رہے تھے۔ ان میں سے ایک شخص عبداللہ بن امیہ المخزومی نے حضور سے مذاق کرتے ہوئے کہا:

"میں تو آپ پر کبھی ایمان نہ لاؤں گا، ہاں ایک ہی صورت ہے کہ آپ سیڑھی لگا کر آسمان پر چڑھ جائیں۔ میں آپ کو دیکھتا رہوں۔ آپ آسمان سے واپس آئیں تو آپ

کے ہاتھوں میں ایک کتاب ہو جس میں ہمارے نام لکھے ہوئے ہوں۔ انھیں پڑھ کر ہم آپ کی تصدیق کریں۔ اگر آپ یہ سب کچھ کر دکھائیں تو میں آپ کی نبوت پر ایمان لے آؤں گا۔"

ان کی ہزلیات سن کر حضور غمگین ہو گئے۔ اللہ نے اسی وقت حضور پر وحی فرمائی:

"آپ غم نہ کریں۔ ان کے مقدر میں ایمان کی دولت ہرگز نہیں ہے۔ اگر ان کے ایمان لانے کی امید ہوتی تو میں سب کچھ کر دکھاتا۔ لیکن یہ بدبخت کسی صورت بھی ایمان نہیں لائیں گے۔"

اللہ نے پھر یہ آیت نازل فرمائی:

دقالوا لن نؤمن لك حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا
اوتکون لك جنة من نخیل وعنب تفجر الانھارخلالھا
تفجیرا ۔

معجزہ

غیرتِ فاروق

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت حفصہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کسی بات پر دونوں کا تنازعہ ہو گیا۔

حضور نے فرمایا:

"حفصہ! کیا تم اس بات میں راضی ہو کہ ہم اپنے جھگڑے میں کسی کو ثالث مقرر کر لیں۔"

"جیسے آپ کی مرضی۔"

حضرت حفصہ نے جواب دیا تو آپ نے حضرت عمر کو بلا بھیجا۔ وہ حاضر ہو گئے تو حضور نے فرمایا:

"حفصہ! تم بات کرو۔"

"آپ بات فرمائیے لیکن صحیح اور حق بتائیے گا۔"

حضرت حفصہ نے یہ بات مکمل ہی کی تھی کہ حضرت عمر اپنی بیٹی پر غضب ناک ہو گئے۔ آپ نے حضرت حفصہ کو زبردست طمانچہ مارا۔

پھر دوسرا مارا اور بولے:

"خدا کی دشمن! نبی ہمیشہ حق اور سچی بات کہتے ہیں۔ تمھیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ حضور کے سامنے ایسی بات کہہ دی؟"

حضرت عمر غصہ میں بولتے چلے جا رہے تھے:

"خدا کی قسم اگر حضور سامنے نہ ہوتے تو میں تمہیں اس وقت تک مارتا رہتا جب تک کہ تم مر نہ جاتی۔"

یہ سن کر حضور اٹھے اور اپنے کمرے میں تشریف لے گئے۔ آپ ایک ماہ تک اسی کمرے میں رہے۔ آپ صبح و شام وہیں رہے۔ اور امہات المومنین میں سے کسی کے پاس تشریف نہ لے گئے۔ یہاں تک کہ حکم ربانی نازل ہوا اور آپ نے ازواج مطہرات سے میل جول شروع کر دیا۔

معجزہ

لَكَ حَسَبِي فِدَاءٌ لَكَ رُوحِي فِدَاءٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نعمان نامی ایک صحابی کسی غزوہ میں شہید ہو گئے۔ ان کا چھ ماہ کا بیٹا علاء یتیم رہ گیا۔ علاء کچھ بڑا ہوا تو اس نے دیکھا کہ اس کے ہم عمر بچے اپنے آباء کے ساتھ حضور کی خدمت میں جاتے ہیں۔ ایک دن علاء نے اپنی ماں سے کہا:

"ماں! میرے ہجولی کتنے خوش نصیب ہیں کہ وہ اپنے اباء کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ حضور بچوں کے سر پر دست کرم رکھتے ہیں ـــــ ماں! میرے ابو بھی ہوتے تو وہ بھی مجھ کو حضور کی خدمت میں لے جایا کرتے۔"

بیٹے کی بات سنی تو ماں نے آبدیدہ ہو کر کہا:

"بیٹا! تیرے بھی ابو ہوا کرتے تھے۔ ایک دن وہ حضور کے ساتھ ایک غزوہ میں گئے اور پھر واپس نہ آئے۔ بیٹا! تیرے ابو شہید ہو گئے۔"

ماں کا جواب سنتے ہی علاء حضور کے دروازہ پر آ کر رونے لگا۔ حضور نے اس کی آواز سنی تو حضرت انس سے فرمایا:

"انس!"

"جی حضور"

"ذرا باہر دیکھو تو! کوئی غم زدہ بچہ رو رہا ہے۔ اسے میرے پاس لے آؤ۔"

حضرت انسؓ علاء کو حضور کے پاس لے آئے۔ حضور نے فرمایا:

"تم کون ہو بیٹے؟"

"نعمان کا بیٹا علاء ہوں۔ وہی نعمان جو ایک غزوہ میں شہید ہو گئے تھے۔"

"مرحبا بیٹے تیرے ابّو اس وقت جنت میں ہیں۔"

یہ کہہ کر حضور نے علاء کو سینہ سے لگایا۔ علاء کے سر پہ دستِ کرم پھیرا اور دعائے خیر فرمائی۔

علاء کی عمر ابھی دس سال ہوئی تھی کہ ایک دن مدینہ منورہ میں اعلان ہو رہا تھا۔

"ایمان والو! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ہر پیر و جوان جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تیار ہو جائے۔"

علاء نے یہ اعلان سنتے ہی ماں سے جہاد کی اجازت چاہی۔ لیکن ماں نے انکار کر دیا۔ علاء سیدھا حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور کہا:

"میں غزوہ میں شریک ہونا چاہتا ہوں لیکن ماں اجازت نہیں دے رہی ہیں۔ مجھے ماں سے اجازت لے دیجئے۔"

حضرت ابوبکر اس کے گھر آئے۔ دروازہ پر دستک دی۔ دروازہ کی اوٹ سے ماں کی آواز آئی:

"کون؟"

"ابوبکر"

"مرحبا رسول اکرم کے یارِ غار! اھلاً۔ کیا حکم ہے؟"

"اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ علاء کو جہاد پہ جانے کی اجازت دی جائے۔"

ماں نے یہ سنا تو کچھ دیر خاموش رہ کر بولی:

"نہیں۔ خدا کے لیے رہنے دیجئے۔ میرا ایک ہی تو بیٹا ہے، میں پہلے ہی بیوہ اور ستم رسیدہ ہوں۔"

حضرت ابوبکر نے اصرار نہ کیا اور واپس آ گئے۔ آپ نے علاء کو بتایا کہ ماں نے اجازت نہیں دی۔ یہ سن کر علاء حضرت عمر کے پاس آیا۔ وہ بھی علاء کے گھر گئے اور اجازت چاہی تو ماں نے کہا:

"عمر! خدا کے لیے غم زدہ کو نہ جلاؤ۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ میں کیسے اجازت دے سکتی ہوں؟"

حضرت عمر بھی واپس آ گئے اور علاء کو بتایا کہ اجازت نہیں ملی۔ اس پر علاء بولا:

"اب کیا کیا جائے۔"

حضرت عمر نے فرمایا:

"چلو! حضور کے پاس۔ تاکہ آپ سفارش کریں۔"

علاء یہ سن کر خوش ہو گیا۔

علاء حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کی خدمت میں انیس[19] آدمی بیٹھے رو رہے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

و علی الذین اذا اتوک ۔

علاء حضور کے قدموں میں گر پڑا اور آپ کے قدم مبارک چومنے لگا۔ علاء نے کہا:

"اللہ سے پناہ لینے والوں کا یہی تو مقام ہے۔ حضور میں نے اپنی ماں سے اجازت چاہی لیکن اس نے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے باری باری سفارش کی لیکن پھر بھی ماں نے اجازت نہیں دی۔ حضور!

میری ماں کی طرف کسی کو اپنا پیغام دیجیے شاید آپ کی سفارش سے میرا کام بن جائے۔"

علاء کی بات سن کر آپ نے حضرت علی سے فرمایا:

"علی! اُٹھو اور علاء کی ماں کے پاس جاؤ۔"

حضرت علی اٹھے۔ علاء کا ہاتھ تھاما، دروازہ پر پہنچے اور کہا:

"ام العلاء! میں علی ہوں اور حضور کا قاصد بن کر آیا ہوں۔"

"مرحبا! عم رسول کے بیٹے! اھلاً سب سے پہلے اسلام لانے والے۔ کیا حکم ہے حضور کا؟"

"حضور چاہتے ہیں کہ تمہارا بیٹا جہاد کی سعادت سے محروم نہ رہے اور حضور کے ساتھ غزوہ پہ جائے۔"

"میرا بیٹا رسول پاک پر قربان۔ علاء کو لے جا کر حضور کے قدموں میں ڈال دو۔"

ماں کا جواب سُن کر حضرت علی نے کہا:

"بہن! جنگ میں دونوں صورتیں ہوسکتی ہیں ممکن ہے علاء غازی بن کر مال غنیمت میں حصہ دار ہو جائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ راہِ حق میں شہید ہو جائے۔"

"علی! میں جانتی ہوں۔ خواہ کچھ بھی ہو میں اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک علاء کو حضور کی نذر کر چکی ہوں۔"

ماں نے علاء کی پیشانی کو چوما اور حضرت علی کے حوالے کر دیا۔

حضرت علی، علاء کو حضور کے پاس لائے تو آپ بہت مسرور ہو جائے۔

حضور کی قیادت میں مسلمان غزوۂ اُحد کے لیے روانہ ہو گئے۔ سخت جنگ ہوئی۔ مسلمانوں کو وقتی طور پر ہزیمت اٹھانا پڑی تو وہ ادھر اُدھر بھاگ گئے۔ کچھ پہاڑ پر چڑھ

گئے۔ حضور تنہا رہ گئے تو آپ نے مسلمانوں کو پکارا۔ حضور کی پکار پر لبیک کہنے والا سب سے پہلا خوش نصیب یہی علاء تھا۔ وہ فوراً حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا:

لك جسمي فداء لك روحي فداء۔

علاء وہ خوش قسمت تھا جو حضور کے دفاع میں سب سے پہلے شہید ہو گیا۔ بالآخر کافروں کی تدبیریں ناکام ہوئیں اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

غزوہ کے بعد حضور مدینہ تشریف لائے تو اہلِ مدینہ استقبال کے لیے اُمڈ آئے۔ استقبال کرنے والوں میں علاء کی ماں بھی تھی۔ وہ ایک پتھر پر کھڑی تھی۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکر شہر میں داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے مجاہدین تھے۔ علاء کی ماں آگے بڑھی سلام کیا اور بولی:

"ابوبکر! میرے بیٹے علاء کی کیا خبر لائے ہو؟"

حضرت ابوبکر کو حوصلہ نہ پڑا کہ علاء کی شہادت کی خبر سنائیں۔ آپ نے فرمایا:

"بہن! جنگ اتنی شدید تھی کہ کسی کو کسی کی خبر تک نہ رہی۔"

اتنے میں حضرت عمر آ گئے۔ ام العلاء نے ان سے بھی بیٹے کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت عمر نے بھی وہی جواب دیا جو حضرت ابوبکر نے دیا تھا۔ پھر حضرت علی تشریف لے آئے۔ انھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم تھام رکھا تھا۔

علاء کی ماں نے حضرت علی کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہا:

"علی! بتاؤ میرا بیٹا، میرا علاء میری آنکھوں کی ٹھنڈک کہاں ہے؟ تمہی تو علاء کو لے کر گئے تھے۔"

حضرت علی نے فرمایا کہ حضور آ رہے ہیں وہ آپ کو بتائیں گے۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ حضور تشریف لے آئے۔ ام العلاء نے اپنے چہرے سے نقاب الٹ دیا

اور بولی :

"حضور! آپ پر سلام ہو۔"

"وعلیکم السلام۔ آپ کون ہیں؟"

"یا رسول اللہ! میں علاء کی ماں ہوں۔"

"ام العلاء! خدا تیرا بھلا کرے۔"

یہ کہہ کر حضور نے آہستگی سے دعا مانگی :۔

"مولیٰ! ام العلاء کو وہی حوصلہ عطا فرمانا جو ام موسیٰ کو عطا فرمایا تھا۔"

ام العلاء نے احتراماً حضور کی لگام نہ تھامی بلکہ آپ کے ساتھ قدم بقدم چلتی رہی۔

حضور نے ام العلاء سے فرمایا:

"مبارک ہو کہ میں تیرے بیٹے کو جنت میں چھوڑ آیا ہوں۔ اس وقت وہ حورانِ عین کے جھرمٹ میں ہے۔ تم شہید کی بیوہ تھی۔ مبارک ہو کہ شہید کی ماں بھی بن چکی ہو۔"

ماں نے یہ سُنا تو غش کھا کر حضور کے قدموں میں گر پڑی۔ اس کی روح پرواز کر کے شہید خاوند اور شہید بیٹے کے پاس چلی گئی۔

معجزہ

وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ

روایت ہے کہ ایک رات ابو جہل لعین، یہودیوں کے ایک بہت بڑے راہب کے ساتھ حضور کے پاس آیا۔ اس وقت آپ مسجدِ حرام میں تشریف رکھتے تھے۔ ابو جہل تلوار لہراتے ہوئے بولا:

"تم سے پہلے انبیاء معجزات دکھاتے رہے ہیں۔ تم بھی کوئی معجزہ دکھاؤ تو حرمتِ لات و منات کی قسم! تم پر ایمان لے آؤں گا۔ بصورتِ دیگر اس تلوار سے تمہارا سر قلم کر دوں گا۔"

یہ سن کر حضور نے فرمایا:

"میں اگر معبودِ برحق کی قسم کھا کر کہوں تو یقین نہ کرو گے؟ رہی بات میرا سر قلم کرنے کی تو یاد رکھو کہ میری حفاظت کا ذمہ خدا نے خود لے رکھا ہے ___ تم معجزہ اور نشانی دیکھنے پر ایمان لے آؤ تو میں معجزہ دکھانے کے لیے تیار ہوں۔ بتاؤ کہ کون سا معجزہ دیکھنا پسند کرو گے؟"

ابو جہل سوچ میں پڑ گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سا معجزہ طلب کروں جس سے وہ عاجز رہ جائیں۔ یہودی راہب نے ابو جہل سے کہا:

"محمد محض ایک جادوگر ہے۔ جادو کا اثر زمین پر ہوتا ہے، آسمان پر نہیں۔ محمد سے کوئی آسمانی معجزہ طلب کرو۔"

یہودی کی بات سنتے ہی ابو جہل نے حضور سے کہا:

"چاند کو توڑ کر دکھاؤ۔"

حضور علیہ السلام نے انگشت شہادت سے چاند کو اشارہ فرمایا تو امر ربی سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ نصف چاند اپنی جگہ پر رہا اور دوسرا نصف دور ہوتا چلا گیا۔ یہ دیکھتے ہی ابوجہل بولا:

"چاند سے اب کہو کہ وہ پھر سالم ہو جائے۔"

حضور نے انگشت شہادت سے پھر اشارہ فرمایا تو چاند پہلی حالت پر آ گیا۔ یہودی راہب نے یہ معجزہ دیکھا تو کلمہ پڑھ کر حضور پر ایمان لے آیا۔ لیکن ابوجہل نے کہا:

"محمد کتنا بڑا جادوگر ہے جس نے چاند پر بھی جادو کر دکھایا ہے۔"

ابوجہل نے اپنے دوستوں سے کہا کہ شہر کے چاروں طرف قاصد بھیج کر معلوم کرو۔ اگر انھوں نے بھی شق القمر کا مشاہدہ کیا ہے تو یہ معجزہ ہے ورنہ جادو۔ قاصد روانہ کیے گئے۔ وہ جہاں بھی پہنچے، لوگوں نے شق القمر کی گواہی دی۔ قاصدوں نے ابوجہل کو بتایا ابوجہل پھر بھی ایمان نہ لایا۔

معجزہ

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ

روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چاند سورج کے حجم اور ان کے گرہن سے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

"سورج زمین سے ایک سو ساٹھ گنا بڑا ہے۔ سورج چوتھے آسمان پر اسی طرح ہے کہ اس کا منہ اوپر ہے اور زمین پر اس کا صرف عکس پڑتا ہے۔ چاند زمین سے چھوٹا اور پہلے آسمان پر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تین سو ساٹھ فرشتے پیدا فرما رکھے ہیں جو سورج کو چلانے پر مامور ہیں۔ اسی طرح تین سو ساٹھ فرشتے گردش قمر کی نگرانی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک سو تیس چشمے مغرب میں اور ایک سو تیس ہی مشرق میں پیدا فرمائے ہیں جو ہنڈیا کی طرح ابلتے رہتے ہیں۔ پھر اللہ نے ایک عظیم سمندر پیدا فرمایا ہے جو اس کے حکم سے فضا میں اس طرح معلق ہے کہ ایک قطرہ بھی نہیں گر پاتا۔"

حضور نے شمس و قمر پر روشنی ڈالتے ہوئے مزید فرمایا:

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس سمندر سے اگر سورج نیچے آ جائے تو حرارت سے روئے زمین کی ہر چیز جل اٹھے۔ یہاں تک کہ پہاڑوں کو بھی آگ لگ جائے۔ اور چاند اپنی رعنائیوں کے ساتھ اگر زمین پر اتر آئے تو کئی لوگ اس کی پوجا کرنے لگیں۔

اللہ تعالیٰ بندوں کو اپنی نشانیاں دکھاتا رہتا ہے۔ سورج کو فضائے بسیط میں معلق سمندر کی اوٹ میں کر دیتا ہے۔ سورج جُوں جُوں سمندر کی اوٹ میں ہوتا چلا جاتا ہے، گرہن لگتا جاتا ہے حتیٰ کہ سورج مکمل طور پر سمندر کی اوٹ میں چھپ جاتا ہے تو دن کے وقت ستارے ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ یہ سورج گرہن کی انتہا ہوتی ہے۔ اللہ نشانی پر نشانی یوں ظاہر فرماتا ہے کہ آدھا یا تہائی سورج ابھی آسمان پر ہوتا ہے اور باقی فضا کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے۔ اس وقت فرشتے دو گروہوں میں بٹ جاتے ہیں۔ آدھے فرشتے سورج کو رہٹ کی جانب اور آدھے آسمان کی جانب کھینچتے ہیں یہاں تک کہ وہ سورج کو سمندر سے کھینچ لاتے ہیں۔"

حضور نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے دو شہر پیدا فرمائے ہیں ایک مشرق میں ہے دوسرا مغرب میں۔ ہر شہر کے ایک ایک ہزار دروازے ہیں۔ دروازوں کی چوڑائی فرسخ بھر فاصلہ کے برابر ہے۔ مشرق کے شہر میں رہنے والے قوم عاد کے ان لوگوں کی نسل سے ہیں جو صالح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے۔ اس شہر کا نام بوجیا اور عبرانی میں جابلسا ہے۔ مغرب کے شہر کا نام عبرانی میں جابلقا ہے۔ ان شہروں کے مکین علی الصبح دروازہ پر کھڑے ہو کر حمد ربانی کرتے ہیں۔ سورج جب طلوع و غروب ہوتا ہے تو اس کی حدت تین قوموں پر پڑتی ہے۔ وہ قومیں ناسک، منسک اور یاجوج ماجوج ہیں۔

معراج کی رات میں ان دونوں شہروں سے گذرا تھا۔ شہر والوں کو میں نے ذکر الٰہی کی تلقین کی تو وہ ذکر میں مصروف ہو گئے تھے۔ پھر میں تینوں قوموں کے قریب سے گذرا تو ان کو اسلام کی دعوت دی تو وہ خاموش

رہے تھے۔

سورج غروب ہوتا ہے تو فرشتے اپنی پرواز کی سرعت کے ساتھ اسے عرش پر لے جاتے ہیں۔ سورج اللہ سے سوال کرتا ہے کہ اب مشرق سے طلوع کروں یا مغرب سے؟ فرشتے اسے چوتھے آسمان پر لے آتے ہیں تو صبح ہو جاتی ہے۔ قیامت کے روز سورج مغرب سے طلوع ہو گا۔"

Scanned with CamScanner

تُؤتِی المُلکَ مَن تَشَآءُ

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر مدینہ کے گرد خندق کی کھدائی ہو رہی تھی۔ ایک بڑا پتھر ظاہر ہوا جسے توڑنے میں سب ناکام ہو گئے صحابہ نے حضور سے صورتِ حال بیان کی تو آپ اس مقام پر تشریف لے گئے۔ آپ نے کدال پکڑی۔ آپ نے قوت روحانی اور تائید ربانی سے اتنے زور سے کدال ماری کہ پتھر سے ایک شعلہ نمودار ہوا۔ جس کی شعاعوں میں صحابہ کو مدینے کے پہاڑ نظر آنے لگے۔ ایک شعاع مدائن کے بارڈر تک پہنچی، صحابہ کو ایوانِ کسریٰ کے بُرج نظر آنے لگے۔ حضور نے دوسری مرتبہ کدال ماری تو کچھ پتھر ٹوٹ گیا۔ پتھر سے ایک چمک ظاہر ہوئی جس میں صحابہ نے یمن کا شہر صنعا دیکھ لیا۔ تیسری بار ایک نور ظاہر ہوا جس میں صحابہ کو قیصرِ روم کا محل نظر آنے لگا۔ صحابہ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ حضور نے فرمایا:

"میری اُمت فارس، روم اور شام کو فتح کر لے گی۔"

منافقین نے سُنا تو ازراہِ مذاق بولے؛

"اپنے دفاع کے لیے تو مدینہ کے گرد خندق کھود رہے ہیں اور باتیں روم، فارس اور شام کی فتوحات کی کر رہے ہیں؛ محمد نے انھیں دیوانہ بنا رکھا ہے۔"

منافقین کے اس قول پر یہ آیت نازل ہو گئی؛

قل اللّٰھم مالک الملک۔

معجزہ عصا

روایت ہے کہ ہجرت کے چھٹے سال ماہ ذی قعدہ میں حضور نے عمرہ کا ارادہ فرمایا۔ حضور کے ہمراہ ایک ہزار چھ سو اور بعض روایات کے مطابق ایک ہزار چار سو صحابہ تھے۔ قربانی کے لیے ستّر اونٹ بھی ساتھ تھے۔ قریش کو معلوم ہوا تو وہ حضور کو روکنے کے لیے تیار ہو گئے۔ خالد بن عصا بہ حضور کو زیارت بیت الحرام سے روکنے کے لیے نکلا۔

حضور جب عسفار نامی جگہ پر پہنچے تو فرمایا:

"قریش نے یقیناً جاسوس مقرر کر رکھے ہوں گے۔ کون ہے جو پہاڑی تک میرے ساتھ چلے گا؟"

"ہم یا رسول اللہ!"

یہ کہہ کر صحابہ حضور کے ساتھ پہاڑی پر چڑھ گئے۔ کچھ دیر پہاڑی پر قیام کے بعد نیچے تشریف لائے تو حضور کی اونٹنی ایسے بیٹھی کہ اٹھنے کا نام تک نہ لیا۔ حضور نے اونٹنی کو ہلایا۔ وہ پھر بھی نہ اُٹھی۔ صحابہ نے بھی شور کیا لیکن اونٹنی نہ اٹھی۔ حضور نے فرمایا:

"اونٹنی کو اس طاقت نے روک رکھا ہے جس نے ہاتھیوں کو روکا تھا۔"

حضور نے پھر فرمایا:

"میرے اور اہلِ مکہ کے درمیان بات چیت ہو گی تو مداخلت نہ کرنا میں ان کی ہر شرط تسلیم کروں گا۔"

اب حضور نے اونٹنی کو اٹھایا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ حدیبیہ کے قریب پہنچے

تو ایک کنواں نظر آیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ پانی کی رنگت بدلی ہوئی تھی۔ صحابہ نے جانوروں کو پانی پلایا تو کنویں کا پانی بالکل ختم ہو گیا۔ حضور نے فرمایا:

"کون ہے جو کنویں میں داخل ہو کر ہمارے لیے پانی لائے گا۔"

"میں یا رسول اللہ!"

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"مرّہ"

"نہیں۔ تم کنویں میں داخل نہیں ہو گے۔"

حضور نے مرہ کو روک دیا تو دوسرا شخص بولا:

"میں جاتا ہوں۔ حضور۔"

"تمہارا نام کیا ہے۔"

"نجیب۔"

"ہاں تم جاؤ"

حضور نے نجیب کو اجازت دے دی۔ اپنا عصا دے کر فرمایا اسے کنویں میں مارنا۔ اس نے عصا مارا تو کنویں میں پانی پھوٹ نکلا۔

دوسری روایت میں ہے۔ عبداللہ بن دینار کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا کنویں کا پانی بہت کم تھا۔ حضور کی خدمت میں ڈول بھر پانی پیش کیا گیا۔ آپ نے وضو فرما کر کلی کا پانی ڈول میں ڈالا۔ اور فرمایا کہ اس پانی کو کنویں میں انڈیل دو۔ صحابہ نے تعمیل کی۔ کنواں لبالب بھر گیا۔ حتیٰ کہ صحابہ کنویں کی منڈیر پر بیٹھے بیٹھے ہاتھ بھر بھر کر پینے لگے۔

معجزہ

درخت کی حاضری

یزید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر بولا:

"حضور میں ایمان تو لا چکا ہوں لیکن کوئی نشانی دکھائیے تاکہ میرا ایمان مضبوط ہو جائے۔"

"کیا نشانی چاہتے ہو؟"

"میں چاہتا ہوں کہ آپ سامنے والے درخت کو بلائیں تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔"

اعرابی کی فرمائش پر حضور نے فرمایا:

"جاؤ! میری طرف سے درخت سے کہہ دو کہ تمہیں اللہ کے رسول بلا رہے ہیں۔"

اعرابی نے درخت کے قریب جا کر کہا:

"درخت! تجھے رسول اللہ نے یاد فرمایا ہے۔"

یہ سنتے ہی درخت چاروں طرف جھکا۔ جڑوں کو زمین سے منقطع کیا اور زمین پر رینگتا ہوا حضور کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ درخت نے حضور کو سلام عرض کیا۔ اعرابی یہ دیکھ کر بول اٹھا:

"بس یہ کافی ہے یا رسول اللہ!"

حضور نے درخت کو حکم فرمایا تو وہ دوبارہ اپنے مقام پر چلا گیا۔

معجزہ

فتح خیبر

ارباب سیر کی متفقہ روایت ہے کہ آنحضرت جب حدیبیہ تشریف لائے تو آپ نے خیبر کا پختہ ارادہ کیا۔ مسلمانوں کا لشکر تیار فرما کر آپ نے خیبر پر حملہ کر دیا۔ یہود نے مسلمانوں کا لشکر دیکھا تو آپس میں بولے:

"خدا کی قسم محمد اپنا لشکر لے کر آ رہے ہیں۔"

یہودی بھاگ گئے اور قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے قلعہ قطظ فتح کر لیا۔ پھر قلعہ سر کیا۔ محمد بن اسحاق نے اپنے مغازی میں لکھا ہے کہ مسلمانوں نے پہلے قلعہ ناعم پھر قطظ اور پھر شق فتح کیا۔ اب یہودی صعب ابن معاذ کے ہاں قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے شدید جنگ کے بعد اسے بھی فتح کر لیا تو یہود کا تمام مال و متاع مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا۔ یہاں سے شکست کے بعد وہ قلعہ قموص میں چلے گئے۔ یہ قلعہ تمام قلعوں سے زیادہ محفوظ و مضبوط تھا۔ یہاں بہت شدید جنگ ہوئی بالآخر یہ قلعہ بھی حضرت علی کے ہاتھوں سر ہو گیا۔ اس جنگ میں حضرت علی نے مرحب کو ہلاک کیا تھا۔ آپ نے اس قلعہ کا دروازہ اکھاڑ پھینکا تھا۔ لوہے کے بہت بڑے دروازہ کو حضرت علی نے یوں اٹھایا تھا جیسے دروازہ نہیں کوئی تنکا ہو۔ حضرت علی نے اس جنگ میں اتنی شجاعت دکھائی کہ قلعہ والے امان مانگنے لگے تو آپ نے ان کے قتل سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس قلعہ سے مسلمانوں کو بے پناہ مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اسی قلعہ سے مسلمانوں کو ابی حقیق کا ملا تھا۔

امان پانے کے بعد قلعہ والوں نے حضور کی ضیافت کی۔ انھوں نے حضور کے کھانے میں زہر ملا دیا تھا۔ حضور لقمہ لینے ہی والے تھے کہ کھانے سے آواز آئی:

"حضور! مجھے تناول نہ فرمائیے گا۔ یہود نے مجھ میں زہر ملا رکھا ہے۔"

حضور نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ یہود کو اپنے کئے پر سخت ندامت اٹھانا پڑی۔

معجزہ

شق القمر

روایت ہے کہ وحی کا آغاز ہوا تو خدیجہ، ابوبکر اور علی ایمان لے آئے۔ جبریل نے حضور سے عرض کیا کہ دو رکعت نماز پڑھیے۔ حضور کے ساتھ خدیجہ، ابوبکر اور علی مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ قرآن کی تلاوت ہو رہی تھی۔ ناگاہ ایک عورت کا گذر ہوا۔ عورت نے قرآن سنا تو سیدھی ابوجہل کے پاس آکر بولی:

"سردار! میں خدیجہ کے گھر میں ایک انوکھی بات دیکھ کر آئی ہوں۔ وہاں لات و عزیٰ کے علاوہ کسی اور رب کی عبادت کی جا رہی ہے۔"

اس وقت ابوجہل کے گرد کفار مکہ کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ ابوجہل نے کہا:

"کون ہے جو محمد کو قتل کرے گا؟ وعدہ کرتا ہوں کہ قاتل کو ایک سو اونٹ اور سو اوقیہ چاندی دوں گا۔"

"ہم میں سے کوئی بھی تیار نہیں ہوگا۔"

کافروں نے وجہ بتلاتے ہوئے کہا:

"بنو ہاشم محمد کے قاتل کو بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

کافروں نے ابوجہل کو ایک تجویز ضرور پیش کر دی۔:

"کلدہ سے کہو کہ وہ محمد کو قتل کرے۔ اس کی نہ ماں ہے اور نہ ہی باپ۔ نہ ہی اس کا کوئی قبیلہ ہے۔ وہ ایک اجنبی شخص ہے جو ہمارے درمیان رہ رہا ہے۔ بنو ہاشم نے اگر کلدہ کو مار بھی ڈالا تو نہ اس کا کوئی

رونے والا ہوگا اور نہ ہی کوئی قبیلہ ہوگا جس سے بنو ہاشم انتقام لے سکیں گے۔"

ابوجہل اس تجویز پر بہت خوش ہوا۔ اس نے کلدہ کو بلا کر اس کی بہت مدارت کی پھر کہا:

"کلدہ! اگر تم محمد کو قتل کر ڈالو تو میں تمہیں نہ صرف منہ مانگا انعام دوں گا بلکہ اپنی بیٹی سے تمہاری شادی کر دوں گا۔"

کلدہ نے کہا:

"یہ کام اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک حمزہ شکار پر نہ جائیں اور محمد مکہ سے باہر ایک پہاڑی نالے پر نہ چلے جائیں۔"

ابوجہل نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم موقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔

ابوجہل نے ایک عورت کو خدیجہ کے گھر بھیج دیا کہ وہ حضور کے گھر سے نکلنے پر نظر رکھے۔ حضور کی عادت تھی کہ گھر سے نکلتے ہی وہ ایک برساتی نالہ کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔ ابوجہل نے دوسری عورت کو حمزہ کے گھر بھیج دیا۔ پہلی عورت نے جب بتایا کہ محمد گھر سے باہر تشریف لے گئے ہیں تو تھوڑی ہی دیر کے بعد دوسری نے بھی اطلاع دی کہ حمزہ شکار پر چلے گئے ہیں۔

کلدہ یہ سنتے ہی حضور کے پیچھے لگ گیا۔ کلدہ کے پاس لوہے کا ایک ہتھیار تھا جو اونٹ کے سر کی مانند تھا۔ کلدہ اس ہتھیار کے ساتھ جس پر وار کرتا تھا۔ اسے دو ٹکڑے کر دیتا تھا۔ کلدہ کو حضور نظر آ گئے تو وہ تیزی سے آپ کا تعاقب کرنے لگا اچانک حضور نے بھی کلدہ کو دیکھ لیا۔ آپ نے اس کے سر پر اپنی چادر مبارک پھینک دی۔ آپ نے نورِ نبوت سے کلدہ کی نیت کو بھانپ لیا تھا۔ حضور آگے پیچھے برابر دیکھ لیا کرتے تھے۔ کلدہ نے جلدی سے وار کیا۔ حضور کے چہرۂ مبارک پر زخم

ہوگیا جس سے خون بہنے لگا۔ حضور نے ایک ہاتھ اپنے زخم پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اپنے خون مبارک کو ہوا میں اچھال دیا۔ آپ کا خون فرشتوں نے پَروں پر اٹھا لیا۔ آپ کا خون اگر زمین پر گر پڑتا تو روئے زمین کے تمام انسان ہلاک ہو جاتے۔ کلدہ حیران ہو کر کھڑا تھا نہ جانے اسے کیا ہوا کہ وہ دوسرا وار نہ کر سکا۔

حضور نے کلدہ سے فرمایا:

"اب میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں؟"

"جفا میں نے کی ہے کرم آپ کیجئے۔ میں امان چاہتا ہوں۔ آج سے آپ کو کبھی ایذا نہ پہنچاؤں گا۔"

حضور نے اسے معاف کر دیا، اور جانے دیا۔

حمزہ کی لونڈی نے سب کچھ دیکھ لیا۔ وہ اپنے مالک کے پیچھے گئی۔ اس کے پاس پانی کی چھاگل تھی۔ حمزہ نے کمان میں تیر ڈال رکھا تھا۔ وہ ایک جانور کو تیر مارنے ہی والے تھے کہ اللہ کے حکم سے جانور بول اٹھا:

"مجھے کیوں مارتے ہو؟ اپنے بھتیجے کے قاتلوں کو کیوں نہیں مارتے؟"

حمزہ کو بہت تعجب ہوا۔ انھوں نے تیر کو ترکش میں ڈالا اور گھر آ گئے۔ راستے میں ان کی لونڈی ملی۔ اس نے حمزہ کو پانی دیا تاکہ وہ منہ ہاتھ دھو لیں۔ لونڈی رو رہی تھی۔ حمزہ بولے:

"کیوں رو رہی ہو؟"

"ابوجہل نے کلدہ کو محمد کے قتل کے لیے بھیجا تھا۔ کلدہ نے ان پر وار کیا ہے۔ ان کا چہرہ زخمی ہو چکا ہے۔ حیرت ہے کہ اُسے یہ جرأت کیسے ہوئی؟ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب ابھی زندہ ہیں۔"

لونڈی کی بات سن کر حمزہ مشتعل ہو گئے۔ غضب ناک ہو کر اٹھے

اور سیدھے رؤسائے قریش کی محفل میں آ گئے۔ ابوجہل نے دیکھا تو حاضرین سے بولا:

"حمزہ آ رہا ہے۔ اس کا انداز بتا رہا ہے کہ وہ مشتعل ہے اگر وہ کسی کو مارے یا گالی بھی نکالے تو خبردار! خاموش رہنا۔"

اتنے میں حمزہ آ گئے۔ محفل سے مخاطب ہوئے:

"میرے بھتیجے کو کس نے مارا ہے؟"

کوئی نہ بولا۔ محفل پر سناٹا طاری تھا۔ حمزہ نے ابوجہل کے سر پر کمان ماری تو اس کا سر پھٹ گیا۔ حمزہ بولے:

"بدبخت! یہ سب کچھ تیرے ایماء پر ہوا ہوگا۔"

یہ کہہ کر حمزہ گھر آ گئے۔ حضور کو دیکھتے ہی کہا:

"تیری محبت میں ابوجہل جیسے سربرآوردہ کی پٹائی کر آیا ہوں۔"

"آپ مجھ سے محبت رکھتے ہیں؟"

"کیوں نہیں بیٹا!"

"اگر آپ کو مجھ سے محبت ہے تو کلمہ کیوں نہیں پڑھ لیتے؟"

"بیٹا! اگر یہ بات ہے تو کوئی معجزہ دکھاؤ کہ میں اسلام قبول کر لوں۔"

"آپ کون سا معجزہ دیکھنا چاہتے ہیں؟"

"چاند کو دو ٹکڑے کر دو اور وادی مکہ کے بے ثمر درختوں سے پھل لگاؤ۔"

حضور اپنے چچا کے ساتھ وادی مکہ میں آئے۔ آپ نے دعا فرمائی تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور بے ثمر درختوں سے ایسا پھل ظاہر ہوا جو شہد سے بھی زیادہ شیریں تھا۔ یہ دیکھتے ہی حمزہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

Scanned with CamScanner

معجزہ

پرندے کا نطق

حضور علیہ السلام کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق جب غارِ حرا میں داخل ہوئے تو انھوں نے دیکھا کہ پہاڑ کی چوٹی پر ایک پرندہ بیٹھا ہوا تھا جو نہ تو کچھ کھاتا تھا اور نہ ہی پیتا تھا اور نہ ہی وہ اپنی جگہ سے اڑتا تھا۔ حضرت ابوبکر نے متعجب ہو کر حضور سے پوچھا۔ حضور نے اللہ سے دریافت فرمایا:

"پروردگار! تین دن ہوئے ہیں اس پرندہ نے کھایا پیا کچھ بھی نہیں۔"

اللہ نے فرمایا:

"ابوبکر سے کہیئے کہ وہ اس پرندہ سے خود پوچھیں۔"

حضرت ابوبکر نے پرندہ سے پوچھا تو قدرت نے اُسے گویائی عطا فرمائی۔

پرندہ بولا:

"بارہ ہزار سال ہوئے، اللہ نے مجھے پیدا فرما کر اس چٹان پر بٹھا رکھا ہے۔ میں نے آج تک کھایا پیا کچھ بھی نہیں۔ بھوک لگتی ہے تو تیرے حب داروں کی خیر مانگتا ہوں اور سیر ہو جاتا ہوں۔ پیاس لگتی ہے تو تیرے دشمنوں پر لعنت بھیجتا ہوں اور پیاس بجھ جاتی ہے۔"

معجزہ

اجنبی شہید

روایت ہے کہ ایک روز حضور تشریف فرما تھے۔ ایک نوجوان گھوڑ سوار آیا۔ وہ گھوڑے سے اُتر کر حضور کی خدمت میں کھڑا ہو گیا۔ اس نے اللہ کی حمد بیان کی۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ حضور نے فرمایا:

"کوئی حاجت رکھتے ہیں آپ؟"

"جی حضور"

"کیا حاجت ہے؟"

"یہی کہ مجھ پر اللہ اور رسول راضی ہو جائیں۔"

نوجوان نے مزید کہا:

"ماں باپ سے ورثہ میں مجھے ایک ہزار دینار ملے ہیں۔ میرے والدین اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے تھے وہ رقم لے کر آیا ہوں سرکار! آپ جہاں چاہیں اسے صرف فرمائیے۔"

نوجوان نے اپنی بات کہی تو فوراً جبرئیل حاضر ہو گئے۔

"جوان جو کچھ دے رہا ہے، لے لیجئے یا رسول اللہ۔"

حضور نے جوان سے ایک ہزار دینار لے کر صحابہ میں تقسیم کر دیئے۔ تھوڑی دیر گذری تھی کہ جہاد فی سبیل اللہ کا حکم دے دیا گیا۔

حضور صحابہ کے ہمراہ غزوہ پر تشریف لے گئے۔ دونوں لشکر آپس میں ٹکرائے۔ صحرا سے ایک گھوڑ سوار آیا اور میدان جنگ میں کود پڑا۔ وہ کافروں کے ساتھ اس بے جگری سے لڑا کہ سینتیس کافر ہلاک کر دیے۔ ناگاہ اسے تیر لگا اور وہ گھوڑے سے گر پڑا۔ گرتا پڑتا وہ حضور کے قدموں تک پہنچ گیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ یہ وہی نوجوان تھا جس نے ایک ہزار دینار حضور کی خدمت میں پیش کیے تھے۔ حضور نے سخاوت کے دھنی مجاہد کو دیکھا تو آپ آبدیدہ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا:

"خدا تجھے جزائے خیر عطا فرمائے۔ جوان بتاؤ اس وقت تمہاری خواہش کیا ہے؟"

"سرکار! مجھے کسی چیز کی تمنا نہیں صرف اپنے خالو ابوموسیٰ اشعری کو دیکھنا چاہتا ہوں۔"

حضور کسی کو ابوموسیٰ کی تلاش میں بھیجنے ہی والے تھے کہ اچانک سامنے سے ابوموسیٰ اشعری تشریف لے آئے۔ حضرت عمر نے اشعری سے پوچھا:

"کہاں سے آرہے ہو؟"

"لانے والا لایا ہے۔"

حضور آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ حضور کی خدمت میں فوراً جائیے۔"

حضرت عمر کے کہنے پر ابوموسیٰ حضور کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ نوجوان نے انھیں دیکھتے ہی کہا: "خالو جان!" ان سے معانقہ کیا تو جوان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اس کے ساتھ ہی ابوموسیٰ بھی نگاہوں سے غائب ہو گئے۔ شہید کی تمنا کو پورا کرنے کے لیے اللہ نے ایک فرشتہ کو ابوموسیٰ کی صورت میں بھیج دیا تھا۔

حضور نے اپنے دست مبارک سے جوان کو لحد میں اتارا تو اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ صحابہ نے عرض کیا!

"آپ نے آنکھیں کیوں بند کر لی ہیں؟"

حضور نے فرمایا:

"شہید کا استقبال کرنے کو جنت کی حوریں آئی ہوئی ہیں۔"

معجزہ

مَکْتُوْبًا فِی التَّوْرٰۃ

روایت ہے کہ شام کا ایک یہودی ہفتہ کے روز تورات کی تلاوت کر رہا تھا۔ اس نے تورات میں چار مقامات پر حضور کی نعت اور صفت دیکھی۔ یہودی نے اسے کاٹ کر جلا دیا۔ دوسرے ہفتہ تورات کھولی تو حضور کی نعت آٹھ مقامات پر موجود پائی، یہودی نے پھر اسے کاٹ کر جلا دیا۔ تیسرے ہفتہ تورات کی تلاوت کرنے لگا تو بارہ مقامات پر حضور کی نعت نظر آئی۔ یہودی سوچ میں پڑ گیا۔ اگر میں اسی طرح کاٹ کاٹ کر جلاتا رہا تو ساری تورات نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں تبدیل ہو جائے گی اس نے اپنے دوستوں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا تو وہ کہنے لگے:

"وہ تو ارض تہامہ کا ایک کذاب ہے معاذ اللہ! تیرے لیے بہتر یہی ہے کہ اس کی نظر تجھ پر نہ پڑے اور نہ ہی تو اسے دیکھے۔"

یہودی نے یہ سن کر کہا:

"موسیٰ کی تورات کا واسطہ! مجھے اس کی زیارت سے نہ روکو۔"

ایک دن وہ شام سے مدینہ روانہ ہو گیا۔ رات دن سفر کرتا ہوا مدینہ پہنچ گیا۔ حضرت سلمان فارسی سے اس کی ملاقات ہو گئی۔ حضرت سلمان بہت حسین تھے۔ یہودی نے یہ گمان کیا کہ شاید یہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ گھوڑے سے

ازکر وہ بولا :

"آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔"

یہ سنتے ہی سلمان رونے لگے ۔ کیونکہ تین روز ہوئے حضور وصال فرما چکے تھے
سلمان سوچنے لگے :

"اگر اسے بتا دیں کہ آپ وصال فرما چکے ہیں تو یہ واپس چلا جائے گا
اگر یہ کہا جائے کہ وہ زندہ ہیں تو یہ جھوٹ ہو گا ۔"

سلمان نے گہری سوچ کے بعد کہا :

"میرے ساتھ آؤ ۔"

سلمان یہودی کو لے کر مسجد میں آ گئے ۔

اصحاب رسول مسجد میں سوگوار بیٹھے تھے ۔ یہودی نے یہ گمان کیا کہ اس بھری محفل میں محمد بھی موجود ہیں ۔ وہ بولا :

"السلام علیک یا ابا القاسم ! السلام علیک یا محمد ۔"

یہ سنتے ہی صحابہ کی چیخیں نکل گئیں ۔ حضرت علی نے یہودی کے پاس آ کر کہا :

"تم کون ہو ؟ تم نے ہمارا زخم تازہ کر دیا ہے ۔ شاید تم کوئی اجنبی ہو ۔ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تین روز ہوئے ہمارے آقا ہمیں داغ مفارقت دے گئے ہیں ۔"

یہ سنتے ہی اس کی چیخ نکل گئی ۔ اس نے کہا :

"افسوس میرا سفر ضائع ہو گیا ۔ کاش میری ماں نے مجھے جنم ہی نہ دیا ہوتا ۔ کاش میں نے تورات نہ پڑھی ہوتی ۔ کاش میں نے تورات میں نعت محمد نہ پڑھی ہوتی اور اگر پڑھ ہی بیٹھا تھا ۔ تو کاش میں محمد صلی اللہ علیہ

وسلم کے دیدار سے محروم نہ رہتا ۔"

یہ کہہ کر یہودی نے کہا :

"میرے سامنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا بیان کرو ۔"

یہودی کی درخواست پر حضرت علی نے فرمایا :

"آپ میانہ قد اور موزوں اندام تھے ۔ رنگ سرخ و سفید تھا ۔ پیشانی چوڑی اور ابرو پیوستہ تھے ۔ جبین مبارک درازی مائل ، چہرہ ہلکا یعنی بہت پُرگوشت نہ تھا ۔ دہانہ کشادہ تھا ۔ دندان مبارک بہت پیوستہ نہ تھے ۔ گردن اونچی اور سر بڑا تھا ۔ سینہ کشادہ اور فراخ تھا ۔ سر کے بال نہ پیچیدہ اور نہ ہی سیدھے تھے ۔ ریش گھنی تھی ۔ آنکھیں سیاہ سرگیں اور پلکیں بڑی بڑی تھیں ۔ شانے پُرگوشت اور مونڈھوں کی ہڈی بڑی تھی ۔ سینہ مبارک میں ناف تک بالوں کی ہلکی لکیر تھی ۔ شانوں اور کلائیوں پر بال تھے ۔ ہتھیلیاں پُرگوشت اور چوڑی کلائیاں لمبی اور پاؤں کی ایڑیاں نازک اور ہلکی تھیں ۔ پاؤں کے تلوے بیچ سے ذرا خالی تھے ۔ مسکراتے تو دندان مبارک سے نور پھوٹ نکلتا تھا ۔ دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی ۔"

یہ سن کر یہودی نے کہا :

"تم نے سچ کہا ۔ علی ! ان کا کوئی لباس دکھاؤ ۔"

یہ سن کر حضرت علی نے سلمان کو فاطمہ کے گھر بھیج دیا کہ حضور کا جُبّہ لے آؤ ۔

سلمان دروازہ پر پہنچے تو خاتون جنت کے رونے کی آواز آئی ۔ آپ کہہ رہی تھیں :

"یا فخر الانبیاء یا زین الاولیاء"

ماں کے ساتھ حسنین بھی رو رہے تھے۔ سلمان نے دروازہ پر دستک دی۔

گھر سے آواز آئی:

"یتیموں کے دروازہ پر کون ہے؟"

"سلمان ہوں۔ حضرت علی نے حضور کا جبّہ منگوا بھیجا ہے۔"

فاطمہ پھر رونے لگیں اور بولیں:

"اب حضور کا جبّہ کون پہنے گا؟"

سلمان نے صورت حال عرض کی تو فاطمہ نے حضور کا جبّہ مبارک نکالا۔ جبّہ پر سات جگہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ حضرت سلمان نے جبّہ لیا اور حضرت علی کے پاس لے آئے۔ حضرت علی نے جبّہ چوما پھر سونگھا۔ تمام صحابہ نے حضور کے جبہ کو بوسے دیے۔

حضرت علی نے جبہ یہودی کے حوالے کر دیا۔ اس نے بھی سونگھ کر کہا:

"کتنی پاکیزہ اور لطیف خوشبو ہے!"

یہودی حضور کی قبر انور پر کھڑا ہو گیا۔ آسمان کی طرف منہ کر کے بولا:

"یارب! میں گواہی دیتا ہوں کہ تو احد ہے صمد ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ صاحب قبر تیرے رسول ہیں، محبوب ہیں۔ مولیٰ! میرا سلام تجھے منظور ہے تو اسی وقت میری روح قبض کر لے۔"

یہ کہتے ہی وہ غش کھا کر گر پڑا اور حضور کے قدموں میں جان دے دی۔ حضرت علی نے اسے غسل دیا۔ جنازہ کے بعد اسے جنت البقیع میں دفن کر دیا۔

معجزہ

اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

حضرت انس سے روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے فرمایا:

کہ جب ہم غار میں تھے تو کافروں کو اپنے سر پر موجود پا کر میں نے حضور سے عرض کیا:

"یارسول اللہ! اگر کافروں نے اپنے قدموں پر نظر ڈالی تو وہ ہمیں دیکھ لیں گے۔"

حضور نے فرمایا:

"صدیق! ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ ہم دو ہیں اور تیسرا ہمارا خدا ہے"

یہ کہہ کر حضور نے غار کے ایک کونہ پر اپنا دست مبارک رکھا تو غار پھٹ گئی۔ سامنے ایک عظیم سمندر نظر آیا۔ ساحل پہ ایک مربوط کشتی نظر آئی۔ حضور نے فرمایا:

"ابوبکر! کافر غار میں داخل ہو گئے تو ہم اس کشتی پر سوار ہو جائیں گے۔ تم فکر مت کرو۔"

معجزہ

جابر کا مکان، ایک ہزار مہمان

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ خندق کے موقع پر ہم نے تین روز تک کھانا نہیں کھایا تھا۔ میں نے بیوی سے کہا:

"گھر میں کھانے کے لیے کچھ موجود ہے کیا؟ حضور کو میں نے شدید بھوک میں دیکھا ہے۔"

یہ سنتے ہی بیوی ایک تھیلا لائی جس میں کچھ گندم تھی۔ میں نے بکری کا ایک بچہ ذبح کیا۔ بیوی نے گندم پیس کر آٹا گوندھا۔ اور گوشت ہنڈیا میں ڈال دیا۔

حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے عرض کیا:

"آپ پر میرے ماں باپ قربان یا رسول اللہ! تین روز سے آپ نے کھانا تناول نہیں فرمایا ہے۔ میں نے گھر میں گوشت روٹی کا اہتمام کیا ہے۔ آپ چند دوستوں کو ساتھ لے آئیے اور کھانا تناول فرمائیے۔"

حضور نے تمام رضا کاروں کو بلند آواز سے فرمایا:

"جابر نے ہماری دعوت کی ہے۔ آئیے سب جابر کے گھر چلیں۔"

پھر حضور نے مجھ سے فرمایا:

"جابر! جب تک میں نہ آجاؤں ہنڈیا نہ اُتارنا اور نہ ہی روٹیاں پکانا"

حضور تشریف لائے تو میں نے آپ کی خدمت میں ہنڈیا پیش کر دی۔ حضور نے اس میں لعاب مبارک ڈالا۔ آٹے میں بھی تھوک مبارک ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی

اور مجھ سے فرمایا:

"جابر روٹیاں پکاتے جاؤ اور ہنڈیا سے سالن نکالتے جاؤ۔"

اس روز خندق کی کھدائی کرنے والے صحابہ کی تعداد ایک ہزار تھی۔ خدا کی قسم سب نے پیٹ بھر کر کھایا لیکن گوشت روٹی میں کچھ کمی نہ ہوئی۔

Scanned with CamScanner

معجزہ

شفا دینے والا

حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے صحابہؓ کے ایک گروہ کو ابو رافع کے قتل پر مامور فرمایا۔ عبداللہ بن عتیکؓ رات کے وقت ابو رافع کے مکان میں داخل ہو گئے۔ وہ سو رہا تھا۔ عبداللہؓ نے اسے قتل کر دیا۔

عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس کے پیٹ پر تلوار ماری تو پشت سے نکل آئی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ مر گیا ہے۔ میں نے دروازہ کھولا، اندھیری رات تھی سیڑھی پر قدم رکھا تو پھسل گیا۔ میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ اپنی پگڑی پھاڑ کر میں نے پنڈلی پر باندھ لی۔ اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ موذی کا قصہ تمام ہوا۔ پھر میں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری پنڈلی ٹوٹ گئی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ پاؤں پھیلا دیں۔ میں نے پاؤں پھیلا دیے۔ آپؐ نے اپنے دستِ کرم سے میری پنڈلی پر مالش فرمائی تو میں اسی وقت شفایاب ہو گیا جیسے پنڈلی کبھی ٹوٹی ہی نہ تھی۔

معجزہ

انگلیاں ہیں فیض پر

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حدیبیہ کے روز صحابہؓ کو سخت پیاس لگی۔ حضورؐ کے پاس پانی کی چھاگل تھی آپؐ نے اس سے وضو فرمایا تو صحابہؓ نے کہا:

”حضورؐ ہمارے پاس پانی کی بوند تک نہیں ہے۔ ہم پانی کہاں سے پئیں اور وضو کیسے کریں؟ صرف آپؐ کی چھاگل میں کچھ پانی ہو گا۔“

حضورؐ نے اپنی چھاگل پر اپنا دستِ مبارک پھیرا تو آپؐ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی بہنے لگا۔ ہم نے جی بھر کر پیا اور سب نے وضو بھی کیا۔ جابرؓ سے پوچھا گیا:

”آپ کی تعداد کتنی تھی؟“

تو جابرؓ نے کہا:

”ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی کم نہ ہوتا۔ ویسے اس وقت ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔“

معجزہ

درختوں کی اطاعت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک وادی میں اُترے۔ رات وہیں قیام کیا۔ صبح ہوئی تو حضور قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں کوئی باپردہ جگہ نہ تھی۔ آپ نے وادی کے کنارے دو درخت دیکھے۔ آپ ایک درخت کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کی ٹہنی پکڑ کر فرمایا:

"اللہ کے حکم سے میری اطاعت کرو۔"

پھر حضور دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کی ٹہنی کو بھی حضور نے پکڑ فرمایا:

"اللہ کے حکم سے میری اطاعت کرو۔"

"اس کے بعد حضور نے دونوں درختوں کو حکم دیا۔

"مجھ پر پردہ ڈال دو۔"

دونوں درختوں نے حضور پر اپنی ٹہنیاں جھکا کر پردہ کر دیا۔ آپ نے قضائے حاجت فرمائی۔

جابر کہتے ہیں کہ حضور فارغ ہوئے تو میں انہی کی طرف آرہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ دونوں درخت اپنی اپنی جگہ واپس جارہے تھے۔

معجزہ

ہمارے طبیب

یزید بن ابی عبیدہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سلمہ کی پنڈلی میں چوٹ کا نشان دیکھا تو ان سے پوچھا:

"سلمہ! یہ چوٹ کیسی ہے؟"

سلمہ نے کہا:

"خیبر کے دن مجھے پنڈلی پر گہرا زخم آگیا تھا۔ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ زخم کا ٹھیک ہونا مشکل ہے۔ میں حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے زخم پر تین بار تھوکا۔ اسی لمحہ میں بالکل صحت یاب ہو گیا۔ آج تک مجھے پنڈلی میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔"

Scanned with CamScanner

معجزہ

لعابِ دہن کا اثر

سہل بن سعد سے روایت ہے کہ خیبر کی ایک شام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کل میں پرچم اُس شخص کو دوں گا جو خدا اور رسول سے محبت رکھتا ہے اور خدا و رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اسی کے ہاتھوں فتح ہو گی۔"

صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا:

"علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟"

صحابہ نے عرض کیا:

"ان کی آنکھیں دُکھتی ہیں۔"

حضرت علی کو بلایا گیا۔ حضور نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈال کر دُعا فرمائی۔ علی کی آنکھیں فوراً دکھنا بند ہو گئیں اور حضور نے انھیں پرچم عطا فرما دیا۔

معجزہ

غزوۂ حُنین

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حُنین کے روز میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ لشکرِ کفار اور عساکرِ اسلام کا مقابلہ ہوا تو مسلمان پیچھے ہٹنے لگے۔ حضور نے اپنے خچر کو ایڑ لگائی۔ میں نے لگام پکڑ رکھی تھی اور ابوسفیان بن حارث نے رکاب تھام رکھی تھی۔ حضور نے کچھ کنکر کافروں کی جانب پھینکے۔ ربِّ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اسی وقت کافر پیچھے ہٹنے لگے۔

معجزہ

اُمِّ ابی ہُریرہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ آپ کہتے ہیں کہ میری ماں مشرکہ تھی ۔ میں اسے اسلام کی دعوت دیتا رہتا تھا ۔ ایک دن میں نے ماں سے اسلام قبول کر لینے کے لیے کہا تو اس نے انکار کر دیا ۔ میں بہت دل گرفتہ ہوا اور روتا ہوا بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا ۔ میں نے عرض کیا :

"دعا فرمایئے حضور کہ خدا میری ماں کو ہدایت نصیب فرمائے ۔"

حضور نے دعا فرمائی :

"یا اللہ ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما ۔"

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ حضور نے دعا فرمائی تو میری خوشی کا ٹھکانا نہیں تھا ۔ میں گھر آیا ۔ دروازہ پر پہنچا تو وہ بند تھا ۔ ماں نے میرے قدموں کی آہٹ پہچان کر کہا :

"ابوہریرہ ! ٹھہرو ۔"

میں دروازہ پر کھڑا رہا ۔ میں نے گھر میں پانی گرنے کی آواز سنی ۔ ماں نے غسل کیا ، لباس پہنا اور سر پر چادر لیے بغیر ہی بہت جلد دروازہ کھول دیا ۔ ماں نے مجھے دیکھتے ہی کہا :

"ابوہریرہ ! اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ"

میں خوشی سے پاگل ہو گیا ۔ مسرت کے آنسو نکل آئے ۔ میں نے حضور کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ ماں نے اسلام قبول کر لیا ہے ۔ حضور نے میری ماں کے اسلام قبول کرنے پر خدا کی حمد فرمائی ۔

معجزہ

کھجوروں میں برکت

حضرت جابر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے وصال کیا تو ان پر قرضہ تھا ۔ میں نے قرض خواہوں سے کہا کہ قرض کے بدلے کھجوریں لے لو ۔ انھوں نے انکار کر دیا ۔ میں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا :

"آپ جانتے ہیں کہ میرے والد اُحد کے روز شہید ہو گئے تھے ۔ ان پر بہت سا قرضہ تھا ۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں تا کہ قرض خواہ آپ کو دیکھ لیں ۔"

حضور نے فرمایا :

"ٹھیک ہے پہلے تم جاؤ اور کھجوروں کو ایک کوزہ میں جمع کر دو ۔ میں ابھی آتا ہوں ۔"

میں نے حکم کی تعمیل کی ۔ حضور تشریف لے آئے ۔ آپ کھجوروں کے کھلیان کے گرد تین چکر لگا کر بیٹھ گئے اور فرمایا :

"قرض خواہوں کو بلاؤ ۔"

میں نے قرض خواہوں کو بلایا تو حضور کھجوریں تول تول کر انھیں دیتے رہے حتیٰ کہ میرے والد کا تمام قرضہ اٹھ گیا ۔ حضور کے دست کرم کی بدولت میرے کھلیان بھی محفوظ رہے اور ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی ۔

معجزہ

تکثیرِ طعام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ابو طلحہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے امّ سلیم سے کہا:

"گھر میں کچھ کھانے کو ہے؟ میں نے حضور کی آواز میں ضعف دیکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھوکے ہیں۔"

امّ سلیم نے کہا:

"ہاں! موجود ہے۔"

یہ کہہ کر وہ کچھ روٹیاں لے آئی۔ انھیں چادر میں لپیٹ کر رکھ دیا اور مجھے حضور کی خدمت میں بھیج دیا۔ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے گرد بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا تو حضور مجھ سے مخاطب ہوئے:

"ابو طلحہ! تمہیں ام سلیم نے بھیجا ہے؟"

"جی ہاں۔"

"کھانے کے لیے؟"

"جی حضور"

یہ سنتے ہی حضور نے اپنے گرد موجود سب لوگوں سے فرمایا:

"اٹھیے! ابو طلحہ کے گھر چلتے ہیں۔"

"حضور کے حکم پر سب لوگ میرے گھر آنے کے لیے تیار ہو گئے۔

میں فوراً ام سلیم کے پاس آیا اور کہا:

"حضور بہت سے لوگوں کو ساتھ لا رہے ہیں۔ ہمارے پاس تو اتنا کھانا نہیں جو سب کو کھلایا جا سکے۔"

ام سلیم نے کہا:

"حضور سب کچھ جانتے ہیں۔"

حضور تشریف لائے تو ام سلیم سے فرمایا:

"روٹیوں کے ٹکڑے کر کے ان میں گھی ملا دو۔"

ام سلیم نے حکم کی تعمیل کی تو آپ نے فرمایا:

"جو اللہ کو منظور ہے۔"

پھر ابو طلحہ سے فرمایا:

"دس دس آدمیوں کو بلاتے جاؤ۔"

ابو طلحہ کہتے ہیں کہ ستّر آدمیوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ ان کے بعد حضور نے ہمارے ساتھ مل کر کھانا تناول فرمایا۔ میں نے دیکھا کہ کھانے میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں ہوئی تھی ____ حضور نے برکت جو ڈال دی تھی۔!

Scanned with CamScanner

معجزہ

تکثیرِ آب

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زوراء کے مقام پر تھے۔ آپ کی خدمت میں پانی کا ایک برتن پیش کیا گیا۔ آپ نے برتن میں دستِ مبارک ڈالا تو آپ کی انگلیوں سے پانی جاری ہو گیا۔ جس سے تمام صحابہ نے وضو کیا۔ حضرت انس سے پوچھا گیا:

"اس وقت آپ لوگوں کی تعداد کیا تھی؟"

حضرت انس نے فرمایا:

"تین سو"

معجزہ

طعام میں برکت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کی شادی حضرت زینب سے ہوئی، اُمّ سلیم نے مجھے کچھ کھجوریں، گھی اور پنیر دے کر حضور کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ حضور کی خدمت میں میرا سلام کہہ دینا اور کہنا کہ ام سلیم کی جانب سے ہدیہ قبول فرمائیے۔ میں حضور کی خدمت میں سلام اور پیغام لے کر حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا:

"فلاں فلاں شخص کو بلا لاؤ۔ اور ہاں تمہیں جو بھی ملے اسے بھی لیتے آنا۔"

حضور نے جن جن کے نام لیے تھے، میں انہیں لے آیا۔ راستہ میں جو بھی ملتا رہا میں اُسے بھی حضور کی دعوت دیتا رہا۔ واپس آیا تو مہمانوں سے گھر بھر چکا تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضور نے کھانے پر ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھا۔ پھر آپ دس دس کی ٹولیاں بلاتے رہے۔ حضور ان سے فرما رہے تھے:

"اللہ کا نام لے کر کھاتے جاؤ۔"

ایک گروہ کھا لیتا تو دوسرا آجاتا۔ یہاں تک کہ تمام مہمان کھانا کھا چکے تو حضور نے مجھ سے فرمایا:

"انس! کھانا اٹھا لو۔"

میں نے کھانا اٹھا لیا۔ اس وقت میرے لیے اندازہ کرنا بہت مشکل تھا کہ کھانا کم ہوا ہے یا زیادہ ہو گیا ہے۔ حضرت انس سے پوچھا گیا کہ مہمانوں کی تعداد کتنی تھی تو آپ نے فرمایا: "تین سو سے زیادہ ہوں گے۔"

معجزہ

مہمانِ خصوصی

حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ابوطالب حضور کو ساتھ لے کر شام کے لیے روانہ ہوئے۔ ان کے ہمراہ شیوخ قریش بھی تھے۔ وہ ایک راہب کے معبد کے پاس اتر گئے۔ وہ اونٹ باندھ رہے تھے کہ راہب نے معبد سے نکل کر ان کا استقبال کیا۔ یہ لوگ پہلے بھی اس معبد سے گذرا کرتے تھے۔ لیکن راہب اپنے معبد سے کبھی نہیں نکلا تھا، یہ پہلا موقع تھا کہ راہب نے ان کا گرمجوشی سے استقبال کیا تھا۔ راہب نے آتے ہی حضور کا ہاتھ پکڑا اور کہا:

"یہ سیدالمرسلین ہیں، رسول رب العالمین ہیں اور خدا کی عطا سے رحمۃ للعالمین ہیں۔"

شیوخ قریش نے راہب سے کہا:

"آپ کو کیسے معلوم ہوا؟"

راہب نے جواب دیا:

"تم لوگ جب عقبہ سے نمودار ہوئے تو میں نے دیکھا کہ شجر و حجر ان کو سجدہ کر رہے ہیں۔ یہ بات سوائے نبی کے کسی دوسرے شخص کے لیے نہیں ہو سکتی۔ میں نبوت کی اس مُہر کو بھی جانتا ہوں جو ان کے کندھوں کے درمیان ہے۔"

یہ کہہ کر راہب معبد میں داخل ہو گیا۔

راہب نے ان کی شاندار ضیافت کی۔ دستر خوان پر جب سب مہمان آ گئے تو راہب نے کہا:

"تمہارا سردار محمد الامین کہاں ہیں؟"

شیوخ بولے:

"وہ اونٹوں کی نگہداشت کر رہے ہیں۔"

راہب نے کہا:

"یہ ضیافت درحقیقت انھی کے اعزاز میں ہے۔ لہٰذا انھیں بلائیے۔"

شیوخ نے حضور کو بلایا۔ حضور آئے تو ان کے سر پر بادل نے سایہ کر رکھا تھا۔

راہب نے قسم دے کر پوچھا:

"ان کا سرپرست کون ہے؟"

شیوخ نے ابوطالب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ ہیں۔"

راہب نے ابوطالب سے کہا:

"ان کی حفاظت کرتے رہنا۔"

ابوطالب نے اسی وقت حضور کو ابوبکر کے ساتھ واپس بھیج دیا۔ حضور واپس جانے لگے تو راہب نے آپ کو شہد اور زیتون پیش کیا۔

Scanned with CamScanner

معجزہ

گواہی

حضرت ابن عمر سے روایت ہے آپ کہتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم حضور کے ہمراہ تھے۔ ایک اعرابی آیا۔ حضور نے اسے فرمایا:

"کلمہ پڑھو"

"آپ جو کہہ رہے ہیں اس پر گواہ کون ہے؟"

"سامنے والا درخت!"

وادی کے ایک درخت کو حضور نے بلایا۔ درخت فرمانبردار بن کر حاضر ہو گیا۔ درخت نے تین مرتبہ کہا:-

"آپ رسول اللہ ہیں۔ یہ کہہ کر درخت اپنی جگہ واپس چلا گیا۔

معجزہ

کھجوروں کی گواہی

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ ایک بدو نے حضور سے کہا:

"کیا ثبوت ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ کھجور کے پھل سے کہیے کہ وہ آپ کی رسالت کی گواہی دے۔"

حضور نے پکارا تو کھجور کا پھل درخت سے ٹوٹ کر حضور کے قدموں میں گرنے لگا۔ کھجوروں سے آواز آئی:

"ہم گواہی دیتی ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔"

یہ سنتے ہی بدو پکار اٹھا:

"اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ"

معجزہ

بھیڑیے کی گواہی

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک ریوڑ پر بھیڑیے نے حملہ کیا اور بکری کو دبوچ لیا۔ چرواہے نے دوڑ کر بھیڑیے سے بکری آزاد کرالی۔ بھیڑیا ایک پہاڑی پر چڑھ کر بولا:

"چرواہے! تونے مجھ سے میرا رزق چھین لیا ہے۔"

چرواہے نے بھیڑیے کو کلام کرتے دیکھا تو حیرت سے کہنے لگا:

"خدا کی قسم! کتنے تعجب کی بات ہے؛ میں نے آج تک بھیڑیے کو انسان کی طرح بات کرتے نہیں سُنا تھا۔"

بھیڑیے نے چرواہے سے کہا:

"اس سے بھی زیادہ تعجب تو تم لوگوں پر ہے کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں نجات کی طرف بلاتے ہیں اور تم لوگ ہو کہ ان سے فرار کرتے ہو۔ ان کی بات تک سننا گوارا نہیں کرتے۔"

چرواہا یہودی تھا وہ فوراً بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ بھیڑیے کی داستان سنا کر کلمہ پڑھا اور وہ مسلمان ہو گیا۔

معجزہ

لُقمہ بول اٹھا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے گوشت پکایا۔ اس میں زہر ڈال کر حضور کی خدمت میں ہدیۃً پیش کر دیا۔ آپ نے چند لقمے تناول فرمائے اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ حضور نے عورت کو بلا بھیجا۔ وہ آگئی تو آپ نے فرمایا:

"تم نے گوشت میں زہر کیوں ڈالا تھا؟"

عورت نے کہا:

"آپ سے کس نے کہا ہے؟"

"اسی لقمے نے جو میرے ہاتھ میں ہے۔"

عورت نے کہا:

"آپ نے سچ فرمایا ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ اگر آپ سچے نبی ہوں گے تو زہر آپ کو نقصان نہیں دے سکتا اور اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہم آپ سے خلاصی پائیں گے۔"

حضور نے عورت کو معاف کرتے ہوئے مواخذہ نہ فرمایا۔

Scanned with CamScanner

معجزہ

برکت ہی برکت

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں کچھ کھجوریں لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ان کھجوروں میں برکت کی دعا فرمائیے۔ حضور نے کھجوریں لے کر انھیں دبایا اور برکت کی دعا فرمائی۔ پھر مجھ سے فرمایا:

"یہ لو کھجوریں اور انھیں تھیلے میں ڈال دو۔ جب جی چاہے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر نکال لیا کرنا۔ لیکن ظاہر نہ کرنا۔"

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ وہ تھیلا ہر وقت میرے ساتھ رہا کرتا تھا۔ جب جی چاہتا تھا، اس میں ہاتھ ڈال کر کھجوریں نکال لیا کرتا تھا خود بھی کھایا کرتا اور دوسروں کو بھی کھلایا کرتا تھا۔ یہ تھیلا حضرت عثمان کی شہادت تک میرے پاس رہا۔ وہ شہید ہوئے تو کھجوریں بھی ختم ہو گئیں۔

معجزہ

خدیجہ! سورج تیرے آنگن میں

روایت ہے کہ حضرت خدیجہ نے خواب دیکھا کہ آسمان سے سورج ان کے آنگن میں اتر آیا ہے اور مکّہ کا گھر گھر منوّر ہو گیا ہے۔ خدیجہ بیدار ہوئیں تو اپنے چچا ورقہ بن نوفل کو خواب سنایا۔ وہ مکّہ میں معتبر عالم گنے جاتے تھے۔ ورقہ نے کہا۔

"بیٹی! تیرے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ نبی آخر الزّماں تیرے شوہر ہوں گے۔"

"چچا جان! وہ نبی کس شہر سے ہوں گے؟"

"مکّہ سے۔"

"کس قبیلہ سے؟"

"قریش سے۔"

"قریش کی کس شاخ سے؟"

"بنی ہاشم سے۔"

"ان کا نام کیا ہوگا؟"

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔"

چچا سے خواب کی تعبیر سن کر خدیجہ بے قرار رہنے لگیں۔ وہ اس انتظار میں رہنے لگیں کہ میرے آنگن میں سورج کب اترے گا؟

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چچا ابوطالب کے گھر کھانا کھا رہے تھے۔ ابوطالب اور عاتکہ حضور کے حسنِ آداب اور حسنِ سیرت کی تعریفیں کر رہے تھے۔

وہ آپس میں کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب ماشاء اللہ جوان ہو گئے ہیں۔ ہم میں اتنی توفیق نہیں کہ ان کی شادی کر سکیں۔ نہ جانے خدا کو کیا منظور ہے؟ عاتکہ نے ابو طالب سے کہا:

” بھائی جان! خدیجہ امن والی خاتون ہیں۔ ان سے جو بھی وابستہ ہوا ہے، اس کے معاش میں برکت ہوئی ہے۔ وہ شام کی طرف ایک تجارتی قافلہ بھیجنے والی ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر خدیجہ کے ہاں کام کرنا مناسب سمجھیں تو کچھ رقم مل جائے گی اور ہم ان کی شادی کر سکیں گے“

ابو طالب کو عاتکہ کی تجویز پسند آئی۔ انھوں نے حضور سے مشورہ کیا تو آپ رضامند ہو گئے۔

عاتکہ نے خدیجہ کے گھر جا کر کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ہاں کام کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر خدیجہ گہری سوچ میں پڑ گئیں۔ وہ دل ہی دل میں کہنے لگیں کہ یہ تو میرے خوابوں کی تعبیر ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عربی بھی ہیں قریشی بھی ہیں، مکی بھی ہیں، ہاشمی بھی اور سب سے بڑی بات یہ کہ ان کا نام بھی محمد ہے۔ خدیجہ کو اسی وقت تحریک ہوئی کہ وہ عاتکہ کو نکاح کا پیغام دے دیں لیکن نہ جانے کسی مصلحت کی بنا پر وہ اپنے جذبات کا اظہار نہ کر سکیں۔ خدیجہ نے عاتکہ سے کہا:

” میں قافلہ کے عام ملازمین کو بیس دینار دیتی ہوں لیکن محمد کو پچاس دینار دوں گی“

عاتکہ گھر لوٹیں تو بہت خوش تھیں۔ انھوں نے ابو طالب کو بتایا کہ خدیجہ سے کیا بات ہوئی ہے۔ چچا نے حضور سے کہا:

” قرۃ العین محمد! خدیجہ کے ہاں جاؤ اور جو کام وہ تمہارے سپرد کرے خوش

اسلوبی سے کرنا“

حضور خدیجہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ ان کے دروازہ پر بیٹھے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک کر رخسار پر گرنے لگے۔ حضور کے آنسو دیکھ کر آسمان پر فرشتے بھی رونے لگے۔

قافلہ شام کے لیے روانہ ہونے لگا تو میر کارواں میسرہ نے حضور سے کہا:

مد صوف کا لباس پہن لو، سر پر ٹوپی رکھ لو اور اگلے اونٹ کی نکیل پکڑ لو“

حضور نے وہی کیا جو میسرہ نے کہا۔ اب آپ شام کی جانب پیدل سفر کر رہے تھے۔ سفر کے دوران آپ سوچنے لگے:

” آج میری ماں آمنہ اور باپ عبداللہ ہوتے تو یہ غربت نہ دیکھ سکتے۔ انھیں کیا خبر کہ ان کے یتیم پر کیا آن پڑی ہے جو کتنے لمبے سفر پر وطن سے دور جا رہا ہوں!“

قافلہ صحرا میں داخل ہو گیا۔ حجاز کی گرمی نے رنگ دکھانا شروع کیا۔ سفید بادل کا ایک ٹکڑا حضور کے سر پر سائبان بن گیا۔ خدیجہ نے میسرہ کو نصیحت کی تھی کہ جونہی قافلہ شہر سے نکل کر صحرا میں داخل ہو جائے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین لباس پہنا کر سواری پر بٹھا دینا۔ میسرہ نے خدیجہ کی ہدایت پر عمل کیا۔ حضور اونٹ پر بیٹھ گئے، سر پر سفید بادل سایہ کناں تھا۔ قدرت نے ٹھنڈی ہوائیں چلا دیں حضور اونٹ پر سو گئے۔

راستے میں ایک منزل تھی جہاں ایک راہب کا معبد تھا۔ قافلہ وہاں پہنچ کر ایک درخت تلے رک گیا۔ راہب اپنے معبد سے باہر آ گیا۔ اس نے قافلہ پر

بادل دیکھا تو سوچنے لگا کہ اس قافلہ میں یقیناً ایک نبی ہے۔ راہب نے اپنے معبد میں قافلہ کی شاندار ضیافت کی۔ قافلہ والے حضور کو سامان کی نگہداشت پر مامور کر کے خود دعوت اڑانے چلے گئے۔ راہب نے دیکھا کہ بادل کا ٹکڑا معبد میں نہیں آیا۔ وہ دروازہ پر آ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ بادل کا ٹکڑا درخت کے اوپر موجود ہے۔

راہب نے قافلہ والوں سے پوچھا:

"سب لوگ آ گئے ہیں یا سامان کے پاس بھی موجود ہیں؟"

قافلہ والوں نے کہا:

"ہاں ایک یتیم ہے جسے ہم اونٹوں پر لدے سامان کی حفاظت کے لیے چھوڑ آئے ہیں۔"

راہب یہ سنتے ہی باہر نکل آیا۔ وہ حضور کے پاس آیا تو آپ کھڑے ہو گئے۔ آپ نے راہب سے مصافحہ فرمایا۔ راہب نے حضور کا ہاتھ پکڑا اور معبد میں لے آیا۔ حضور بھی دسترخوان پر بیٹھ گئے۔ راہب نے باہر نکل کر دیکھا کہ بادل نے معبد پر سایہ کر رکھا تھا۔ راہب یہ دیکھتے ہی اندر آ گیا اور حضور سے پوچھنے لگا:

"جوان! آپ کس شہر سے ہیں؟"

"مکہ سے۔"

"کس قبیلہ سے؟"

"قریش سے۔"

"قریش کی کس شاخ سے؟"

"بنو ہاشم سے۔"

"آپ کا نام؟"

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم!"

راہب یہ سنتے ہی حضور کے قدموں میں گر پڑا۔ اس نے اٹھ کر حضور کی پیشانی کو چوما اور کہا:

"مجھے ایک علامت دیکھ لینے دیجیے تاکہ مجھے یقین ہو جائے۔"

"کون سی علامت؟"

"اپنی قمیص اتار دیجیے۔"

حضور نے قمیص اتاری۔ راہب نے مہر نبوت کو دیکھا۔ پھر اسے چوما اور اپنا چہرہ مُہرِ نبوت سے ملتے ہوئے کہا:

"اے عرصۂ محشر کی زیب و زینت! اے رفیع الہمت! اے نبی الرحمت! اے شفیع الامت قیامت کے روز میری شفاعت بھی فرمائیے گا"

راہب یہ کہتے ہوئے رو رہا تھا اور زبان پر جاری تھا

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

قافلہ شام پہنچا۔ تجارت سے فراغت ہوئی تو ایک دن ابوبکر، میسرہ اور حضور یہودیوں کی عید دیکھنے کے لیے ان کی عبادت گاہ میں داخل ہوئے! اچانک قندیلوں کی زنجیریں خود بخود ٹوٹ گئیں۔ یہودیوں نے گھبرا کر اپنے راہب سے پوچھا!

"زنجیریں کیوں ٹوٹ گئی ہیں؟"

راہب نے کہا:

"توراۃ میں لکھا ہے کہ نبی آخر الزمان جب یہودیوں کی عیدگاہ میں آئیں گے تو علامات ظاہر ہوں گی شاید وہ آ گئے ہیں۔"

یہودیوں نے شور مچاتے ہوئے کہا:

" اگر ہم نے انھیں دیکھ لیا تو قتل کر دیں گے۔"

یہ کہہ کر وہ حضور کو تلاش کرنے لگے۔ ابوبکر اور میسرہ حضور کو چھپا کر عبادت گاہ سے باہر لے آئے۔ اور مکّہ کے لیے فوری واپسی کی تیاریاں شروع کر دیں۔

میسرہ کا یہ دستور تھا کہ قافلہ مکّہ سے قریب آجاتا تو وہ کسی شخص کو پیشگی اطلاع دے کر خدیجہ کے پاس بھیج دیا کرتا تھا کہ قافلہ جلد مکّہ آنے والا ہے۔ اس دفعہ میسرہ نے حضور سے کہا:

" اگر آپ کو قافلہ کی آمد کی اطلاع دے کر بھیجوں تو کیا آپ جانا پسند کریں گے؟"

حضور نے مان لیا تو میسرہ نے ایک اونٹ کو سجا کر حضور کو اس پر بٹھا دیا۔ اور قافلہ کی آمد کی نوید سنانے کے لیے مکہ بھیج دیا۔ میسرہ نے خدیجہ کے نام ایک خط لکھا اور حضور کے حوالے کر دیا۔ خط کا مضمون یہ تھا:

" خواتینِ قریش کی سردار! امسال پچھلے تمام سالوں سے زیادہ نفع ہوا ہے۔"

حضور نے اونٹ کو ایڑ لگائی اور جلد ہی قافلہ کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔

اللہ نے جبریل سے فرمایا کہ زمین کو سکیڑ دو۔ اسرافیل و میکائیل کو حکم دیا کہ تم محبوب کے دائیں بائیں محافظ بن کر چلو۔ بادل سے کہا کہ حبیب کے سر پر سائبان بن جاؤ اور ہواؤں کو حکم ہوا کہ تمام تر رعنائیوں کے ساتھ چلو۔ اس ماحول میں حضور کو اونٹ پر نیند آگئی۔ آنکھ کھلی تو مکہ نظر آ رہا تھا۔ خدیجہ شام کی راہ پر کھڑی

قافلہ کے انتظار میں تھیں۔ انھوں نے دیکھا کہ دور سے ایک شتر سوار آ رہا ہے جس کے سر پر بادلوں نے سایہ کر رکھا ہے۔ خدیجہ نے لونڈیوں سے کہا:

" سوار کو پہچانو تو وہ کون ہے؟"

ایک لونڈی نے کہا:

" یوں لگتا ہے جیسے محمد الامین ہیں۔"

خدیجہ نے کہا:

" اگر وہ محمد ہی ہوئے تو میں تم سب کو آزاد کر دوں گی۔"

سوار قریب آیا تو دیکھتے ہی خدیجہ نے لونڈیوں کو آزاد کر دیا۔ حضور کا پُر تپاک استقبال کرتے ہوئے خدیجہ نے کہا:

" جس اونٹ پر آپ سوار ہیں، آپ کو ہدیۃً پیش کرتی ہوں۔"

حضور نے میسرہ کا خط خدیجہ کے حوالے کیا اور چچا کے گھر آ گئے۔

چند روز بعد آپ خدیجہ کے گھر آئے۔ خدیجہ نے کہا:

" مرحبا! کیسے آنا ہوا؟"

حضور نے فرمایا:

" چچا نے بھیجا ہے کہ اُجرت کی رقم وصول کر دوں ـــــ وہ میری شادی کرنا چاہتے ہیں۔"

بات کرتے ہوئے حضور نے حیا سے اپنا سر جھکا لیا۔ خدیجہ نے کہا:

" پچاس دینار تو بہت کم رقم ہے۔ اس رقم سے وہ کیا کیا خریدیں گے؟"

خدیجہ نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا:

" آپ کی شادی میں اشرافِ عرب کی ایک خاتون سے نہ کر دوں؟

وہ جمال میں احسن اور مال میں اکثر ہے۔ ملوکِ عرب اس کے شادی کے خواہش مند ہیں لیکن وہ سب کو ٹھکرا چکی ہے۔ لیکن اس خاتون میں ایک عیب ہے ـــــ وہ بیوہ ہے' ـــــ اس عیب کے باوجود اگر آپ اس کو قبول کر لیں تو زندگی بھر وہ آپ کی باندی بن کر رہے گی۔"

حضور نے کوئی جواب نہ دیا، آپ اٹھ کر چچا کے گھر آ گئے۔ اور مغموم ہو کر بیٹھ گئے۔ چچا نے پوچھا:

"بیٹے کیا بات ہوئی، مغموم کیوں ہو؟"

حضور نے جواب دیا:

"خدیجہ نے طرح طرح کی باتیں کی ہیں۔"

حضور نے پھر خدیجہ کی تمام باتوں سے چچا کو آگاہ کیا۔ ابو طالب خدیجہ کے گھر آئے۔ انھوں نے خدیجہ سے کہا:

"خدیجہ! تمہارے پاس مال ہے تو ہمارے ہاں حسب و نسب اور شرف و مجد ہے۔ تم نے میرے عم زاد سے ایسی باتیں کیوں کی ہیں؟"

خدیجہ فوراً اٹھیں اور معذرت کرتے ہوئے بولیں:

"کون ہے جو آپ کے حسب و نسب سے بڑھ سکتا ہے؟ میں نے تو انھیں اشارۃً نکاح کی درخواست کی تھی۔ اگر وہ قبول کر لیں تو میری خوش قسمتی ہو گی اور رد فرمائیں گے تو زندگی بھر شادی نہیں کروں گی۔"

ابو طالب کے ساتھ عاتکہ بھی تھیں۔ انھوں نے خدیجہ سے کہا:

"تمہارے چچا ورقہ بن نوفل اس ارادہ سے باخبر ہیں؟"

خدیجہ نے کہا:

"نہیں! لیکن عاتکہ! میں ابو طالب کو قول دے چکی ہوں۔ آپ میرے چچا کی ضیافت کریں اور ان سے بات کریں۔"

عاتکہ اور ابو طالب یہ سن کر واپس آ گئے۔

ابو طالب کے گھر میں ورقہ بن نوفل کے اعزاز میں ضیافت تھی۔ اشراف عرب کو بھی دعوت پہ بلایا گیا تھا۔ ابو طالب نے ورقہ بن نوفل سے خدیجہ کا سوال کیا تو وہ بولے:

"ابو طالب! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن پہلے مجھے خدیجہ سے مشورہ کر لینے دو۔"

دعوت سے اٹھ کر ورقہ بن نوفل' خدیجہ کے گھر آئے۔ انھوں نے خدیجہ سے پوچھا تو وہ بولیں:

"چچا جان! محمد میں امانت و صیانت ہے۔ حسب و نسب اور شرف و مجد ہے۔ بھلا میں کیسے انکار کر سکتی ہوں؟"

چچا نے کہا:

"لیکن اس کے پاس مال نہیں ہے۔"

خدیجہ نے کہا:

"تو کیا ہوا نہ سہی۔ چچا جان! میرے پاس مال و دولت کی کمی ہے کیا؟ مجھے ان کے مال سے کیا کام؟ میں آپ کو نکاح کی وکالت تفویض کرتی ہوں۔"

چند روز بعد ابو طالب کے گھر میں نکاح کی تقریب ہو رہی تھی۔ حضور

Scanned with CamScanner

نے خود ہی نکاح کا خطبہ پڑھا۔ عشاء کے وقت ابوبکر کو ساتھ لے کر حضور خدیجہ کے گھر تشریف لے گئے۔ ادھر خدیجہ نے حضور کے استقبال کے لیے ایک سو غلام اور کنیزیں دروازہ کے دائیں بائیں کھڑے کر رکھے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں موتیوں سے بھرے طباق تھے۔ حضور تشریف لائے تو انھوں نے آپ کے سر پر موتی نچھاور کیے۔ ابوبکر حضور کو دروازہ پر چھوڑ کر واپس تشریف لے گئے۔ آپ خدیجہ کے گھر میں داخل ہوئے تو خدیجہ نے اٹھ کر حضور کا استقبال کیا اور حضور سے کہا:

"میرے سرتاج! میرے ناطق وصامت مال و منال، نوکر چاکر، سونا چاندی، اونٹ و مکانات جو کچھ بھی ہے اب میرا کچھ نہیں، سب کچھ آپ کا ہے۔ آج سے آپ ہر چیز کے مالک ہیں۔ جہاں چاہیں تصرف کریں۔"

قرآن میں اللہ کے ارشاد ووجدک عائلا فاغنی کا یہی معنی ہے کہ اللہ نے خدیجہ کے مال سے حضور کو غنی کر دیا۔

کہتے ہیں کہ ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی کے چوبیس برس، پانچ ماہ اور سات دن حضور کے ساتھ بسر فرمائے۔ ان میں سے پندرہ برس آغازِ وحی سے پہلے اور باقی وحی کے بعد ——— شادی کے وقت حضور کی عمر مبارک پچیس برس تھی۔ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی اولاد قاسم، طاہر اور مطہر تین بیٹے تھے جو بچپن ہی میں وصال پاگئے اور چار بیٹیاں فاطمہ، زینب، رقیہ اور ام کلثوم تھیں۔ سیدہ فاطمہ کی شادی حضرت علی سے، زینب کی ابوالعاص بن ربیع سے ہوئی۔ ام کلثوم حضرت عثمان بن عفان کے نکاح میں آئیں۔ ان کا وصال ہوا تو حضور نے رقیہ کا نکاح بھی حضرت عثمان ہی سے کر دیا۔ یہ تمام نکاح جمعہ کے روز ہوئے۔

معجزہ

نکاح جو عرش پر ہوا، گواہی جو اللہ نے دی

روایت ہے کہ ام المومنین حضرت خدیجہ کی وفات پر حضور کو بہت صدمہ ہوا۔ ایک دن جبریل جنت سے ایک ورق لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس ورق پر ایک تصویر تھی۔ جبریل نے وہ تصویر حضور کو دکھاتے ہوئے عرض کیا:

"اللہ نے آپ کو سلام بھیجا ہے یا رسول اللہ اور فرمایا ہے کہ اس دوشیزہ کے ساتھ ہم نے آپ کا نکاح عرش پر کر دیا ہے۔ آپ اس کے ساتھ فرش پر نکاح فرما لیجیے گا۔"

یہ کہہ کر وہ تصویر جبریل نے حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔ حضور نے جبریل سے فرمایا:

"جبریل جانتے ہو یہ تصویر کس کی ہے؟"

جبریل نے کہا:

"جانتا ہوں سرکار! یہ آپ کے دوست صدیق اکبر کی بیٹی عائشہ کی تصویر ہے!"

حضور نے سیدنا ابوبکر صدیق کو بلا کر فرمایا:

"ابوبکر! اللہ نے عرش پر میرا نکاح عائشہ کے ساتھ کر دیا ہے اور حکم

فرمایا ہے کہ اب تم زمین پر عائشہ کے ساتھ شادی کر لو۔"

حضرت ابوبکر نے عرض کیا:

"حضور! آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر۔ عائشہ ابھی چھوٹی ہے۔ وہ آپ کی خدمت کے اہل بھی ہے یا نہیں؟"

"حضور نے فرمایا:

"اہل نہ ہوتی تو خدا اس کا انتخاب ہی نہ فرماتا اور آسمان پر اس کا نکاح نہ فرماتا۔"

حضرت ابوبکر دل و جان سے راضی ہو گئے اور عائشہ کا نکاح حضور کے ساتھ کر دیا۔

حضرت ابوبکر گھر آئے اور ایک طباق میں کھجوریں ڈال کر عائشہ کو دیں اور فرمایا:

"عائشہ بیٹی! یہ کھجوریں حضور کی خدمت میں لے جاؤ اور حضور سے کہو کہ اباجان کہتے ہیں کہ جو چیز آپ نے مانگی تھی، حاضر ہے۔"

عائشہ کھجوریں لے کر حضور کے حجرہ میں حاضر ہوئیں۔ اس وقت آپ اکیلے تھے۔ عائشہ نے طباق حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اور کہا یا رسول اللہ اباجان کہتے ہیں جو چیز آپ نے مانگی تھی حاضر ہے۔

حضور نے مسکرا کر جواب دیا:

"عائشہ! اباجان سے کہنا کہ ہم نے قبول کیا۔"

عائشہ نے گھر آ کر حضور کا جواب سنایا تو باپ نے کہا:

"بیٹی! میں نے تمہارا نکاح حضور سے کر دیا ہے۔" حضرت عائشہ نے شرم و حیا سے سر جھکا لیا۔

امہات المومنین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تین باتوں پر فخر کیا کرتی تھیں۔ پہلی بات یہ کہ جب میرا نکاح ہوا تو میں دوشیزہ تھی۔ دوسری بات یہ کہ

حضور کے ساتھ میرا نکاح عرش پر ہوا تھا اور تیسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے حق میں آیات نازل فرما کر، بہتان تراشی کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔

بہتان کا قصہ یوں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر تشریف لے جاتے تو ازواج مطہرات میں قرعہ اندازی فرمایا کرتے تھے۔ قرعہ میں جس زوجہ کا نام نکلتا تھا۔ وہ سفر میں آپ کے ہمراہ جاتی تھیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ غزوۂ بنی المصطلق پر جانے سے پہلے قرعہ اندازی ہوئی تو میرا نام نکل آیا۔ اس وقت آیۂ حجاب نازل ہو چکی تھی۔ حضور نے میرے لیے ہودج تیار فرمایا۔ میں اس میں بیٹھ گئی۔

ہم غزوہ سے واپس آ رہے تھے۔ مدینہ سے قریب ایک جگہ رات پڑ گئی تو وہاں پڑاؤ ڈالا۔ ہودج سے نکل کر میں وضو کرنے چلی گئی۔ واپس آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ میرا ہار ٹوٹ گیا ہے۔ عقیق یمنی اور دوسرے موتی گر چکے ہیں۔ ہار تلاش کرنے کے لیے میں واپس گئی تو اچانک کوچ کا نقارہ بجا۔ میں ہار تلاش کر رہی تھی کہ قافلہ چل پڑا۔ کہاروں نے میرا ہودج اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا۔ اس وقت میری عمر چھوٹی تھی اور جسم دبلا پتلا تھا۔ کہاروں نے گمان کیا ہو گا کہ میں ہودج میں موجود ہوں۔ میں نے سوچا کہ جب ان لوگوں کو معلوم ہو گا کہ ہودج خالی ہے تو وہ لوگ مجھے لینے کے لیے یقیناً آ جائیں گے۔ میں اسی جگہ بیٹھ گئی جہاں لشکر نے پڑاؤ ڈالا تھا۔ بیٹھے بیٹھے مجھے نیند آ گئی۔

صفوان بن معطل اسلمی لشکر سے پیچھے حفاظت پر مامور تھا۔ صبح ہوئی تو

صفوان نے مجھے دیکھتے ہی پہچان لیا۔ اس نے مجھے جگایا۔ میں نے اٹھتے ہی چادر سے چہرہ ڈھانپ لیا۔ صفوان نے جگاتے وقت مجھے ضرور بلایا تھا لیکن اس کے بعد خدا کی قسم ہے کہ صفوان نے مجھ سے کوئی بات نہ کی۔ اس نے مجھے سواری پر بٹھایا اور خود نکیل پکڑ لی۔ حتیٰ کہ ہم لشکر تک پہنچ گئے۔

بس یہی قصہ تھا لیکن بدبخت لوگ ہلاکت کی راہ چل نکلے۔ سب سے پہلا شخص جس نے لب کشائی کی، منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی سلول تھا۔ دوسرا شخص میرے باپ کا خالہ زاد مسطح تھا۔ ہم مدینہ آ گئے۔ کئی روز یونہی گذر گئے۔ حضور کا میرے ساتھ وہ سلوک نہ رہا جو پہلے تھا۔ حضور مجھے سلام فرماتے لیکن کلام نہیں فرماتے تھے۔ مجھے کچھ پتا نہ تھا کہ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟

ایک رات ام مسطح کے ساتھ میں قضائے حاجت کے لیے باہر گئی۔ ام مسطح نے کہا:

"خدا کرے کہ مسطح ہلاک ہو جائے۔"

میں نے کہا:

"آپ کو اپنے بیٹے کے حق میں یہ بات نہیں کہنا چاہیے تھی۔"

ام مسطح نے کہا:

"میں اسے بددعائیں کیوں نہ دوں؟ عائشہ! انہیں معلوم نہیں کہ وہ تمہارے بارے میں کیا بکواس کرتا پھرتا ہے۔"

"میں نے پوچھا:

"وہ کیا کہتا ہے؟

ام مسطح نے کہا:

"بہتان تراشیاں۔"

مجھے ام مسطح سے حقیقت حال کا علم ہوا تو سخت صدمہ پہنچا۔

گھر آئی تو میں نے حضور کو بلانا چاہا لیکن آپ نے مجھ سے کوئی بات نہ کی۔ میں

نے عرض کیا:

"اگر آپ اجازت دیں تو میں باپ کے گھر چلی جاتی ہوں۔"

حضور نے اجازت دے دی۔ میں اباجان کے ہاں آ گئی۔ میں دن رات رو دیا کرتی تھی۔ آنکھیں سوج گئیں۔ رات کی نیند اڑ گئی اور میں بیمار رہنے لگی۔ ایک دن میں والدین کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ حضور تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا:

"عائشہ میں نے ایسی ویسی باتیں سنی ہیں۔ اگر تم تہمت سے بری ہو تو خدا تمہیں شفا عطا فرمائے اور اگر گناہ کا ارادہ کر بیٹھی تھی تو اللہ سے معافی مانگو اور توبہ کر لو۔ اعترافِ گناہ کے بعد بندہ خدا سے رجوع کرے تو اللہ توبہ قبول کر لیتا ہے۔"

حضور کی باتیں سن کر میرے آنسو رخساروں پر گرنے لگے۔ میں نے اباجان سے روتے ہوئے کہا:

"اباجان! مجھے بات کرنے کا حوصلہ نہیں پڑتا۔ میری طرف سے آپ بات کریں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کہوں؟ عمر چھوٹی ہے اور بات بہت بڑی۔ خدا جانتا ہے کہ تہمت سے بری ہوں۔ آپ لوگ میری صفائی پر کیسے یقین کریں گے؟ میں صرف ایک بات کہوں گی جو بیٹے کے گم ہو جانے پر یعقوب علیہ السلام نے کہی تھی فَصَبْرٌ جَمِيلٌ۔"

یہ کہہ کر میں اٹھی، بستر پر گر پڑی اور زار و قطار رونے لگی۔

میں اپنے آپ کو اس سے بہت کم تر سمجھتی تھی کہ میرے حق میں وحی نازل ہو جائے۔ البتہ مجھے یہ امید ضرور تھی کہ حضور کو خواب میں میری بے گناہی کا اشارہ ہو جائے گا۔ بخدا ابھی حضور اباجان کے گھر سے نکلے بھی نہ تھے کہ ان پر وحی کا ثقل ظاہر ہونے لگا۔ پیشانی

عرق آلود اور چہرہ مبارک سرخ - یہ نزولِ وحی کی علامت تھی۔ تھوڑی دیر بعد حضور نے فرمایا:

"عائشہ! مبارک ہو۔ خدا نے تیرے حق میں گواہی دے کر تمہیں تہمت سے بری قرار دے دیا ہے۔"

یہ سنتے ہی میری اماں نے کہا:

"بیٹی! اٹھو اور حضور کے ہاتھ چوم لو"

میں نے غصہ، خوشی اور پیار کے ملے جلے جذبات سے کہا:

"میں اس خدا کی حمد کیوں نہ کہوں جس نے میری گواہی دی ہے۔"

پھر حضور نے یہ آیات پڑھ کر سنائیں:

انّ الذین جآؤک بالافک -

معجزہ

جنّت کی شہزادی بنتِ رسُول کی شادی

روایت ہے کہ حضور کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت تھی - سیّدہ بہت عابدہ و زاہدہ تھیں۔ ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ کی یاد بھی فاطمہ سے وابستہ تھی - اور یہ بھی کہ وہ حسنین کریمین کی والدہ تھیں - سیدہ جوان ہوئیں تو حضور بہت فکرمند رہنے لگے۔ آج اگر فاطمہ کی ماں خدیجہ زندہ ہوتیں تو چہیتی فاطمہ کی شادی کی تیاری خود کرتیں -

ایک دن جبریل نے حاضر ہو کر عرض کیا:

"یا رسول اللہ! آپ کو اللہ نے سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ فاطمہ کا فکر چھوڑ دیجیئے کیوں کہ وہ آپ سے زیادہ مجھے پیاری ہے۔ فاطمہ کی شادی مجھ پر چھوڑ دیجئے۔ فاطمہ کا نکاح میں اس کے ساتھ کروں گا جو مجھے بہت محبوب ہے۔"

یہ سن کر حضور نے سجدۂ شکر ادا فرمایا۔

جمعہ کا دن تھا۔ جبریل و میکائیل اور عزرائیل و اسرافیل چاروں فرشتے اپنے ہاتھوں میں طباق لیے حاضر ہو گئے۔ طباق رومال سے ڈھکے ہوئے تھے۔ چاروں فرشتوں کے ساتھ ایک ایک ہزار فرشتے تھے۔ جبریل نے حضور سے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! سلام کے بعد اللہ نے فرمایا ہے کہ فاطمہ کا نکاح میں نے علی

کے ساتھ کر دیا ہے۔ لیجئے یہ جنت کے جوڑے لایا ہوں۔ دونوں کو پہنا دیجیے اور یہ جنّت کے پھل ہیں جو دونوں کو کھلائیے۔"

حضور نے جبریل سے فرمایا:

"میں جس بات میں راضی ہوتا ہوں فاطمہ بھی اسی میں راضی ہوتی ہے۔ یہ پھل اور جوڑے دارِ بقاء کے لیے رہنے دو۔ دارِ فنا میں ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے۔"

حضور نے جبریل سے پھر دریافت فرمایا:

"جبریل! یہ تو بتاؤ کہ آسمانوں پر میری بیٹی فاطمہ کا نکاح کس طرح ہوا ہے؟"

جبریل نے عرض کیا:

"یارسول اللہ! خدا نے حکم فرمایا کہ جنت کے دروازے کھول دو۔ اور جہنم کے دروازے بند کر دو۔ پھر اللہ نے عرش و کرسی اور طوبیٰ و سدرۃ المنتہیٰ کو سجا کر حور و غلمان کو حکم دیا کہ جنت کے ہر محل میں خیمے نصب کر دو اور شادی کا ولیمہ کھاؤ۔ ولیمہ کے بعد اللہ نے حکم فرمایا کہ تمام ملائکہ مقربین اور حور و غلمان شجرِ طوبیٰ تلے جمع ہو جائیں۔ پھر اللہ نے ایسی مسحور کُن ہوائیں چلائیں کہ درختوں سے کافور، عنبر اور مشک کی خوشبوئیں پھیل گئیں۔ جنّت کے طیور نے نغمات گائے تو حور و غلمان وجد کرنے لگے۔ اللہ نے ان پر ہیرے اور جواہرات نچھاور فرمائے پھر اللہ نے اپنی حمد کے بعد فرمایا کہ اے آسمان کے باسیو! یہ جشنِ مسرت علی اور فاطمہ کے نکاح کی خوشی پر قائم ہوا ہے۔"

جبریل کی باتیں سن کر حضور اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے۔ جبریل نے پھر کہا:

"حضور! نکاح اس طرح ہوا تھا کہ اللہ آپ کی طرف سے وکیل بن گیا تھا اور مجھے علی کا وکیل بنایا گیا تھا۔ میں نے علی کی جانب سے قبول کیا تھا تو اللہ نے خود نکاح پڑھایا تھا۔ یارسول اللہ! یہ ہے نکاح کی داستان! آسمانوں پر تو نکاح ہو چکا ہے اب زمین پر آپ پڑھا دیجیے۔"

حضور نے نکاح کی ساری داستان علی اور فاطمہ کو بھی سُنا دی۔

مسجد نبوی میں اصحاب کو جمع کیا گیا۔ علی و فاطمہ کے نکاح کی ایک سادہ لیکن باوقار تقریب تھی۔ جبریل نے حاضر ہو کر عرض کیا:

"یارسول اللہ! خدا کا ارشاد ہے کہ خطبۂ نکاح علی خود پڑھیں۔"

اس پر حضور نے حضرت علی سے خطبۂ نکاح پڑھنے کو کہا۔ آپ نے فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا۔ خطبہ کے آخر میں حضرت علی نے کہا:

"میں نے فاطمہ کو چار سو درہم کے عوض قبول کیا۔ حضور کیا آپ فاطمہ کا نکاح مجھ سے فرماتے ہیں؟"

حضور نے فرمایا:

"میں نے فاطمہ کا نکاح علی سے کر دیا۔"

حضرت علی نے فرمایا:

"میں نے خدا و رسول کی جانب سے قبول کیا۔"

حضرت فاطمہ نے جب یہ سُنا کہ نکاح کا مہر چار سو درہم مقرر ہوا ہے تو سیدہ نے حضور سے کہا:

"تمام اُمّت کے لوگ اپنی بیٹیوں کا نکاح درہم و دینار کے مہر پر کرتے ہیں۔ ابا جان! پھر آپ میں اور امت میں کیا فرق ہوا؟"

خاتونِ جنت نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا:

"اللہ سے عرض کیجئے کہ میرے نکاح کا مہر امت کی بخشش قرار دیا جائے۔"

عین اسی وقت جبریلؑ ایک حریر کا کپڑا لے آئے جس پر لکھا تھا:

"اللہ نے فاطمۃ الزہراؑ بنت محمد رسول اللہ کا مہر، امت عاصی کی بخشش قرار دے دیا ہے۔"

چنانچہ وصال کے وقت حضرت فاطمہ نے وصیت فرمائی تھی کہ اس حریر کو میرے کفن میں رکھ دیا جائے۔

روایت ہے کہ جب حضورِ خاتونِ جنت کو شیرِ خدا کے گھر رخصت فرمانے لگے تو آپ نے ابو بکر، عمر، عثمان اور اسامہ رضی اللہ عنہم کو بلایا کہ فاطمہ کا جہیز اٹھائیں انہوں نے ایک چکی، ایک پلنگ بستر، ایک چادر، دو چوکیاں اور ایک پانی کا مشکیزہ اٹھایا تو صدیق اکبر زار و قطار رونے لگے اور کہا۔

"اللہ اکبر! جنت کی شہزادی، بنتِ رسول کا یہ جہیز ہے!"

حضور نے فرمایا:

"جو دنیا میں مسافر بن کر رہے، اس کے لیے اتنا سامان بہت کافی ہے۔"

بنتِ رسول جب باپ کے گھر سے رخصت ہوئی تو موصوف کی ایک چادر اوڑھ رکھی تھی۔ چادر بھی ایسی جس پر بارہ پیوند تھے۔

خاتونِ جنت کا معمول تھا کہ ہاتھ سے چکی چلاتی، زبان سے قرآن پڑھتی، دل سے تفسیر کرتی، پاؤں سے پنگھوڑا جھلاتی اور آنکھوں سے روتی تھیں۔ آج کل کی عورتیں ہاتھ سے ڈھولک بجاتی۔ زبان سے گانے گاتی، دل سے دنیا چاہتی، پاؤں سے رقص کرتی اور آنکھوں سے غمزہ بازی کرتی ہیں! فیا للعجب!

معجزہ

خاتونِ جنت کا سفرِ آخرت

روایت ہے کہ خاتونِ جنت جب مرضِ وصال میں مبتلا ہوئیں تو حضرت علی نے فرمایا:

"فاطمہ! حضور سے میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ علی آپ کے دیدار کے لیے بے قرار ہے۔"

خاتونِ جنت نے فرمایا:

"میری وصیت بھی یاد رکھیے گا۔ میرا وصال ہو جائے تو اپنے ہاتھوں سے کفن پہنا کر مجھے خود دفن فرمائیے گا۔ غریب اور یتیم کو دیکھیں تو میری یتیمی اور غربت یاد کر لیجئے گا۔ میری موت کے بعد آہ و فغاں نہ ہونے پائے۔ حسن اور حسین کا خیال رکھیئے گا۔"

آپ وصیت کر رہی تھیں کہ ایک دم بولیں:

"ابا جان تشریف لے آئے ہیں۔ آسمان سے فرشتے آ رہے ہیں اور ملک الموت بھی آ چکے ہیں۔"

پھر سیدہ نے مزید کہا:

"مجھے دفن کرنے لگیں تو حریر کا ٹکڑا میرے کفن میں ضرور رکھ دیجئے گا۔ لیکن اسے کھول کر ہرگز نہ پڑھیئے گا۔"

حضرت علی نے یہ سن کر فرمایا:

"فاطمہ! تجھے حرمتِ رسول کا واسطہ! بتاؤ کہ حریر میں کیا ہے؟"

سیّدہ نے فرمایا:

"جب میرے نکاح کا مہر چار سو درہم مقرر ہوا تھا تو میں نے کہا تھا کہ نکاح پر تو میں رضامند ہوں، لیکن مہر پر نہیں۔ اسی وقت جبرئیل نے آکر کہا تھا کہ اللہ نے امتِ عاصی کی بخشش، فاطمہ کا مہر مقرر کر دیا ہے۔ حریر میں یہی لکھا ہوا ہے۔"

کہتے ہیں کہ قیامت کے دن منادی یہ ندا دے گا:

"اہلِ محشر! فاطمہ بنت محمد پُل صراط سے گذرنے والی ہیں۔ اپنی نگاہیں جھکالو۔ اللہ نے محشر میں فاطمہ کو پردے میں رکھا ہے کیونکہ فاطمہ وہ باحیا خاتون ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو غاسل سے بھی چھپا کر رکھا تھا۔ انھوں نے موت سے پہلے خود ہی غسل کر لیا تھا۔

موت سے پہلے انھوں نے حسن و حسین کو نہلا دھلا کر مسجد بھیج دیا تھا پھر بوڑھی خادمہ سے کہا تھا کہ گھر میں کسی کو داخل نہ ہونے دینا۔ میں صلوٰۃ و مناجات میں مصروف ہونے والی ہوں۔ پھر انھوں نے غسل کیا تھا، کفن اوڑھا تھا، حضور کے پسماندہ عطر لگاتے تھے، اپنا چہرہ چادر سے ڈھانپ لیا تھا اور ایمان کی تجدید فرمائی تھی۔ تو اللہ نے ملک الموت سے فرمایا تھا کہ فاطمہ کی روح قبض کر لی جائے۔"

دوپہر کے وقت حسن و حسین گھر آئے۔ انھوں نے گمان کیا کہ اماں سو رہی ہیں۔ حسن نے بھائی حسین سے کہا کہ اماں کو جگاؤ۔ کیوں کہ نماز کا وقت ہونے والا ہے۔

دونوں نے ماں کو پکارا۔ ہاتف سے آواز آئی کہ میت کو نہ بلاؤ۔ انھوں نے ماں کے چہرے سے چادر ہٹائی، چہرے سے نور پھوٹ نکلا، معلوم ہوتا تھا کہ آپ سو رہی ہیں۔ حسنین رونے لگے۔ بوڑھی خادمہ بھی رونے لگیں۔ اہلِ محلہ نے بھی جمع ہو کر رونا شروع کر دیا۔ حضرت علی نے رونے کی آوازیں سنیں تو مسجد سے دوڑے ہوئے آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ خاتونِ جنت وصال پا چکی ہیں۔ حضرت علی نے آپ کو دوبارہ غسل دیا۔

یہ بات صرف حضرت علی کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ حضور نے فرمایا تھا:

"علی! فاطمہ دنیا اور آخرت میں تیری بیوی ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ حضرت علی نے فاطمہ کو غسل دیا اور رات کے وقت آپ کا جنازہ قبرِ رسول تک لے گئے اور کہا:

"یا رسول اللہ! آپ کی نورِ نظر فاطمہ آئی ہیں۔"

قبرِ رسول سے آواز آئی:

"لاؤ میری بیٹی! میری قرۃ العین!"

رسولِ کریم کے بازو قبر سے ظاہر ہوئے اور بیٹی کو آغوشِ رحمت میں لے لیا۔

روایات کا یہاں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا تھا۔

Scanned with CamScanner

معجزہ

..... اور بچّے زندہ ہو گئے

روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ کو اطلاع ہوئی کہ عنقریب کفار کا لشکر مدینہ پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ حضور فکر مند ہو گئے کیونکہ تیاری کا وقت بہت کم تھا۔ آپ نے بلال سے فرمایا کہ اکابر صحابہ کو بُلا لاؤ۔ سب صحابہ جمع ہو گئے تو حضور ان سے مشورہ فرمانے لگے۔ آپ نے فرمایا:

"دشمن سر پر آپہنچا ہے اور وقت بہت کم ہے۔ ان حالات میں دشمن کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟"

سلمان فارسی نے عرض کیا:

"میں نے اس طرح کے بہت سے واقعات دیکھے ہیں۔ شہر کے گرد خندق کھود کر دخول وخروج کے لیے راستے رکھے جاتے ہیں۔ اور شہر بند ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔"

حضور نے سلمان کی تجویز کو پسند فرمایا اور مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا ارادہ فرمایا، کھدائی کے لیے شہر سے باہر تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ زمین پر خندق کا پورا نقشہ بنایا گیا تھا۔ جبریل امین پہلے ہی زمین پر لکیریں ڈال گئے تھے۔ صحابہ نے یہ دیکھ کر خوشی سے تکبیر کا نعرہ لگایا۔ حضور نے خندق کا آغاز اپنے دست مبارک سے کدال مار کر فرمایا، پھر حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی نے باری باری زمین کھودنا شروع کیا۔ پھر کیا تھا کہ تمام صحابہ، مہاجرین وانصار نے خندق کی کھدائی

شروع کر دی۔ صحابہ خندق کھود رہے تھے کہ جبریل فتح کی بشارت دینے آ گئے۔ حضور نے صحابہ کو فتح کی نوید سنائی۔ صحابہ بہت خوش ہوئے لیکن منافقین ہنسی اڑانے لگے۔ منافقین آپس میں کہنے لگے کہ دیکھو یہ اپنے اصحاب سے کیا بڑ ہانک رہے ہیں؟ خود تو دشمن کے ڈر سے خندق کھود رہے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی گمان رکھتے ہیں کہ وہ مشرق ومغرب پر غالب آجائیں گے۔

ان ایام میں حضور نے کھایا پیا کچھ نہیں۔ آپ ہر وقت خندق کی کھدائی میں مصروف رہتے تھے۔ بھوک کی شدت سے حضور کو ضعف ہونے لگا۔ جابر انصاری نے آپ کے ضعف کو بھانپ لیا۔ انھوں نے کھدائی چھوڑی اور گھر بیوی کے پاس جاکر بولے:

"تین روز سے حضور نے کچھ نہیں کھایا۔ بھوک اور پیاس سے حضور ضعف محسوس فرمانے لگے ہیں۔ گھر میں کھانے کے لیے کچھ موجود ہے کیا؟ تاکہ حضور کو گھر بلا کر کھانا کھلائیں۔"

بیوی نے کہا:

"گھر میں بکری ہے اور صاع کے لگ بھگ آٹا ہوگا۔ آپ بکری ذبح کر کے گوشت بنا دیں۔ میں ہنڈیا رکھتی ہوں اور آپ حضور کو دعوت دے آئیے۔ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہو جائیں آپ کی تشریف آوری کے لیے ہمارے لیے بہت بڑی خوش قسمتی کا باعث ہوگی۔"

جابر خوشی خوشی حضور کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا:

"تین روز ہوئے آپ نے کچھ بھی نہیں کھایا حضور! غریب خانہ پر تشریف لاکر ماحضر تناول فرمائیے۔"

حضور نے فرمایا:

"صرف میری ہی دعوت ہے کیا؟"

جابر نے عرض کیا:

"اپنے ساتھ کچھ دوست بھی لے آئیے گا۔"

حضور نے صحابہ کو مخاطب فرما کر پکارا:

"خندق والو! چلو جابر انصاری کے گھر چلیں۔ اس نے تمہاری ضیافت کی ہے۔"

حضور کے ارشاد پر ایک ہزار صحابہ جابر انصاری کے گھر آ گئے۔

جابر کے دو چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا:

"دیکھو تو! حضور کے ساتھ ایک ہزار صحابہ آ گئے ہیں۔ اللہ نے ہم پر کتنا کرم فرمایا ہے کہ ہمارے گھر میں حضور رونق افروز ہوئے ہیں لیکن بھائی! تم جانتے ہو کہ ہمارے گھر میں تو کچھ بھی نہیں جس سے مہمانوں کی تواضع کی جائے۔ میں نے اپنے آپ کو حضور پر قربان کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ تم ایسا کرو کہ مجھے اس تنور میں پھینک دو۔ جب میں آگ میں بھن جاؤں تو مجھے حضور کے سامنے رکھ دینا۔"

بھائی کی بات سن کر دوسرے نے کہا:

"بھائی! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں تجھے تنور میں ڈال کر خود دیکھتا رہوں؟ بہتر یہ ہے کہ تم مجھے تنور میں ڈال دو۔"

پھر ہوا یہ کہ دونوں بھائیوں نے اپنے آپ کو تنور میں ڈال دیا۔ دونوں بھائی چربی کی طرح پگھل گئے۔ اپنی ناقص عقل کے مطابق انھوں نے اپنی جانیں حضور پر

فدا کر دی تھیں۔ ماں کو کچھ خبر نہ تھی۔ جب وہ تنور پر آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ دونوں بیٹے آگ میں جل کر ختم ہو چکے ہیں۔ وہ حواس باختہ ہو گئی۔ گھر مہمانوں سے بھرا پڑا تھا اس لیے اپنے جذبات پر قابو پا کر جابر کو بتایا۔ جابر نے بھی دیکھا کہ دونوں بیٹے جل چکے ہیں۔ جابر نے انا للہ پڑھتے ہوئے بیوی سے کہا:

"صبر کرنا اور جزع و فزع نہ کرنا، رو پیٹ کر حضور کی دعوت کو خراب نہ کرنا۔"

جابر نے بیٹوں کی جلی ہوئی لاشوں کو ایک ٹوکرے میں ڈال کر چادر سے ڈھانپ دیا۔

جابر نے حضور کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ حضور نے اصحاب کو بلایا ہی تھا کہ جبریل حاضر ہو گئے اور عرض کیا:

"جب تک جابر کے دونوں بیٹے دسترخوان پر نہ آ جائیں، کھانا ہرگز تناول نہ فرمائیے گا۔"

یہ کہہ کر جبریل نے دونوں بچوں کی داستان حضور کو سنائی تو حضور کے قلب اطہر پر سخت صدمہ گذرا۔ حضور نے جابر سے فرمایا:

"جابر! اپنے بیٹوں کو بھی بلاؤ تاکہ وہ میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ اس رزق میں ان کا بھی حصہ ہے۔"

یہ سنتے ہی جابر تذبذب میں پڑ گئے۔ انھوں نے حضور کی خدمت میں دروغ گوئی مناسب نہ سمجھتے ہوئے ٹوکرا اٹھا کر حضور کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے بچوں کی مسخ شدہ لاشیں دیکھیں تو رونے لگے۔ آپ نے اپنی چادر مبارک بچوں پر ڈال دی اور آسمان کی جانب ہاتھ اٹھا کر عرض کیا:

"اے کائنات کو عدم سے وجود میں لانے والے! میں تیرے لطف و کرم سے بھیک مانگتا ہوں کہ جابر کے مُردہ بچوں کو زندگی عطا فرما!"

حضور نے دعا فرمائی اور صحابہ نے آمین کہی۔ ادھر حضور دعا سے فارغ ہوئے ادھر دونوں بھائی اللہ کی قدرت سے زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ صحابہ کی زبان سے بے ساختہ نکلا:

الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ

بچوں کے والدین مسرت سے رونے لگے۔ وہ گھر جو چند لمحے پہلے ماتم کدہ تھا، خوشیوں کا گہوارہ بن گیا۔

پھر حضور نے اپنا لعاب دہن طعام میں ڈالا اور فرمایا:

"اللہ کا نام لے کر کھاؤ" تمام صحابہ نے شکم سیر ہو کر کھایا لیکن کھانے میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ حضور نے پھر بکری کی ہڈیاں جمع کر کے دعا فرمائی تو اللہ کے اذن سے بکری بھی زندہ ہو گئی۔

○

معجزہ

نرالی دعوت

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان بن عفان نے حضور کو ضیافت پر بلایا۔ اصحاب کے ساتھ حضور عثمان کے گھر جا رہے تھے اور عثمان آپ کے قدم گن رہے تھے۔ حضور نے رکتے ہوئے فرمایا:

"عثمان میرے قدموں کی گنتی کیوں کر رہے ہو؟"

حضرت عثمان نے عرض کیا:

"میرے ماں باپ قربان یا رسول اللہ! آپ کی تعظیم و توقیر کے لیے ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کر دوں گا۔"

حضرت عثمان کے گھر دعوت کھانے کے بعد، مہمان اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

حضرت علی دعوت کے بعد گھر آئے تو بہت مغموم تھے، خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا نے پوچھا:

"آپ بہت حزیں و ملول ہیں۔ کیا بات ہو گئی؟"

حضرت علی نے جواب دیا:

"بنتِ رسول! غم کیوں نہ کروں۔ آج عثمان نے صحابہ سمیت حضور کی شاندار ضیافت کی ہے۔ انھوں نے حضور کے ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کیا ہے۔ ہمارے پاس بھی عثمان کی طرح مال ہوتا تو ہم

بھی حضور کی ضیافت کرتے اور وہی کچھ کرتے جو عثمان نے کیا ہے"۔

بنتِ رسول نے کہا :

"چھوڑیئے حزن و ملال کو۔ جائیے اور حضور کو کھانے کی دعوت دے آئیے۔ تاکہ آپ اور آپ کے اصحاب کی ویسی ہی ضیافت کی جائے جیسی عثمان نے کی تھی۔"

حضرت علی نے فرمایا :

"لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے بنتِ رسول! کھانا اور مال کہاں سے آئے گا؟"

سیدہ فاطمہ نے کہا :

"سرتاج آپ خدا پر توکل رکھیے۔ جائیے اور جلدی جائیے۔ وہ محبوبِ کبریا ہیں ان کی برکت سے سب کچھ ہو جائے گا۔"

حضرت علی یہ سن کر مسرور ہو گئے اور حضور کی بارگاہ میں جا کر عرض کرنے لگے :

"یا رسول اللہ! آپ کی لختِ جگر نے سلام کہا ہے: وہ آپ کی اور آپ کے اصحاب کی ویسی ہی دعوت کرنا چاہتی ہیں جیسی عثمان نے کی تھی۔ آئیے! اور ماحضر تناول فرمائیے۔"

یہ سنتے ہی حضور اٹھے، صحابہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور بیتِ فاطمہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

حضور تشریف لائے تو بیٹی نے دروازہ پر ان کا استقبال کیا۔ آپ اصحاب سمیت گھر میں بیٹھ گئے۔ خاتونِ جنت کا گھر مہمانوں سے بھر پور ہو گیا۔ سیدہ نے خلوت میں جا کر رب سے مناجات کی :

"میرے رب! میرے مولیٰ! تو میرے حال سے آگاہ ہے۔ میں نے تیرے محبوب کو اپنے گھر میں بلا رکھا ہے تاکہ ان کی ویسی ہی ضیافت کروں جیسی عثمان نے کی تھی۔

الٰہی تیری باندی میں اتنی استطاعت نہیں ہے۔ میں تیرے فضل و کرم سے بھیک مانگتی ہوں کہ آج میری لاج رکھ لینا۔ مولیٰ! مجھے اپنے محبوب کے روبرو شرمندہ نہ کرنا۔ تیری گناہگار کنیز ہوں، اپنے محبوب کے صدقہ میں مجھ پر کرم کر دے۔"

مناجات کے بعد سیدہ نے چولہے پر ہنڈیا رکھ دی اور خود رونے لگیں۔

حضرت فاطمہ کا گریہ خدا کو اتنا پسند آیا کہ اس نے اپنی قدرت سے فاطمہ کی ہنڈیا جنت کے کھانوں سے بھر دی۔ آپ ہنڈیا لے کر حضور کی خدمت میں آ گئیں۔ حضور نے اپنے اصحاب کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ تمام اصحاب شکم سیر ہو گئے لیکن ہنڈیا جوں کی توں رہی۔

اس پر حضور نے صحابہ سے فرمایا :

"جانتے ہو یہ کھانا کہاں سے آیا تھا؟ جنت سے اللہ نے ہمارے لیے بھیجا تھا۔"

صحابہ نے خدا کی حمد و ثنا کی اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کیا۔

دعوت کے بعد سیدہ فاطمہ خلوت میں داخل ہو کر پھر رونے لگیں۔ آپ نے رو رو کر خدا سے عرض کیا :

"میرے معبود! تو جانتا ہے کہ میرے پاس مال نہیں کہ غلام خرید کر آزاد کروں جیسے عثمان نے کیا تھا۔ تیرے فضل و کرم سے امید رکھتی ہوں مولیٰ! کہ تو اپنے محبوب کے ہر قدم کے عوض امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہگاروں

کو جہنم سے آزاد فرمائے گا۔"

سیدہ فاطمہ مناجات سے فارغ ہوئیں تو جبریل نے حاضر ہو کر حضور سے کہا:

"آپ کی لختِ جگر نے اللہ سے مناجات کرتے ہوئے، آپ کے ہر قدم کے عوض ایک گناہگار کی جہنم سے رہائی کا سوال کیا ہے۔ یا رسول اللہ! آپ کے ہر قدم کے بدلے ایک ہزار گناہگار مرد اور ایک ہزار گناہگار عورتیں، جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔ جہنم سے آزاد کیے جائیں گے۔ اور یہ سب کچھ فاطمہ کی شانِ کرامت کی بدولت ہوگا۔"

حضور نے صحابہ کو جبریل کا پیغام سنایا تو وہ خدا کی حمد و ثناء بیان کرتے ہوئے فرحاں و شاداں اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

معجزہ

نُور

روایت ہے کہ حضور کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ اس لیے کہ حضور نور تھے۔ اور سایہ ظلمت ہوتا ہے۔

معجزہ

سائبان

حضور دھوپ میں چلتے تھے تو آپ پر بادلوں کے سائبان تن جاتے تھے۔

معجزہ

آنکھ مُبارک

روایت ہے کہ آپ پیچھے بھی اسی طرح دیکھ لیا کرتے تھے جس طرح سامنے دیکھا

Scanned with CamScanner

کرتے تھے۔

معجزہ

قوتِ شامہ

جبریل جب بھی نازل ہوتے تھے حضور فرشتوں کی خوشبو محسوس کرتے اور وحیِ الٰہی کے لیے فارغ ہو کر بیٹھ جایا کرتے تھے۔

معجزہ

لب مُبارک

روایت ہے کہ آپ جب بھی شمس و قمر کا نزول چاہتے تھے، لب مبارک ہلا دیا کرتے تھے تو آپ کی مرضی کے مطابق چاند اور سورج اتر آیا کرتے تھے۔

معجزہ

دندان مُبارک

روایت ہے کہ آپ کے دندان انور میں اتنی چمک تھی کہ ایک مرتبہ تاریک رات میں حضرت عائشہ کو گم شدہ سوئی مل گئی تھی۔

معجزہ

خواب مُبارک

روایت ہے کہ آپ حالتِ خواب میں بھی ویسے ہی سن لیا کرتے تھے جیسے عالم بیداری میں سنا کرتے تھے۔

معجزہ

دل مُبارک

روایت ہے کہ آپ کا قلب اطہر ہر وقت بیدار رہتا تھا۔ آپ خود فرماتے

ہیں کہ میری آنکھیں سوجاتی ہیں، دل نہیں سوتا۔

معجزہ

مُہرِ نبوّت

روایت ہے کہ آپ کے شانوں کے درمیان مُہرِ نبوت تھی جس پر نور سے تحریر تھا:

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

معجزہ

صدرِ والا قدر

روایت ہے کہ حضور کا سینۂ مبارک روشن تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود لیلۃ الجن کو حضور کے ساتھ گئے۔ وہ ایک تاریک رات تھی جب حضور نے سینۂ مبارک سے چادر ہٹائی تو سینہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکنے لگا۔

معجزہ

انگشت مُبارک

روایت ہے کہ ہجرت کی رات جب آپ مکّہ سے نکلے تو آپ نے انگشت مبارک سے کافروں کی جانب اشارہ فرمایا۔ جس سے کافروں کی آنکھیں چندھیا گئیں، اور وہ حضور کو نہ دیکھ سکے تھے۔

معجزہ

قدم مُبارک

روایت ہے کہ آپ ثبیر نامی پہاڑ پر کھڑے ہوئے تو پہاڑ حرکت کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا: "ثبیر! ٹھہر جاؤ"۔ پہاڑ نے عرض کیا: "حضور! آپ کے قدموں کی ہیبت سے میں لرز اٹھا تھا"۔

Scanned with CamScanner

معجزہ

مُبارک اُنگلیاں

روایت ہے کہ آپ جب بھی کعبہ میں داخل ہوتے تھے، آپ کی مبارک انگلیوں سے نور کی شعاعیں پھوٹ پڑتی تھیں۔

معجزہ

پسینہ مُبارک

روایت ہے کہ آپ کے پسینہ مبارک سے گلاب کی خوشبو آتی تھی۔ حضور فرماتے ہیں کہ جو شخص میری خوشبو سونگھنا چاہتا ہے، وہ سرخ گلاب سونگھ لیا کرے نیز فرمایا جس نے گلاب سونگھ کر درود نہ پڑھا، اس نے مجھ پر جفا کی۔

معجزہ

ناخن مُبارک

روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے آپ کے تراشیدہ ناخن منہ میں ڈالے تو

موتی بن گئے۔ حضور نے فرمایا: "عائشہ! یہ موتی کہاں سے لائی ہو؟" عرض کیا: "آپ کے ناخنوں سے یا رسول اللہ!" تو آپ نے فرمایا: "میں خود بھی ایک لعل ہوں۔"

معجزہ

بول و براز مُبارک

روایت ہے کہ آپ بول و براز فرماتے تو زمین پر اس کا نشان تک نہ ملتا تھا۔ صرف خوشبو آتی تھی۔

معجزہ

بال مُبارک

روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ نے آپ کی ریش اقدس کے دو بال اپنے گھر میں تبرکاً رکھ لیے تو تلاوت قرآن کی انتہائی حسین آوازیں سنیں۔ آپ نے چاروں طرف دیکھا لیکن تلاوت کرنے والا نظر نہ آیا۔ حضور سے بات ہوئی تو آپ نے فرمایا:

"ابوبکر! کیا آپ نہیں جانتے کہ میرے بالوں کے گرد ملائکہ جمع ہو کر قرآن پڑھنے لگ جاتے ہیں۔"

Scanned with CamScanner

معجزہ

تھوک مُبارک

روایت ہے کہ آپ نے حضرت علی کی آنکھ میں تھوک مبارک ڈالا تو ان کی بینائی اتنی تیز ہوگئی کہ رات کو فرسخ کے فاصلہ تک دیکھ لیا کرتے تھے۔

معجزہ

تسخیر

حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ آپ جس اونٹنی پر بیٹھنا چاہتے تھے، وہ خود بخود بیٹھ جایا کرتی تھی۔ یونہی آپ جس سواری پر بیٹھنے کا ارادہ فرماتے تھے، وہ خود بخود تیار ہو جاتی تھی۔

معجزہ

فاتح

روایت ہے کہ آپ مقفل گھر میں داخل ہونا چاہتے تو چابی کے بغیر قفل خود بخود کھل جایا کرتے تھے۔

معجزہ

لمس مُبارک

روایت ہے کہ آپ جس چیز کو چھُو لیتے: اس میں مشک و عنبر کی خوشبو پیدا ہو جاتی تھی۔ یہاں تک کہ چوب خشک سے بھی کستوری کی خوشبو آنے لگتی تھی۔ انس بن مالک فرماتے ہیں کہ آپ سفر سے واپس آکر مجھے کچھ نہ کچھ عنایت فرمایا کرتے تھے جس سے مہینہ بھر خوشبو آتی رہتی تھی۔

معجزہ

رومال مُبارک

روایت ہے کہ آپ جس چیز کو چھو لیتے، وہ آگ میں نہیں جلتی تھی۔ انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میرے پاس حضور کا ایک رومال تھا جس سے حضور ہاتھ خشک فرمایا کرتے تھے۔ جب اسے دھونا چاہتا تو آگ میں ڈال کر صاف ستھرا نکال لیا کرتا تھا۔

معجزہ

مُبارک تلوے

روایت ہے کہ آپ چٹانوں اور پتھروں پر چلتے تو قدمان مبارک کے نشان ثبت ہو جایا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر فرماتے ہیں کہ غار کی رات میں نے آپ کے قدموں کے نشانات پتھروں پر اس طرح ثبت دیکھے جس طرح مٹی پر ہوتے ہیں میں نے عرض کیا "حضور آپ کے قدموں کے نشانات دیکھ کر کافر ہمیں پالیں گے"۔ آپ نے فرمایا: "ان کو ہاتھ سے صاف کر دو"۔ میں نے ہاتھ پھیرا تو اللہ کی قدرت سے وہ نشانات صاف ہو گئے۔

معجزہ

لباس مُبارک

روایت ہے کہ آپ جو لباس زیب تن فرماتے، آپ کے جسم کی برکت سے وہ کبھی بوسیدہ نہ ہوتا۔ آپ کے گھر میں چالیس قمیصیں اور ستائیس چادریں تھیں آپ نے سب کی سب صحابہ میں تقسیم کر دی تھیں جو زندگی بھر ان کے پاس صحیح وسالم رہیں۔

معجزہ

مُبارک کھانا

روایت ہے کہ آپ جو کھانا بھی تناول فرماتے، کم نہ پڑتا تھا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں سات روز تک حضور کو کھانے پر بلاتا رہا اور حضور کے نوالات کو دیکھتا رہا۔ تناول فرمانے کے باوجود کھانے میں کمی نہیں آتی تھی۔

معجزہ

هُوَ يُطْعِمُنِیْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور کے ساتھ لیٹی تو آپ کے دہن مبارک سے کھانے کی بُو آئی، میں نے کہا: "آپ نے کیا کھایا ہے؟ اور کہاں سے کھایا ہے؟" فرمایا: عائشہ! "میں شام کو بھوکا سوتا ہوں اور صبح شکم سیر اٹھتا ہوں۔"

معجزہ

راکب و مرکب

حضرت علی فرماتے ہیں کہ یوم الفتح آپ گھوڑے پر سوار، ایک پہاڑی پر چڑھ رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ چڑھتے وقت گھوڑے کی اگلی ٹانگیں چھوٹی اور ڈھلتے وقت بڑی ہو گئیں۔

معجزہ

فُضلاتِ طاہرات

روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت فرماتے تو زمین شق ہو جاتی اور آپ کے بول و براز کو چھپا لیتی تھی۔ پھر اس جگہ سے لطیف خوشبو آنے لگتی تھی۔

صاحب انبار الاصطفار کہتے ہیں کہ میں نے یہ مسئلہ ابوجعفر الترمذی کی اس حدیث سے لیا ہے جس میں ایک عورت نے حضور کا بول مبارک پی لیا تھا اور یہ قول صحیح ہے کہ حضور نے اس عورت کو منہ دھونے کا حکم نہیں فرمایا تھا۔ قاضی عیاض کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس عورت کا نام 'برکت' تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا نام ام ایمن' تھا۔ حضور نے اسے فرمایا تھا کہ تجھے پیٹ کا مرض کبھی نہ ہو گا۔

معجزہ

اَلْطَفْ وَ اَنْظَفْ

حضور کی والدہ مکرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے ان کو جنم دیا تو وہ انتہائی صاف ستھرے تھے اور آلائش کا نام ونشان تک نہ تھا۔

معجزہ

یہ نیند نہیں بیداری ہے

ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ سو کر اٹھے تو آپ نے وضو نہ فرمایا۔

معجزہ

مُبارک ہتھیلیاں

روایت ہے کہ جو شخص آپ سے مصافحہ کرتا، سارا دن اس کے ہاتھوں سے کستوری کی خوشبو آتی رہتی تھی۔ آپ جس بچے کے سر پر ہاتھ رکھتے وہ دوسرے بچوں میں خوشبو سے پہچانا جاتا تھا۔ آپ جس راہ سے گذر جاتے خوشبو پھیل جاتی تھی۔

معجزہ

قامتِ زیبا

روایت ہے کہ لمبے سے لمبا شخص بھی اگر آپ کے ساتھ کھڑا ہو جاتا، تو آپ

سے کوتاہ نظر آتا تھا۔

معجزہ

ہیبت

روایت ہے کہ آپ بت کدہ میں جاتے تو بت سرنگوں ہو جایا کرتے تھے۔

معجزہ

نُور بخش

روایت ہے کہ ایک یہودی آپ کے پاس آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پتھر تھا۔ اس نے کہا کہ یہ پتھر حضرت داؤد علیہ السلام کے پتھروں میں سے ہے۔ آپ نے یہودی کے ہاتھ سے وہ پتھر پکڑا ہی تھا کہ اللہ کے حکم اور حضور کی برکت سے پتھر شمع کی مانند روشن ہو گیا۔ یہ دیکھتے ہی یہودی ایمان لے آیا۔

معجزہ

انگلیوں کی برکت سے

روایت ہے کہ جابر انصاری نے حضور کی ضیافت کی۔ آپ نے ہنڈیا میں انگلیاں ڈالیں تو چار ہزار سات سو بیس لوگوں نے کھانا کھایا اور ہنڈیا ویسی کی ویسی رہی۔

معجزہ

فریادی

روایت ہے کہ ایک دن حضور مسجد کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے گرد صحابہ کرام بھی حاضر تھے ناگاہ ایک اونٹ آپ کی بارگاہ میں استغاثہ لیے حاضر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: "کیا حاجت ہے؟" اونٹ فصیح زبان میں بولا: "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ آقا! مجھے اس قوم سے بچائیے" آپ نے پوچھا: "ہوا کیا؟" اونٹ بولا: "حضور یہ لوگ نمازوں سے غافل ہیں۔" حضور نے فرمایا: "یہ تو منافقین کی علامت ہے۔" اونٹ کا یہ قصہ سن کر اس کی ساری قوم نے توبہ کر لی۔

معجزہ

لُؤلُؤ والمرجان

روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ حضرت عائشہ کے پاس آئے۔ وہ رو رہی تھیں۔

آپ نے فرمایا:

"عائشہ! کیا ہوا؟"

"گلے کا ہار گم ہو گیا ہے۔"

"اپنا ہاتھ نکالو۔"

ام المومنین نے ہاتھ نکالا تو آپ نے ان کی ہتھیلی پر لعاب دہن ڈالا۔ تو وہ موتی بن گیا اور جنگِ جمل تک ام المومنین کے پاس رہا۔

معجزہ

کھلاتے رہے

روایت ہے کہ ابوہریرہ کے پاس چمڑے کا ایک برتن تھا جس میں کچھ روٹیاں تھیں۔ انھوں نے آپ سے عرض کیا:

"دعا کیجیے کہ یہ برتن کبھی ختم نہ ہو۔"

آپ نے فرمایا:

"شرط یہ ہے کہ تم خود اس میں ہاتھ نہ ڈالو۔"

پھر حضور نے برکت کی دعا فرمائی۔ کہتے ہیں کہ اس برتن سے پانچ سو آدمی کھا چکے تھے لیکن ابھی تک ذرّہ برابر کمی نہیں ہوئی تھی۔

معجزہ

زہر سے خوشبو

روایت ہے کہ آپ نے ایک سانپ سے کلام کرتے ہوئے فرمایا: "تمہارے منہ میں جو زہر ہے، اسے پھینک دو" سانپ نے سر کو جھکا دیا تو مثقال برابر کوئی چیز نکال باہر کی جسے حضور نے پکڑ کر ریت میں پھینک دیا تو ریت سے خوشبو آنے لگی۔

معجزہ

جنّت کے جوڑے

روایت ہے کہ عید کے روز آپ فاطمہ کے گھر آئے تو وہ رو رہی تھیں۔ آپ

نے فرمایا:

"قرۃ العین کیوں رو رہی ہے؟"

بیٹی نے عرض کیا:

"عید کا دن ہے حسنین نئے لباس پر اصرار کر رہے ہیں۔"

حضور نے دعا فرمائی تو جبریل جنت سے دو سفید جوڑے لے آئے۔ سیدہ فاطمہ نے عرض کیا:

"وہ تو رنگین جوڑے مانگ رہے ہیں۔"

حضور نے سیدہ سے فرمایا:

"پانی لاؤ۔"

آپ پانی لے آئیں تو حضور نے حسن سے فرمایا:

"کون سا رنگ چاہتے ہو؟"

حسن نے عرض کیا:

"سبز"

حضور نے سیدہ سے فرمایا:

"اس جوڑے پر پانی ڈالو۔"

سیدہ نے پانی ڈالا تو جوڑا سبز ہو گیا۔ آپ نے پھر حسین سے فرمایا:

"کون سا رنگ پسند کرو گے؟"

حسین نے عرض کیا:

"سرخ"

آپ نے سیدہ سے فرمایا:

"اس جوڑے پر پانی ڈالو۔"

انھوں نے پانی ڈالا تو جوڑا سرخ ہو گیا۔

معجزہ

تر و خشک کھجوریں

روایت ہے کہ ایک روز آپ سیدہ فاطمہ کے گھر آئے تو حسنین رو رہے تھے۔

آپ نے فرمایا:

"شہزادے کیوں رو رہے ہیں؟"

حسنین نے عرض کیا:

"بھوک سے۔"

آپ نے فرمایا:

"کیا کھانا چاہتے ہو؟"

حسن نے کہا:

"خشک کھجوریں"

اور حسین نے کہا:

"تر کھجوریں"

حضور نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو خشک اور تر دونوں قسم کی کھجوریں نکال کر انھیں دے دیں۔

معجزہ

روضہ مبارک

روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی کے دورِ خلافت میں ایک دفعہ مدینہ میں اتنی شدید بارش ہوئی کہ اہل مدینہ گھبرا گئے۔ بارش کی شدت سے مکانات گرنے کا خطرہ لاحق ہو گیا۔ انھوں نے حضرت عثمان سے خوف ظاہر کیا۔ اس وقت کعب الاحبار بھی حاضر تھے۔

کعب نے کہا:

"قبر رسول کا چھت دیکھو، کہیں اس میں سوراخ تو نہیں ہو گیا؟"

کعب نے وجہ بتاتے ہوئے کہا:

"میں نے کتب سماویہ میں دیکھا ہے کہ رسول کی قبر دیکھ کر آسمان رونے لگتا ہے۔"

صحابہ نے دیکھا تو واقعی چھت میں سوراخ تھا۔ انھوں نے سوراخ بند کیا تو بارش اسی وقت تھم گئی۔

Scanned with CamScanner

معجزہ

نورِ ظہور

روایت ہے کہ حضور سوموار کے دن پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش پر سات معجزات ظاہر ہوئے۔

پہلا معجزہ: یہ کہ ہر حاملہ مشقت اٹھاتی ہے لیکن سیدہ آمنہ نے کوئی مشقت نہیں اٹھائی۔

دوسرا معجزہ: یہ کہ ہر حاملہ کو دردِ زہ ہوتا ہے سیدہ آمنہ کو نہ ہوا۔

تیسرا معجزہ: یہ کہ جب آپ پیدا ہوئے تو سجدہ فرمایا اور سجدہ میں اُمتی اُمتی فرمایا۔

چوتھا معجزہ: یہ کہ آپ مختون و مکحول پیدا ہوئے۔

پانچواں معجزہ: یہ کہ آپ کے پیدا ہوتے ہی شیاطین کو آسمان سے روک دیا گیا۔ پہلے یوں ہوتا تھا کہ شیاطین آسمان پر جا کر ملائکہ کی باتیں سن لیا کرتے تھے۔ حضور کی ولادت ہوئی تو انھیں آسمان سے روک دیا گیا۔ شیاطین ابلیس کے پاس جمع ہو کر بولے:

"آج ہم آسمان سے روک دیئے گئے ہیں۔ آخر کیوں؟"

ابلیس نے کہا:

"مشارق و مغارب میں گھوم کر دیکھو کہ کونسی عجیب بات رونما ہوئی ہے؟"

شیاطین پھرتے پھرتے مکہ آ گئے۔ انھوں نے ایک گھر دیکھا جسے فرشتوں نے جھرمٹ میں لے رکھا تھا۔ مکان نور سے جگمگا رہا تھا اور نور کی کرنیں آسمان تک بلند

ہوتی چلی جا رہی تھیں۔ فرشتے ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے۔ یہ دیکھتے ہی شیاطین ابلیس کے پاس گئے۔ ابلیس کو معلوم ہوا تو اس نے زبردست چیخ مار کر کہا:

"افسوس کہ رحمتِ عالم اور شوکتِ بنی آدم دنیا میں تشریف لے آئے ہیں آسمان، چونکہ ان کا اور ان کی امت کا مرکزِ نگاہ ہوگا، اس لیے اب تم آسمان پر کبھی نہ جا سکو گے۔"

مومن! تیرے مرکزِ نگاہ پر آسمان میں شیاطین کا داخلہ نہیں، تیرے قلب میں شیاطین کا داخلہ کیوں ہو، تیرا قلب تو مرکزِ نگاہ قدرت ہے۔

کعب الاحبار کہتے ہیں کہ میں نے توارت میں پڑھا ہے کہ اللہ نے قوم موسیٰ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی یہ نشانی بتائی تھی کہ تمہارے معروف ستارے اپنی جگہ چھوڑ دیں گے۔ حضور پیدا ہوئے تو ان ستاروں نے اپنی جگہ چھوڑ دی تھی۔ یہودی یہ نشانی دیکھ کر بھی حسد کی بناء پر ایمان نہیں لائے تھے۔

قوم داؤد کو زبور میں کہا گیا تھا کہ تمہارا معروف چشمہ جو کہ خشک ہو گیا ہے، اس میں پانی پھوٹ نکلا تو سمجھ لینا کہ نبی آخر الزمان پیدا ہو گئے ہیں۔ حضور کی ولادت پر اس چشمہ میں پانی پھوٹ نکلا تھا لیکن قوم داؤد نے یہ نشانی ظاہر نہ ہونے دی۔

قوم عیسیٰ کو انجیل میں خبر دی گئی کہ جب خشک درخت پر پتے اُگیں اور اسی وقت پھل بھی لگ جائے تو یہ ظہور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت ہوگی۔ انھوں نے یہ نشانی دیکھ لی لیکن ظاہر نہ کیا۔

چھٹا معجزہ: یہ کہ آپ کی دایہ کے ایک پستان سے دودھ نہیں آتا تھا۔ اس نے حضور کے منہ میں وہ پستان ڈالا تو دودھ آنے لگا۔

ساتواں معجزہ: یہ کہ آپ کی ولادت کے وقت گوشۂ کعبہ سے یہ آوازیں سنی گئیں:

Scanned with CamScanner

" قد جآء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا "

"لقد جآءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم
حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم ۔"

"قد جاءکم من الله نور وکتاب مبین "

" یا ایھا النبی انا ارسلنٰک شاھدا ومبشرا و نذیرا
وداعیا الی الله باذنه وسراجا منیرا "

معجزہ

شیخ نجدی

روایت ہے کہ مکہ میں ایک گھر تھا جسے دار الندوۃ کہتے تھے۔ اکابرین قریش وہاں راز دارانہ مشوروں کے لیے جمع ہوا کرتے تھے۔ انھوں نے جب حضور کے ساتھ دجل وفریب کا ارادہ کیا تو عتبہ، شیبہ، عاص بن وائل اور ابوجہل جیسے روسائے قریش دار الندوۃ میں جمع ہو گئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ان کی تعداد بارہ تھی۔ جونہی وہ دار الندوۃ میں داخل ہوئے، شیطان بھی ان کے ساتھ ہی داخل ہو گیا۔ ہاتھ میں عصا، کمر خمیدہ اور سفید بھنویں آنکھوں پر جھکی ہوئی ــــــ یہ تھا شیطان کا بہروپ۔

ابوجہل نے کہا:

"بوڑھے شیخ! ہم لوگ یہاں پرائیویٹ مشورہ کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ آپ کون ہیں؟ اور کہاں سے آئے ہیں؟"

شیطان بولا:

"سرزمینِ نجد سے آیا ہوں، عمر رسیدہ اور نرم وگرم چشیدہ ہوں۔ مجھے بھی مشورہ میں شریک کر لو ہو سکتا ہے کہ تمہیں بہتر مشورہ دے سکوں۔"

شیطان کی بات سن کر اسے بھی مشاورت میں شامل کر لیا گیا۔

ان کے مشوروں کا موضوع تھا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ عتبہ نے کہا:

"موت برحق ہے۔ اس کی موت تک صبر کرو۔ وہ مر گیا تو اس کے شر

سے خود بخود نجات مل جائے گی۔"

عتبہ کی بات سن کر شیخ نجدی (شیطان) بولا:

"افسوس ہے تجھ پر اور تیری تدبیر پر۔ تمہیں مشاورت میں بیٹھنے سے کہیں بہتر ہے کہ صحرا میں جاکر اونٹ چرایا کرو۔ محمد کی موت کے انتظار میں اگر تم لوگ ہاتھوں پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے تو اس وقت تک اس کا دین مشرق و مغرب میں پھیل چکا ہوگا اور اس کا ایک عظیم لشکر بھی تیار ہو چکا ہوگا جو تمہاری تباہی و بربادی کے لیے بہت کافی ہوگا۔"

یہ سن کر دوسرے سردار بولے:

"سچ فرمایا شیخ نجدی نے!"

شیبہ بولا:

"میرے خیال میں محمد کو کسی کمرہ میں مقفل کر دیا جائے جہاں وہ بھوکا پیاسا ہلاک ہو جائے۔"

شیخ نجدی پھر بولا:

"یہ بھی غلط ہے۔ بنو ہاشم تمہیں مجبور کریں گے کہ محمد کو رہا کرو۔"

شرکاءِ مشاورت نے کہا:

"سچ فرمایا شیخ نجدی نے!"

عاص بن وائل نے کہا:

"اس کو مست اونٹ پر باندھ کر صحرا میں چھوڑ دیں۔ صحرا میں بھٹک کر وہ بھوکا پیاسا ہلاک ہو جائے گا۔"

شیخ نجدی بولا:

"یہ بھی غلط ہے۔ وہ صبیح الجمال، فصیح البیان اور ملیح اللسان ہے۔

صحرا میں جس نے بھی اسے دیکھ لیا، اس پر ایمان لاکر، اسے دوبارہ شہر میں لے آئے گا۔ اس طرح وہ لوگوں کی ہمدردی جیت کر عوام کو تمہارے خلاف کر دے گا۔"

کافر پھر پکارے:

"سچ فرمایا شیخ نجدی نے۔"

آخر میں ابوجہل بولا:

"میری تجویز یہ ہے کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک جوان چن لیا جائے، وہ جمع ہو کر محمد کو قتل کر ڈالیں۔ اس طرح قاتل کی شناخت نہ ہو سکے گی۔ بنو ہاشم نے خون بہا مانگا تو ہم تمام قبائل سے مال جمع کر کے انھیں دے دیں گے۔ یہی ایک صورت ہے جس سے ہم محمد کو ٹھکانے لگا سکتے ہیں۔"

شیخ نجدی یہ سن کر اچھل پڑا اور بولا:

"ٹھیک بالکل ٹھیک۔ تمہاری رائے صواب بھی ہے اور محفوظ بھی۔"

اس طرح وہ لوگ حضور کے قتل پر متفق ہو گئے اور مجلس برخاست کر دی۔ اس موقع پر قرآن کی یہ آیت اتری۔

"اذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ ۔ واللہ خیر الماکرین"۔ (الانفال)

ادھر جبریل نے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا:

"یارسول اللہ! حکم خداوندی ہے کہ مکہ چھوڑ کر مدینہ ہجرت فرمائیے۔ اسی میں حکمت ہے۔"

شام ہوئی تو آپ نے صحابہ سے فرمایا:

"خدا نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ آج رات مکہ چھوڑ کر مدینہ چلا جاؤں ۔ میرے ساتھ کون جائے گا؟"

حضرت ابوبکر نے عرض کیا:

"میں یا رسول اللہ!"

آپ نے فرمایا:

"کون ہے جو رات کو میرے بستر پر سو جائے؟ میں اسے جنت کی بشارت دیتا ہوں۔"

حضرت علی بولے:

"میں یا رسول اللہ! میں آپ کی خاطر جان قربان کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

یہ کہہ کر حضرت علی اٹھے اور حضور کے بستر پر لیٹ گئے۔

کافروں نے حضور کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ شیخ نجدی بھی ان کے ساتھ تھا۔ وہ اس تاک میں تھے کہ حضور گھر سے نکلیں تو انھیں قتل کر دیا جائے۔ اللہ نے ان پر ایسی غفلت طاری کر دی کہ سب کو نیند آ گئی۔ حتیٰ کہ شیخ نجدی بھی سو گیا۔ کہتے ہیں کہ ابلیس کبھی نہیں سویا صرف ہجرت کی رات تھی جس میں ابلیس کو بھی نیند آ گئی۔ کافر تلواریں پکڑے سو رہے تھے۔ آپ ابوبکر کے ساتھ گھر سے نکلے۔ آپ نے مٹھی بھر مٹی ان کے سروں پر ڈال دی اور خود روانہ ہو گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ سورۂ یٰسین پڑھتے ہوئے نکلے جس کی برکت سے کافروں کو آپ نظر نہ آئے۔ اللہ فرماتا ہے:

وجعلنا من بین ایدیھم سدا ومن خلفھم سدا فاغشینھم فھم لا یبصرون

شیخ نجدی کی آنکھ کھلی تو اس نے کافروں کو جگا کر کہا:

"وہ جا چکا ہے۔ دیکھو تو سہی وہ تمہارے سروں پر خاک ڈال گیا ہے۔"

کافروں نے اٹھ کر آپ کو بستر میں تلاش کیا۔ حضرت علی کو دیکھا تو پوچھا:

"محمد کہاں ہے؟"

حضرت علی نے فرمایا:

"رب محمد نے جہاں چاہا، انھیں لے گیا۔ وہ ظاہر و باطن کو جاننے والا ہے۔ تم انہیں زمین پر عبث تلاش کرتے پھرتے ہو۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہجرت کی رات اللہ نے ایک مرتبہ جبریل و میکائیل سے فرمایا کہ تم دونوں میں سے اگر میں ایک کی زندگی زیادہ لمبی بنانا چاہوں تو کون ہے جو دوسرے کو ترجیح دے گا؟ دونوں نے ایک دوسرے کو ترجیح دی۔ اللہ نے فرمایا کہ تم دونوں علی بن ابی طالب کی طرح ہو جس نے نبی کے بستر پر سو کر اپنی زندگی خطرے میں ڈال دی اور اپنی زندگی پر محبوب کی زندگی کو ترجیح دے دی۔ جبریل و میکائیل جاؤ! اور علی کی حفاظت کرو۔ جبریل حضرت علی کے سرہانے اور میکائیل ان کے پاؤں کی جانب کھڑے ہو گئے۔

جبریل نے کہا:

"علی! مبارک ہو۔ خدا آپ پر فخر کر رہا ہے اور فرما رہا ہے:

ومن الناس من یشتری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد۔"

کافروں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے؟ تیسرے دن انھوں نے

سراقہ بن مالک کو مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ وہ عرب کا ایک بہادر شاہسوار تھا۔ سراقہ تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا۔ اس نے حضور کو جا لیا۔ حضرت ابو بکر نے گھبرا کر کہا:

"حضور! سراقہ آ رہا ہے!"

آپ نے فرمایا:

"نہ گھبراؤ۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

سراقہ قریب آ کر دھاڑا:

"آج کون ہے جو تمہیں بچائے گا؟"

حضور نے فرمایا:

"میرا اللہ جو ایک ہے۔"

عین اسی وقت جبریل نے حاضر ہو کر عرض کیا:

"اللہ نے زمین کو آپ کے لیے مطیع کر دیا ہے۔ آپ جو حکم فرمائیں گے، زمین اس کی تعمیل کرے گی۔"

یہ سنتے ہی حضور نے فرمایا:

"زمین! سراقہ کو پکڑ لو۔"

سراقہ کا گھوڑا گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ اس نے گھبرا کر کہا:

"امان یا محمد! اگر معاف کر دیں تو عمر بھر آپ کا ہو کر رہوں گا۔"

حضور نے فرمایا تو زمین نے چھوڑ دیا۔

مصنف کہتے ہیں میں نے ایک تفسیر میں پڑھا ہے کہ سراقہ نے سات مرتبہ وعدہ خلافی کی۔ وہ جونہی وعدہ خلافی کرتا، زمین اسے پھر پکڑ لیتی تھی۔ آٹھویں بار اس نے سچے دل سے توبہ کی۔ سراقہ نے اپنی کمان سے تیر نکال کر حضور کو دیا اور کہا:

"آپ کے راستہ میں میرے مویشی اور اونٹ پڑتے ہیں۔ میرا تیر دکھا

کر گلہ بانوں سے سواری اور رختِ سفر لے لیجئے گا۔"

حضور نے فرمایا:

"سراقہ! تم اسلام پر مائل نہیں تو میں تمہارے مال پر کیسے مائل ہو سکتا ہوں؟"

سراقہ نے کہا:

"میں جانتا ہوں کہ آپ کا دین ایک نہ ایک دن غالب آئے گا۔ اور بنی آدم کی گردنیں آپ کے روبرو خم ہو جائیں گی۔ مجھ سے ایک وعدہ فرمائیے کہ آپ کو جاہ و عزت ملی تو مجھے بھی سرفراز فرمائیں گے۔"

حضور نے وعدہ فرمایا تو سراقہ ایمان لے آیا۔ حضور نے فرمایا:

"سراقہ! اب تم واپس چلے جاؤ۔"

سراقہ نے مکہ آ کر ابوجہل سے کہا:

"محمد اس راستہ سے نہیں گئے ہیں۔"

یہ سنتے ہی کافروں نے تعاقب کا ارادہ چھوڑ دیا۔ لیکن ابوجہل بولا:

"میرا خیال ہے کہ تم نے محمد کو دیکھا ہے۔"

یہ سن کر سراقہ نے حضور کی مدح میں قصیدہ کہا جس میں جی کھول کر آپ کی تعریفیں کیں۔

معجزہ

عکرمہ بن ابوجہل کا مشرف بہ اسلام ہونا

روایت ہے کہ ابوجہل کا بیٹا عکرمہ حضور سے ہمیشہ دُور رہا کرتا تھا کہیں وہ اسلام قبول نہ کر بیٹھے۔ ایک دن اتفاقاً اس کی حضور سے ملاقات ہو گئی۔ حضور نے نورِ نبوت سے پہچان لیا کہ یہی عکرمہ بن ابی جہل ہے۔ آپ نے عکرمہ سے کہا:

"عکرمہ! تم کتنے حسین جمیل ہو۔ اسلام قبول کر لو۔ جنتی ہو جاؤ گے۔"

عکرمہ یہ سن کر گھبرایا اور بھاگ نکلا۔ وہ اپنے آپ سے کہنے لگا:

"میں مر گیا ہوتا تو اچھا تھا۔ کاش میں نے محمد کا چہرہ نہ دیکھا ہوتا۔"

وہ سیدھا بت خانہ آیا اور بتوں کے قدموں میں گر کر کہنے لگا:

"میرے معبودو! میری رُوح قبض کر لو۔ محمد ﷺ دوبارہ دیکھنے سے بہتر ہے کہ مر جاؤں۔"

بڑے بُت سے آواز آئی:

"محمد مضبوط ارادوں کے مالک ہیں۔ انھوں نے تمہارے اسلام کا ارادہ کر لیا ہے، اب ان سے بچنا تمہارے لیے محال ہو گا۔"

بُت کی باتوں سے عکرمہ بہت مایوس ہوا۔ وہ سوچنے لگا کہ کہیں اسلام قبول نہ کر بیٹھوں۔ آخر عکرمہ نے ایک فیصلہ کر لیا۔ وہ شہر سے سمندر کا ارادہ لے کر نکلا۔ ساحل پر کھڑے ہو کر اس نے کہا:

"مر جاؤں گا لیکن اسلام قبول نہیں کروں گا۔"

اور سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ وہ کئی مرتبہ ڈوبا اور بار بار ابھرا۔ لیکن اللہ کی قدرت اور حضور کی نگاہِ کرم کی بدولت ہلاک نہ ہوا۔

عکرمہ سطحِ سمندر پر تیر رہا تھا۔ تاجروں کی ایک کشتی کا گذر ہوا۔ مسافروں کی نظر عکرمہ پر پڑی۔ تو انھوں نے سمندر سے نکال کر کشتی میں سوار کر لیا۔ ملاحوں نے پوچھا:

"تم کون ہو اور کہاں کے رہنے والے ہو؟"

عکرمہ نے کہا:

"ابوجہل کا بیٹا ہوں۔ عکرمہ نام ہے اور مکہ کا رہنے والا ہوں۔"

ملاحوں نے عکرمہ کو پہچان لیا۔ وہ افسوس کرتے ہوئے بولے:

"تم سمندر میں کس طرح گرے تھے؟"

عکرمہ نے کہا:

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے گھبرا کر میں نے خود ہی سمندر میں چھلانگ لگا دی تھی۔ وہ چاہتا ہے کہ میں اسلام قبول کر لوں۔ مجھے یقین تھا کہ محمد کے سحر سے بچ نکلنا محال ہے۔ میں نے بہتر سمجھا کہ اپنے دین پر مر جاؤں لیکن اس کا دین قبول نہ کر دوں۔"

یہ کہہ کر عکرمہ کشتی کے کونے میں چپ چاپ بیٹھ گیا۔

کشتی میں ایک مسلمان تاجر اپنے بچے کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ بچے کے ہاتھ میں ایک تختی تھی جس پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی:

"یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ"

بچہ اس آیت کو بلند آواز سے دہرا رہا تھا۔ عکرمہ نے سنا تو بولا:

"بیٹا! تم کیا پڑھ رہے ہو؟"

لڑکے نے جواب دیا:

"قرآن ____ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔"

عکرمہ کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ اس کا دل اسلام کی طرف مائل ہونے لگا۔ وہ دل ہی دل میں کہنے لگا:

"اگر یہ قرآن ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرار بہت بڑی حماقت تھی۔ اس کلام نے تو مجھ پر رقت طاری کر دی ہے۔"

عکرمہ ایک دم چونکا اور ملاح سے بولا:

"کشتی کو ساحل کی طرف موڑ دو۔"

ملاح نے جواب دیا:

"نہیں! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

عکرمہ کی کمر سے چمڑے کی ایک پیٹی بندھی ہوئی تھی، جس میں ایک ہزار دینار تھے۔ عکرمہ نے ملاح کو دینار کا لالچ دیا، لیکن وہ نہ مانا۔ دس دینار سے سودا شروع ہوا۔ ملاح کے انکار پر عکرمہ پیسے بڑھاتا گیا۔ بڑھتے بڑھتے معاملہ ایک ہزار دینار تک پہنچ گیا تو ملاح نے کشتی کو ساحل کی جانب موڑ دیا۔ ملاح نے کشتی ساحل سے لگائی تو عکرمہ نے ایک ہزار دینار ملاح کے حوالے کیے اور خود حضور کی جانب چل نکلا۔ اب اس کے دل میں حضور کی محبت اور سر میں اسلام کا سودا سما چکا تھا۔ عکرمہ عصر کے وقت حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔

جبریل نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

"یا رسول اللہ! کافروں کو چیلنج کیجیے کہ ان میں ہمت ہے تو عکرمہ کو اسلام سے باز رکھیں۔"

حضور کے حکم پر حضرت علی نے اعلان کر دیا کہ عکرمہ اسلام قبول کرنے والا ہے۔ ہمت ہے تو اسے روک لو۔

ایک جانب ابوجہل اپنے ساتھیوں سمیت کھڑا تھا۔ دوسری طرف حضور اپنے اصحاب کے ساتھ کھڑے تھے۔ عکرمہ آیا تو اس کا باپ ابوجہل بولا:

"بیٹا! کدھر جانے والے ہو؟"

عکرمہ نے کہا:

"محمد کی جانب۔"

ابوجہل غصے سے بولا:

"ایک ساحر پر ایمان لاؤ گے؟"

عکرمہ نے جواب دیا:

"انھیں ساحر نہ کہیے ابا جان! یہ خدا کے رسول ہیں۔"

یہ کہہ کر عکرمہ تیزی سے دوڑا اور حضور کے قدموں میں گر پڑا۔ اس نے کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گیا۔ اب قیامت تک عکرمہ کو رضی اللہ عنہ کہا جائے گا اور اس کے باپ ابوجہل کو لعنۃ اللہ علیہ۔

Scanned with CamScanner

معجزہ

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

احمد بن حسن الکبری سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے نور کو منتقل کرنا چاہا تو سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب کے دل میں شادی کی خواہش پیدا کر دی۔

ایک دن سیدنا عبداللہ نے اپنی ماں سے کہا:

"امی جان! میں چاہتا ہوں کہ آپ میری شادی فرمائیں تو میری بیوی صورت و سیرت، حسب و نسب اور جمال و کمال کا مجموعہ ہونی چاہیئے۔"

ماں نے فرمایا:

"ضرور بیٹے! یہی تو میری بھی خواہش ہے۔"

آپ کی والدہ کو قریش کی تمام دوشیزاؤں میں آمنہ بنت وہب نے سب سے زیادہ متاثر کیا۔ ماں نے بیٹے سے بات کی تو سیدنا عبداللہ نے عرض کیا:

"امّی جان! آپ اچھی طرح سے تسلّی کر لیجئے۔"

آپ کی والدہ دوبارہ گئیں۔ انھوں نے سیدہ آمنہ کو جی بھر کر دیکھا معصوم چہرہ، شرمیلی آنکھیں اور باوقار سراپا، وہ تو جنت کی حُور دِکھتی تھیں۔ ماں نے رشتہ پسند کر لیا۔ پھر ایک دن سیدنا عبداللہ کا نکاح ایک اوقیہ سونا.

ایک اوقیہ چاندی اور ایک سو اونٹوں کے مہر پر سیدہ آمنہ سے ہو گیا۔

وہ جمعہ کی رات تھی جب اللہ نے فرمایا کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں۔ آج کی رات نورِ محمد منتقل ہونے والا ہے۔ پھر وہ نور منتقل ہو گیا۔ اس دن صنم خانے ویران ہو گئے۔ بت اوندھے منہ گر پڑے۔ ابلیس اپنے چہرہ پر خاک ڈالتا ہوا جبل ابی قبیس کی جانب بھاگا۔ وہ اس زور سے چیخا کہ تمام شیاطین اس کے گرد جمع ہو گئے۔ شیاطین نے پوچھا:

"تمہیں کیا ہوا ہے؟"

ابلیس نے کہا:

"وہ نور آمنہ کے شکم تک آ پہنچا ہے جو ہمارے طلسم کو توڑ دے گا۔"

مکّہ کی کئی دوشیزائیں آمنہ کے مقدر پر رشک کرنے لگیں کہ اس نے عبداللہ کی پیشانی سے چمک لوٹ لی ہے۔

اللہ نے جب خیر مخلوقات کو ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا تو جنّت کے باسیوں، سدرہ کے مکینوں اور عرش کے حاملوں سے جبریل نے کہا:

"کلمۃ اللہ تمام ہونے والا ہے، حکمِ الٰہی نافذ ہونے والا ہے۔ ان کا ظہور ہونے والا ہے جو بشیر و نذیر ہیں، سراج منیر ہیں، شافع و مشفع ہیں اور صاحب لواء الحمد ہیں۔ ان کی امت آمر بالمعروف اور ناہی عن المنکر ہوگی۔

عرش والو! وہ آنے والے ہیں جو صاحب امانت و دیانت اور مجاہد فی سبیل اللہ ہیں۔ وہ خیر مخلوقات ہیں۔ خاتم الانبیاء ہیں۔ وہ سب جہانوں کی طرف رحمت بنا کر بھیجے جانے والے ہیں۔ وہ جن کا نام ـــــ محمد و احمد ہے جو طٰہٰ و یٰسین ہیں۔ جن کا دین ناسخ الادیان ہے۔ دنیا میں ظہور فرمانے والے ہیں۔"

جبریل کا اعلان سنتے ہی ملائکہ تسبیح و تکبیر میں مصروف ہو گئے۔ ابوابِ جہنم بند ہو گئے۔ جنت کے دروازے کھل گئے، اشجارِ جنت بار آور ہو گئے۔ جنت کی نہریں رواں ہو گئیں۔ طیورِ جنت نغمہ سرا ہو گئے، حور و غلمان وجد میں آ گئے، حجابات اٹھ گئے اور احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے عالم بالا میں تجلیاں پھیل گئیں۔

اللہ نے جبریل کو حکم فرمایا کہ ایک لاکھ فرشتوں کو لے کر زمین پر جاؤ۔ بحر و بر اور ارض و جبال میں پھیل جاؤ اور اہل زمین کو بشارت سنا دو کہ تمہیں پاک و صاف کرنے والا آ رہا ہے۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حمل کو چھ ماہ گذرے تو میں نے ہاتف سے ندا سنی: آمنہ! تجھے امن والا مبارک ہو۔ سات ماہ گذرے تو حضرت عبدالمطلب نے سیدنا عبداللہ سے فرمایا:

"خوشی کے لمحات آنے والے ہیں، ظاہر ہے کہ اس وقت ہمیں دعوت عام کرنا ہو گی۔ بیٹا! تم طیبہ جاؤ اور وہاں سے عمدہ پھل اور مویشی لے آؤ۔"

سیدنا عبداللہ فوراً روانہ ہو گئے۔ لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ طیبہ میں وصال فرما گئے۔ آپ کے وصال پر آسمان کے فرشتوں نے کہا:

"الٰہ العالمین! تیرے محبوب دنیا میں یتیم پیدا ہوں گے؟"

اللہ نے فرمایا:

"فرشتو! اس کا ناصر و نگہبان، اس کے والدین سے بہتر ہے۔ اس کا محافظ و مربی میں ہوں۔"

سیدہ آمنہ نے اپنے سرتاج کے وصال کی خبر سنی تو ان پر سکتہ طاری ہو گیا۔ یہ مرحلہ ان کے لیے بڑا صبر آزما تھا۔

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ رجب المرجب حمل کا پہلا مہینہ تھا۔ رات کو خواب میں ایک بزرگ نے فرمایا:

"آمنہ! تجھے مبارک ہو اور مرحبا صد مرحبا یا محمد۔"

میں نے کہا:

"آپ کون ہیں؟"

فرمایا:

"ابوالبشر آدم"

وہ پھر فرمانے لگے:

"آمنہ! تم سید البشر کی امین بن چکی ہو۔ وہ نازش بنی ربیعہ اور فخر بنی مضر ہیں۔"

حمل کے دوسرے ماہ خواب میں ایک شخص نے کہا:

"السلام علیک یا رسول اللہ!"

میں نے پوچھا:

"آپ کون ہیں؟"

فرمایا:

"شیث ـــ آمنہ مبارک ہو کہ صاحب تاویل الحدیث کی ماں بننے والی ہو۔"

Scanned with CamScanner

تیسرے ماہ ایک بزرگ نے خواب میں فرمایا:

"السلام علیک یا نبی اللہ!"

میں نے پوچھا:

"آپ کون ہیں؟"

فرمایا:

"ادریس ـــ اور تم رئیس الانبیاء کی ماں ہو۔"

چوتھے ماہ ایک کہنے والے نے خواب میں کہا:

"السلام علیک یا حبیب اللہ!"

میں نے پوچھا:

"آپ کون ہیں؟"

فرمایا:

"نوح ـــ اور تم صاحبِ نصر و فتوح کی حاملہ ہو۔"

پانچویں ماہ خواب میں کسی نے کہا:

"السلام علیک یا صفوۃ اللہ!"

میں نے پوچھا:

"آپ کون ہیں؟"

فرمایا:

"ہود ـــ تم ان کی ماں ہو جو صاحب الشفاعت فی یوم المشہود ہیں۔"

چھٹے ماہ ایک دراز قامت بزرگ نے فرمایا:

"السلام علیک یا رحمۃ اللہ۔"

میں نے پوچھا:

"آپ کون ہیں؟"

فرمایا:

"ابراہیم خلیل اللہ ـــ مبارک ہو کہ تم حبیب اللہ کی ماں ہو۔"

ساتویں ماہ ایک خوبرو نے کہا:

"السلام علیک یا من اختارہ اللہ۔"

میں نے پوچھا:

"آپ کون ہیں؟"

فرمایا:

"اسماعیل ذبیح اللہ ـــ عظیم الشان بیٹے کی مبارک ہو۔"

آٹھویں ماہ ایک بزرگ نے کہا:

"السلام علیک یا خیر خلق اللہ!"

میں نے کہا:

"آپ کون ہیں؟"

فرمایا:

"موسیٰ بن عمران ـــ اور تم صاحبِ قرآن کی ماں ہو۔"

نویں ماہ ایک دراز قامت صبیح و وجیہہ جوان نے کہا:

"السلام علیک یا من دنی القرب منک یا رسول اللہ۔"

میں نے کہا:

"آپ کون ہیں؟"

فرمایا:

"عیسیٰ بن مریم ——— رسول رؤف و رحیم کی مبارک ہو۔"

سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ ماہ ربیع الاوّل کی پہلی رات مجھ پر نشاط و سرور کی عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔

دوسری رات مجھے حصولِ مراد کی مبارک دی گئی۔

تیسری رات کسی کہنے والے نے کہا کہ دولت دین و دنیا کا ظہور ہونے والا ہے۔

چوتھی رات میں نے ملائکہ کی تسبیحات سنیں۔

پانچویں رات خواب میں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ کی زیارت ہوئی انھوں نے بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

"رسولِ رؤف و رحیم کی مبارک ہو۔"

سیدہ فرماتی ہیں کہ میں ہر رات قدرت کے عجائبات دیکھتی رہی حتیٰ کہ گیارہویں رات آئی۔ یہ ایک منوّر رات تھی۔ چاند جوبن پر تھا۔ مکہ چاندنی میں نہایا ہوا تھا۔ عبدالمطلب اپنے بچوں کے ساتھ حرم کی دیوار مرمت کر رہے تھے۔ اس وقت میرے پاس کوئی فرد موجود نہیں تھا۔ میں گھر میں اکیلی رہ گئی تو خوف سا محسوس

ہونے لگا کہ اگر اسی رات بچے کی پیدائش ہوگئی تو کیا ہوگا؟ میں انھی خیالات میں تھی کہ کمرے کی ایک دیوار شق ہوگئی اور چار دراز قامت خواتین کمرہ میں داخل ہوئیں۔ وہ باوقار تھیں اور حسن و جمال میں ایک سے ایک بڑھ کر تھی۔ یوں محسوس ہوا جیسے نور و نکہت کی بارشیں ہونے لگی ہیں۔ ایک نے بڑھ کر مجھ سے کہا:

"آمنہ! تمھاری مثل کون ہوسکتی ہے! تم سید البشر کی ماں بننے والی ہو۔"

یہ کہہ کر وہ میری دائیں جانب بیٹھ گئیں۔ میں نے پوچھا:

"آپ کون ہیں؟"

بولیں:

"امّ البشر ——— حوّا۔"

پھر دوسری نے مبارکباد دی۔ وہ میری بائیں جانب بیٹھ گئیں۔ میں نے پوچھا:

"آپ کون ہیں؟"

بولیں:

"سارا ——— زوجۂ خلیل اللہ!"

پھر تیسری خاتون مبارکباد دے کر میرے پیچھے بیٹھ گئیں۔ میں نے پوچھا:

"آپ کون ہیں؟"

بولیں:

"آسیہ بنت مزاحم ——— فرعون کی بیوی۔"

آخر میں چوتھی نے بھی مبارک دی اور سامنے بیٹھ گئیں۔ میں نے پوچھا:

"آپ کون ہیں؟"

بولیں:

"مریم بنت عمران ——— امّ عیسیٰ۔"

Scanned with CamScanner

پھر چاروں نے یک زبان کہا:

”ہم دایہ بن کر تمہاری خدمت کے لیے حاضر ہوئی ہیں۔“

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ میں جلد ہی ان سے مانوس ہو گئی۔

اللہ نے جبریل سے فرمایا:

”جبریل! ٹھنڈی اور عنبر فشاں ہوائیں چلاؤ۔ مالک سے کہو کہ جہنم سرد کر دی جائے۔ رضوان سے کہو کہ جنت کے دریچے کھول دیے جائیں۔ فرشتو! سماوات و ارضین میں پھیل جاؤ اور اعلان کر دو کہ مطلوب و محبوب کی آمد آمد ہے۔“

پھر جبریل فرشتوں کے جلو میں جبل مکہ پر اترے۔ حرم کا طواف کیا اور کعبۃ اللہ پر نور کا پرچم گاڑ دیا۔

سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ میری نگاہوں سے حجابات اٹھا دیے گئے۔ مجھے شام کے محلات نظر آنے لگے۔ میں نے دیکھا کہ مشرق و مغرب میں جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ ایک جھنڈا کعبہ کی چھت پر نصب ہے جس سے نور کے سوتے پھوٹ رہے ہیں۔

مجھے سخت پیاس محسوس ہوئی تو ایک مشروب پیش کیا گیا جو دودھ سے سفید اور شہد سے شیریں تھا۔ میں نے وہ مشروب پی لیا۔ کیا دیکھتی ہوں کہ میرے پہلو میں سید الاولین والآخرین جلوہ گر ہو چکے تھے ـــــ میں نے دیکھا کہ وہ سجدے میں تھے۔ پھر انھوں نے ننھی منی انگلی آسمان کی جانب بلند فرمائی، آنکھیں سرمگیں، مکحول و مختون، سفید کپڑے میں ملبوس سبز حریر پر لیٹے ہوئے یوں دکھائی دیتے

تھے جیسے چاند زمین پر اتر آیا ہو۔

سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے ہاتف سے یہ ندا سنی:

”میں تجھے عطا کرتا ہوں ـــــ خلقِ آدم، معرفتِ شیث، شجاعتِ نوح، خلتِ ابراہیم، لسانِ اسماعیل، رضائے اسحٰق، حلمِ لوط، جہدِ یوشع، شدتِ موسیٰ، حکمتِ لقمان، حبِ دانیال، ملکِ سلیمان، صبرِ ایوب، ردائے ہارون، وقارِ الیاس، قبولِ زکریا، عصمتِ یحییٰ اور زہدِ عیسیٰ۔

یا محمد! ـــــ آپ کو کعبۃ اللہ مبارک ہو ـــــ کعبۃ اللہ قیامت تک آپ کا اور آپ کی امت کا قبلہ ہوگا۔“

معجزہ

کعبے کا کعبہ

حضور کی ولادت ہوئی تو سیدنا عبد المطلب گھر میں موجود نہیں تھے، کعبہ کی دیوار مرمت کرنے تشریف لے گئے تھے۔ عبد المطلب فرماتے ہیں کہ میں مرمت کے بعد کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ بیت اللہ چاروں جانب جھکا اور مقام ابراہیم کی جانب سجدہ میں پڑ گیا اور تکبیر و تسبیح کی آوازیں آنے لگیں۔ تھوڑی دیر بعد کعبہ دیواروں پر کھڑا ہو گیا اور جوفِ کعبہ سے ندا آئی:

"سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص کر دیا۔"

ارکانِ کعبہ پھر ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے۔

عبد المطلب فرماتے ہیں کہ میں باب الصفا سے نکل کر آمنہ کے گھر کی جانب روانہ ہوا تو میں نے کچھ فرشتے دیکھے جو کہہ رہے تھے:

"قد جاءکم رسول اللہ ﷺ" میں نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا کہ یہ خواب ہے یا بیداری؟ آمنہ کے مکان پر کچھ پرندے چکر کاٹ رہے تھے اور کمرہ سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے پوچھا: "کیا ہوا ہے" تو مجھے بتایا گیا: "سید مضر، خیر البشر کی ولادت ہوئی ہے۔"

میں نے دروازہ پر دستک دی تو آمنہ نے خود دروازہ کھولا۔ ان پر نفاس

کا کچھ اثر نہ تھا۔ میں نے آمنہ سے پوچھا:

"تمہاری پیشانی کی چمک کہاں گئی؟"

آمنہ نے کہا:

"وہ چمک دنیا میں اتر آئی ہے۔"

مجھے ہاتف سے یہ ندا آئی:

"عبد المطلب! اپنے پوتے کا نام 'محمد' رکھنا۔ ان کا نام آسمانوں میں محمود، تورات میں مؤید، زبور میں ہادی، انجیل میں احمد اور قرآن میں طٰہٰ، یٰسین اور محمد ہے۔"

میں نے آمنہ سے کہا:

"مجھے پوتا دکھاؤ۔"

آمنہ نے کہا:

"آئیے! وہ کوٹھڑی میں ہے۔"

کوٹھڑی میں داخل ہوا تو ملائکہ زیارت کے لیے فوج در فوج اتر رہے تھے۔

معجزہ

کعبہ اور فلیا

روایت ہے کہ بادشاہ حبشہ نجاشی نے ابرہہ کو یمن کا حاکم مقرر کر رکھا تھا۔ ابرہہ نے دیکھا کہ بیت الحرام کی زیارت کے لیے چاروں طرف سے دنیا کھنچی چلی آتی ہے تو اس نے بھی ایک عظیم الشان گرجا تعمیر کیا۔ گرجا کی دیواریں، سونے، چاندی اور جواہرات سے مرصع تھیں۔ روم و شام میں یہ عمارت اپنی مثال نہیں رکھتی تھی۔ ابرہہ نے اس گرجا کا نام 'فلیا' رکھا اور نجاشی کو خط لکھا:

"ملک معظم! میں نے آپ کے لیے ایک ایسی عمارت تیار کی ہے جس کی مثال روم و شام میں نہیں ملتی۔ ایسی عمارت نہ پہلے بنائی گئی تھی اور نہ بعد میں بنائی جائے گی۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اہل عرب کو حکم فرمائیں کہ وہ مکہ کی بجائے یمن آیا کریں اور کعبہ کی بجائے فلیا کا طواف کیا کریں۔"

اہل عرب کو معلوم ہوا تو وہ بھڑک اٹھے۔ کچھ لوگ گرجا دیکھنے گئے۔ واپسی پر ایک بدو نے فلیا کی دیواروں پر نجاست مل دی۔ ابرہہ کو معلوم ہوا تو اس نے راہبوں سے پوچھا:

"سچ سچ بتاؤ کہ فلیا کے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا ہے؟"

راہبوں نے کہا:

"ان دنوں مکہ سے کچھ زائرین آئے تھے۔ کعبہ کے مقابلہ میں انھیں فلیا کی شان و شوکت ایک آنکھ نہ بھائی ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرکت ان لوگوں نے ہی کی ہوگی۔"

ابرہہ نے غضب ناک ہو کر کہا:

"دین مسیح کی قسم! مکہ والوں کے کعبہ کو میں جڑ سے اکھیڑ کر نیست و نابود کر دوں گا۔ انھیں حج پر کعبہ کی بجائے فلیا آنا ہی پڑے گا۔"

یہ کہہ کر اس نے لشکر ترتیب دینے کا حکم صادر کر دیا۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ قریش کے کچھ لوگ مکہ سے یمن گئے۔ وہ فلیا کو آگ لگا کر بھاگ گئے۔ ان دنوں شدید ہوائیں چل رہی تھیں۔ جس کی وجہ سے آگ نے پوری عمارت کو لپیٹ میں لے لیا اور فلیا جل کر تباہ ہوگیا۔ اس پر ابرہہ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ اہل مکہ کو شہر سے باہر نکال دے گا اور کعبہ کو مسمار کر کے حجر اسود کو فلیا میں نصب کر دے گا۔ تاکہ لوگ کعبہ کو بھول جائیں اور فلیا کے طواف پر مجبور ہو جائیں۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ مکہ کے ایک شخص نے جلتی ہوئی لکڑ فلیا میں پھینک دی اور خود بھاگ نکلا۔ فلیا جل کر تباہ ہوگیا۔ فلیا کی مرمت کے بعد ابرہہ نے قسم کھائی:

"عیسیٰ بن مریم کی قسم! فلیا کا انتقام کعبہ سے لے کر رہوں گا۔"

ہاتھیوں کا ایک بہت بڑا لشکر لے کر، ابرہہ مکہ پر چڑھائی کے لیے روانہ ہوگیا۔

ابرہہ نے قبیلۂ بنو سلیم کی جانب ایک قاصد بھیجا کہ وہ لوگوں کو قلیاس کے حج پر آمادہ کرے۔ قاصد کو راستے میں قبیلۂ بنی کنانہ کا ایک شخص ملا۔ اس نے قاصد سے پوچھا:

"کہاں جا رہے ہیں؟"

قاصد نے کہا:

"قبیلۂ بنو سلیم کے لوگوں کو قلیاس کے حج پر آمادہ کرنے جا رہا ہوں۔"

یہ سنتے ہی کنانی نے ابرہہ کے قاصد کو قتل کر دیا۔ اس اطلاع نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور ابرہہ نے لشکر کو تیز سے تیز تر چلنے کا حکم دے دیا۔

یمن کے ایک سردار ذونفر نے ابرہہ کا راستہ روک لیا۔ ذونفر کو اہلِ مکہ کی مدد حاصل تھی۔ انھوں نے مل کر کعبہ کے تحفظ کی جنگ لڑی لیکن شکست کھا گئے۔ ذونفر گرفتار کر لیا گیا۔ ابرہہ اسے قتل کرنے لگا تو ذونفر نے کہا:

"ملکِ معظم! مجھے قتل نہ کرو۔ ہو سکتا ہے کہ میری زندگی تمہارے حق میں بہتر ثابت ہو۔"

ابرہہ نے ذونفر قتل نہ کیا لیکن گرفتار کیے رکھا۔

ابرہہ ارضِ خثعم پہنچا تو نفیل بن حبیب الخثعمی نے مقابلہ کیا۔ لیکن شکست کھائی نفیل بھی گرفتار کر لیا گیا۔

نفیل کو بھی ابرہہ نے قتل کرنا چاہا تو نفیل بولا:

"ملکِ معظم! مجھے قتل نہ کرو۔ میں تمہیں مکہ کا راستہ بتانے کے کام آؤں گا۔"

ابرہہ نے اسے آزاد کر دیا اور راستہ پوچھنے کے لیے اپنے ساتھ رکھ لیا۔

ابرہہ کا لشکر طائف پہنچا تو ابن مسعود بن شعیب الثقفی نے کہا:

"ملکِ معظم! جس کی عبادت آپ کرتے ہیں، ہم بھی اسی کو پوجتے ہیں، لہٰذا ہمارا آپ سے کوئی اختلاف نہیں۔ ہم آپ کے ساتھ ایک آدمی بھیجتے ہیں جو مکہ تک آپ کی رہنمائی کرے گا۔"

ابرہہ رضامند ہو گیا تو اہلِ طائف نے ابازغال نامی ایک شخص ابرہہ کے ساتھ کر دیا۔ لشکر طائف سے کوچ کر کے چھ میل دور مغمس نامی ایک مقام پر پہنچا۔ یہاں ابازغال مر گیا۔ اہلِ عرب نے اس کی قبر کو رجم کیا۔ ارضِ مغمس میں یہ وہی قبر ہے جسے آج تک لوگ رجم کرتے ہیں۔

اہلِ مکہ کو ابرہہ کی اطلاع ملی تو وہ شہر سے بھاگ کر پہاڑوں اور گھاٹیوں میں روپوش ہو گئے۔ لیکن عبد المطلب نے کعبۃ اللہ کو چھوڑنا مناسب نہ سمجھا۔ آپ نے کعبہ کو تھام کر دعا کی:

"میرے معبود! ابرہہ تیرے بندوں کو کعبہ کی زیارت سے محروم رکھنا چاہتا ہے۔ مولیٰ! تو ابرہہ کو کعبہ سے روک رکھنا۔"

ابرہہ نے ایک عظیم فوجی دستہ بھیجا کہ اہلِ مکہ کا مال و اسباب اور تمام مویشی ہانک کر لے آئے۔ ان میں عبد المطلب کے دو سو اونٹ بھی تھے۔ وہ ان دنوں مکہ کے امیر ترین سرداروں میں سے تھے۔ مکہ والوں کا تمام مال جب ابرہہ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا تو اس نے قبیلہ حمیر کے ایک شخص کو پیغام دے کر عبد المطلب کے پاس بھیجا۔ ابرہہ نے خط میں لکھا:

"ہم تمہیں شہر سے نکالنے کے لیے نہیں آئے۔ ہم تو کعبہ کو گرانے آئے ہیں۔ تم لوگ اگر ہم سے تعارض نہیں کرتے تو ہمیں تمہارا خون بہانے سے کوئی سروکار نہیں ہوگا۔ ہم اپنا کام کر کے واپس چلے جائیں گے۔"

Scanned with CamScanner

عبدالمطلب نے جواب دیا:

"ہم تمہارے ساتھ جنگ کرنا نہیں چاہتے اور نہ ہی ہم میں اتنی سکت بھی ہے۔ رہی بات کعبہ کی تو یہ اللہ کا گھر ہے۔ وہ اپنے گھر کی خود حفاظت فرمائے گا۔"

قاصد نے کہا:

"عبدالمطلب کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ تم خود ابرہہ کے پاس چلو۔"

قاصد کے کہنے پر حضرت عبدالمطلب قریش کے کچھ سربرآوردہ لوگوں کے ساتھ ابرہہ کے لشکر میں چلے گئے۔ عبدالمطلب نے کسی فوجی سے ذونفر کے بارے میں پوچھا۔ ذونفر آپ کا دوست تھا۔ فوجی انہیں ذونفر کے پاس لے آیا۔ آپ نے کہا:

"ذونفر! کیا تم ابرہہ کو اس ظلم سے نہیں روک سکتے۔"

ذونفر نے کہا:

"اس وقت میں خود ابرہہ کا جنگی قیدی ہوں۔ میں تو زندگی کی گھڑیاں گن رہا ہوں۔"

ذونفر نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا:

"البتہ ہاتھیوں کے دستہ کا سالار میرا دوست ہے۔ میں اس کو پیغام بھیج دیتا ہوں کہ وہ آپ کی معروضات سن کر، ابرہہ سے ملاقات میں آپ کی مدد کرے۔"

ذونفر نے سالار کو پیغام بھیج دیا۔

حضرت عبدالمطلب سالار کے خیمہ میں داخل ہوئے تو وہ تعظیماً کھڑا ہو گیا۔

اور آپ کو اپنی جگہ پیش کی حضرت عبدالمطلب کی پیشانی میں جلوہ گر نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھیوں نے دیکھا تو ان کی زنجیریں ٹوٹ گئیں۔ لشکر کے تمام ہاتھی حضرت عبدالمطلب کے آگے جھک کر سلام کرنے لگے۔ سالار لشکر یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس نے ابرہہ کو بتایا تو آپ کو ابرہہ کے روبرو پیش کیا گیا۔ ابرہہ نے کہا:

"آپ کی حاجت کیا ہے؟"

آپ نے فرمایا:

"میرے دو سو اونٹ واپس کر دیے جائیں۔"

ابرہہ نے کہا:

"عجیب بات ہے کہ میں تمہارے آبا و اجداد کے دین و مذہب کو گرانے آیا ہوں۔ لیکن تمہیں صرف اپنے اونٹوں کی فکر ہے، تم نے کعبہ کی بات تک نہیں کی۔ آخر کیوں؟"

آپ نے فرمایا:

"ابرہہ! میں اونٹوں کا مالک ہوں اور مجھے ان کی فکر ہے۔ اسی طرح کعبہ کا بھی ایک مالک ہے جو اپنے گھر کی خود حفاظت کرلیگا۔"

ابرہہ نے آپ کا فصیح و بلیغ جواب سن کر آپ کے اونٹ واپس کر دیے۔

عبدالمطلب مکہ تشریف لائے تو سیدھے حرم شریف میں داخل ہو گئے اور کعبہ کو تھام کر عرض کرنے لگے:

"مولیٰ! ابرہہ تیرا گھر برباد کرنے آیا ہے۔ تجھے اس نور کا واسطہ جو میری پیشانی میں جلوہ گر ہے۔ مولیٰ! اپنا فضل و کرم فرمانا اور کعبہ کو ابرہہ کے پنجوں سے محفوظ رکھنا۔"

Scanned with CamScanner

دعاء کے بعد آپ اپنے ساتھیوں سمیت پہاڑوں پر چلے گئے۔ دیکھتے ہیں کہ ابرہہ اب کعبہ سے کیا سلوک کرتا ہے؟

صبح ہوئی تو ابرہہ نے مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرلیا۔ اس نے فوجی دستے ترتیب دیئے۔ ہاتھیوں کا دستہ بھی آراستہ کیا گیا۔ سب سے بڑے ہاتھی کا نام محمود اور کنیت ابوالقاسم تھی۔ ہاتھیوں کا دستہ جب مکہ کے لیے روانہ ہونے لگا تو نفیل بن حبیب نے محمود کو کان سے پکڑتے ہوئے کہا:

"تمہارا نام محمود ہے، جہاں سے آئے ہو، وہیں چلے جاؤ۔ خدا کی قسم کعبہ بیت الحرام ہے۔ یاد رکھو! اگر کعبہ کی طرف قدم اٹھائے تو نابود ہو جاؤ گے۔"

نفیل کی بات سنتے ہی ہاتھی گھٹنوں کے بل گر پڑا۔ فیلبان نے اٹھانا چاہا لیکن محمود نہ اٹھا۔ اس نے ہاتھی کو برچھیاں اور بھالے مارے تو وہ مکہ سے منہ پھیر کر یمن کی طرف بھاگنے لگا۔ دوسرے ہاتھیوں نے بھی اپنے سردار کی پیروی کی۔

ابرہہ کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ پھر اللہ نے سمندر سے پرندے بھیجے۔ ہر پرندے کی منقار میں ایک اور پنجوں میں دو کنکر تھے۔ کنکر چنے کے دانہ کے برابر تھے۔ پرندوں نے تابڑ توڑ کنکر پھینکنا شروع کیے۔ کنکر جس پر گرتا، وہیں ہلاک ہو جاتا۔ لشکر میں افراتفری مچ گئی۔ انھوں نے مکہ سے منہ پھیر کر یمن بھاگنا شروع کر دیا۔ ابرہہ نے نفیل سے کہا:

"ہم واپس جانا چاہتے ہیں۔ ہماری راہنمائی کرو۔"

نفیل نے یہ سنا تو بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور ان کی تباہی کا منظر دیکھنے لگا۔ لشکری چاروں طرف دیوانہ وار بھاگ رہے تھے، پتھر جس پر گرتا، خود کو کاٹتا اور جسم کو چیرتا ہوا ہاتھی کو بھی فنا کر دیتا تھا۔ ابرہہ کو پتھر لگا تو ہاتھی پر بیٹھے

بیٹھے ہی اس کی گردن لڑھک گئی۔ بدن پھٹ گیا اور بدبودار خون بہنے لگا کعبہ کو مٹانے والا خود ہی نیست و نابود ہو گیا۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ پرندے غول در غول آئے تھے۔

سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ پرندے سفید رنگ کے تھے اور شاہینوں کی مانند تھے۔

عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ پرندے سیاہ و سفید تھے اور وہ سمندر کی جانب سے آئے تھے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ ان کی منقاریں پرندوں جیسی اور سر کتوں کی مانند تھے۔

عکرمہ فرماتے ہیں کہ ان کے سر درندوں جیسے تھے۔

پتھر کیسے تھے؟ اس میں بھی مفسرین کی آراء مختلف ہیں:

سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ وہ چنے کے دانوں کے برابر تھے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے ام ہانی کے پاس، ان پتھروں میں سے ایک پتھر دیکھا تھا جو بکری کی مینگن کے برابر تھا اور اس پر لکیریں تھیں۔ جابر بن اسباط فرماتے ہیں کہ پرندے سمندر کی جانب سے غول در غول آئے تھے۔ ان کی منقاروں میں پتھر تھے۔ بڑے سے بڑا پتھر اونٹ کے سینہ کے برابر اور چھوٹے سے چھوٹا انسان کے سر کے برابر تھا۔

عکرمہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سمندر کی جانب سے ایسے پرندے بھیجے جن کے سر درندوں کی طرح تھے۔ ہم نے آج تک ایسے پرندے نہیں دیکھے۔ انھوں نے پتھر اٹھا رکھے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ہر پتھر پر نام اور ولدیت تحریر تھی اور پرندہ اسی

Scanned with CamScanner

شخص پتھر گراتا تھا جس کا نام پتھر پر تحریر تھا۔ پتھر سر پر گرتا تو دُبر سے خارج ہوتا اور پہلو پر گرتا تو دوسرے پہلو سے نکل جاتا تھا۔

ابرہہ کے خیمے، مال اور مویشی مکہ والوں کے ہاتھ لگے تو وہ اتنے امیر ہو گئے کہ مکہ میں کوئی غریب نہ رہا۔ یہ انعام و اکرام اس نور کی بدولت تھا جو عبدالمطلب کی پیشانی میں نور کا جھومر بن کر جلوہ گر تھا۔

معجزہ

اَلْبَدْرُ فِی الْبَدْرِ

غزوۂ بدر ہجرت کے دوسرے سال ماہ رمضان المبارک میں ہوا۔ تحویل قبلہ کا واقعہ بھی اسی سال ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام جا چکا ہے۔ اس قافلہ میں چالیس اور بعض روایات کے مطابق چالیس سے زیادہ لوگ تھے۔ جن میں ابوسفیان بن حرب اور مخرمہ بن نوفل بھی شامل تھے۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ قافلہ آنے والا ہے۔ آپ جائیے اور قافلہ روکیے۔ دوسری طرف آپ نے دو مخبر روانہ فرمائے کہ قافلہ پر نظر رکھیں اور اس کی نقل و حرکت سے آگاہ کرتے رہیں۔

آپ کے جاسوس صغرا نامی ایک منزل پر پہنچے جو شام کے راستہ میں واقع ہے۔ انھوں نے اہلِ صغراء سے پوچھا:

"آپ کو قافلہ کی خبر ہے؟"

انھوں نے کہا:

"ہم نہیں جانتے۔"

دونوں جاسوس صغراء سے نکل کھڑے ہوئے۔ راستہ میں انھوں نے دو لڑکیوں کو آپس میں جھگڑتے دیکھا۔ ایک لڑکی نے کہا:

"میرے درہم واپس کرو۔"

دوسری نے جواب دیا:

"خدا کی قسم بہن! آج میرے پاس کچھ نہیں۔ قریش کا قافلہ فلاں منزل پر پہنچ چکا ہے۔ قافلہ آنے ہی والا ہے۔ ان کے ہاں کام کرونگی تو تمہارا قرض بھی چکا دوں گی۔"

جاسوسوں نے لڑکی کا جواب سنا اور فوراً مدینہ کے لیے روانہ ہو گئے۔

ابوسفیان کا قافلہ شام کے دشت صغراء پہنچ گیا۔ انھوں نے اہل صغراء سے پوچھا:

"تم نے کوئی اجنبی دیکھا ہے؟"

اہل صغراء نے کہا:

"آج صبح دو اجنبی آئے تھے وہ قافلہ کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ ہم نے کہا کہ ہمیں کچھ خبر نہیں تو وہ اونٹوں پر سوار ہوئے اور چلے گئے۔"

ابوسفیان اس مقام پر آئے جہاں اجنبی مسافروں نے کچھ دیر قیام کیا تھا۔ اس نے اونٹ کی مینگن کو اٹھا کر سونگھا۔ زمین پر اونٹوں کا کچھ چارا پڑا تھا۔ اسے دیکھتے ہی ابوسفیان نے کہا:

"لات و عزیٰ کی قسم! یہ چارا اہل یثرب کا ہی ہو سکتا ہے۔"

ابوسفیان نے اسی وقت ضمضم بن عمر کو پیغام دے کر مکہ روانہ کر دیا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے قافلہ کو روکنے والے ہیں۔ اس لیے فوراً میری مدد کو پہنچ جاؤ۔

ابوسفیان کا قاصد ضمضم بن عمر ابھی مکہ نہیں پہنچا تھا۔ اس کے مکہ پہنچنے سے تین روز پہلے، عاتکہ بنت عبدالمطلب نے خواب دیکھا کہ ایک شتر سوار ہاتھ

میں سیاہ پرچم لیے مسجد الحرام میں داخل ہو گیا اور بلند آواز سے پکارا:

"آل فلاں! اور آل فلاں! اپنی اپنی سواریاں تیار کر لو!"

شتر سوار نے یہ جملہ تین بار دہرایا پھر وہ جبل ابی قبیس پر چڑھ گیا اور پہاڑ پر چڑھ کر اہل مکہ سے یہی بات تین مرتبہ کہی۔ پھر اس نے ایک پتھر اٹھا کر اہل مکہ کی طرف پھینکا جس کے سینکڑوں ٹکڑے فضا میں بکھر گئے۔ مکہ میں کوئی ایسا فرد نہ بچا تھا جسے پتھر کے ٹکڑے نہ لگے ہوں۔ عاتکہ نے صبح اپنے بھائی عباس کو خواب سنا کر کہا:

"خدا رحم کرے آپ کی قوم پر کوئی مصیبت نازل ہونے والی ہے۔"

بہن کا خواب سن کر عباس گھبرا گئے۔ انھوں نے بہن کا خواب اپنے دوست ولید بن عتبہ کو سنایا۔ ولید نے اپنے باپ عتبہ کو سنایا اور عتبہ نے ابوجہل بن ہشام کو سنایا۔ اس طرح یہ خواب پورے مکہ میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گیا۔

عباس مسجد الحرام میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سرداران قریش سر جوڑے بیٹھے ہیں۔ عباس کو دیکھتے ہی ابوجہل بولا:

"تمہارے گھر سے نبوت کیا ظاہر ہوئی ہے کہ تم لوگوں نے ہمیں مصیبت میں ڈال رکھا ہے۔ میں تین دن تک انتظار کرتا ہوں کہ تمہاری بہن کے خواب کی تعبیر ظاہر ہو جائے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو اعلان کر دوں گا کہ اہل عرب میں اگر کوئی سب سے جھوٹا گھرانہ ہے تو وہ تمہارا ہے۔"

عباس یہ سن کر بولے:

"دشمن خدا! مجھے خالق و رازق کی قسم! تم اس بات کے زیادہ حقدار ہو کہ تمہیں جھوٹ اور کذب سے متصف کیا جائے۔"

تیسرے دن اہل مکہ نے دیکھا کہ ابوسفیان کا قاصد اس حالت میں شہر میں داخل ہوا کہ اس کی قمیص تار تار تھی، سر پر خاک تھی۔ اور اونٹنی کے کان کترے ہوئے تھے۔ شہر میں داخل ہوتے ہی ضمضم پکارا:

"بچاؤ! بچاؤ! قوم قریش! اپنے قافلہ کو محمد اور اس کے ساتھیوں سے بچالو۔"

قریش نے یہ وحشت ناک خبر سنی تو عاتکہ کا خواب یاد کر کے گھبرانے لگے۔ وہ ایک مکان میں جمع ہوئے۔ انھوں نے فیصلہ کیا کہ فوراً لشکر تیار کیا جائے۔ ہر سردار لشکر کے ایک دن کے مصارف برداشت کرے۔ انھوں نے لشکر تیار کیا اور مکہ سے نکل کھڑے ہوئے۔ ان کے ساتھ گانے والیاں بھی نکلیں ـــــ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا:

"خرجوا من دیارھم بطرا و رئاء الناس۔"

ادھر مدینہ میں بھی حضور مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے دونوں جاسوس آ گئے۔ انھوں نے ابوسفیان کے قافلہ کی اطلاع دے دی۔ حضور نے فوراً تیاری کا حکم صادر فرمایا۔ وقت بہت کم تھا۔ مہاجرین و انصار میں سے تین سو تیرہ سرفروش فوراً تیار ہو گئے۔ ان کے پاس صرف دو گھوڑے، چھ زرہیں، اور آٹھ تلواریں تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ قریش کے ساتھ بڑی جنگ نہیں ہوگی۔ حضور نے اپنے جان نثاروں کے ساتھ مدینہ سے کوچ فرمایا۔ آپ روحاء پہنچے تو جبریل نے حاضر ہو کر عرض کیا:

"یا رسول اللہ! فتح مبین کی بشارت قبول فرمائیے۔"

حضور نے صحابہ کو مشرکین کے خروج کی خبر سنائی کہ وہ مکہ سے نکل کھڑے ہوئے ہیں تو بعض صحابہ نے عرض کیا:

"حضور! ہمیں پہلے خبر ہو جاتی کہ جنگ ہوگی تو ہم مدینہ سے ہتھیار بند ہو کر نکلتے۔ ہم تو قافلہ کے خیال سے نکلے تھے۔ ظاہر ہے کہ قافلہ سے

مقابلہ آسان بھی ہے اور سودمند بھی۔"

حضور نے فرمایا:

"گھبراؤ نہیں، اللہ کا نام لے کر چلو۔"

حضور چاہتے تھے کہ انصار از خود جان نثاری کی بات کریں۔ چنانچہ سعید بن معاذ نے کہا:

"یا رسول اللہ! ہمیں جہاں چاہیں لے چلیں اور جہاں چاہیں کھڑا کر دیں۔ خدا کی قسم! اگر آپ ہمیں یہ بھی فرمائیں کہ سمندر میں چھلانگ لگا دو تو ہم اس کے لیے بھی تیار ہو جائیں گے۔ ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں ہیں جنھوں نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ آپ اور آپ کا خدا جائیں، ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔

یا رسول اللہ! ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آپ اور آپ کا خدا جائیں اور ہم بھی آپ کے ساتھ جائیں گے۔"

اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

"کما اخرجک ربک من بیتک بالحق۔"

یعنی جس طرح خدا آپ کو گھر سے نکال لایا ہے اسی طرح روحاء سے بھی چل نکلیے۔

"وان فریقا من المؤمنین لکارھون۔"

یعنی مشرکین مکہ سے قتال۔

"یجادلونک بالحق بعد ما تبین۔"

یعنی یہ امر واضح ہو جانے کے بعد بھی کہ آپ کا ہر فعل اللہ کے امر سے ہے۔

"کانما یساقون الی الموت وھم ینظرون۔"

یعنی جیسے وہ موت کو دیکھ رہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

اس آیت کے نزول پر حضور نے کوچ کا حکم صادر فرما دیا۔ آپ نے فرمایا:

"اللہ کا نام لے کر چلو۔ میں نے مشرکین کے گرنے اور گر کر مرنے کی جگہیں دیکھ لی ہیں۔ ابوجہل فلاں جگہ قتل ہوگا، امیہ بن خلف فلاں جگہ مارا جائیگا۔"

آپ نے صحابہ کو کافرین کے مقتل تک بیان کر دیے۔ چنانچہ وہی ہوا جو حضور نے فرمایا تھا۔

مکّہ سے قریش اتنی برق رفتاری سے نکلے کہ انھوں نے اپنے تجارتی قافلہ کو پالیا۔ انھوں نے آپس میں کہا:

"ہم تو مکّہ سے اپنے قافلہ کے تحفّظ کے لیے نکلے تھے۔ قافلہ محفوظ پہنچ گیا ہے۔ ہم واپس لوٹ جاتے ہیں۔"

ابوجہل نے کہا:

"جب تک ہم محمد اور اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل نہ کرلیں واپس نہیں جائیں گے۔"

دونوں لشکر بدر پہنچ گئے۔ لشکرِ اسلام وادی سے قریب تھا جب کہ کافروں کا لشکر دور، پانی کے پاس تھا اور دونوں لشکروں کے درمیان وادئ بدر تھی۔ بدر کی رات حضور نے مناجات میں گذاری۔ آپ نے عرض کیا:

"بارِ الہٰا! ابوجہل بن ہشام کو غالب نہ فرمانا، فلاں بن فلاں کو غالب نہ فرمانا۔"

مسلمانوں نے رات وہیں بسر کی۔ وہ پانی سے دُور تھے۔ شیطان نے مسلمانوں کو وسوسہ ڈالا کہ تم ناپاک حالت میں تیمم کر کے نمازیں پڑھ رہے ہو اور پانی پر کافروں کا تسلّط ہے پھر بھی یہ گمان رکھتے ہو کہ ہم دینِ حق پر ہیں؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے موسلا دھار بارش نازل فرما دی کہ وادئ بدر میں پانی بہنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی ایک بہت

بڑی ضرورت کو پورا فرما دیا۔

اس رات حضرت علی اور حضرت زبیر بن العوام حضور کا پہرہ دینے پر مامور تھے۔ قریش کا ساقی ادھر آنکلا تو انھوں نے اسے پکڑ لیا۔ انھوں نے ابوسفیان کے بارے میں پوچھا تو اس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ پھر انھوں نے پوچھا:

"تم کن کے ساتھ ہو؟"

وہ بولا:

"قریش کے ساتھ۔"

انھوں نے پوچھا:

"تمہاری تعداد کتنی ہے؟"

اس نے کہا:

"بہت زیادہ۔"

انھوں نے پوچھا:

"سچ سچ بتاؤ ان کی تعداد کتنی ہے؟"

وہ بولا:

"بہت کم۔"

اس پر حضرت علی اور زبیر نے اسے خوب زدوکوب کیا۔ حضور نے فرمایا:

"اس نے سچ کہا تو تم نے مارا اور غلط کہا تو چھوڑ دیا ـــــ مجھ سے سنو! ان کی تعداد نو سو سے لے کر ہزار کے اندر اندر ہے۔"

اور فی الواقع ان کی تعداد ساڑھے نو سو تھی۔

دوسرے روز حضور نے صبح کی نماز کے بعد دعا فرمائی:

"مولیٰ! میری جماعت کو ہلاک نہ کرنا۔ اگر یہ نہ رہے تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی شخص باقی نہ رہے گا۔"

آپ نے دعا کے بعد حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا:

"صدیق! مبارک ہو میں نے زمین اور آسمان کے درمیان جبریل کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ وہ گھوڑے پر سوار ہیں اور ایک ہزار فرشتوں کی قیادت کر رہے ہیں۔ میکائیل اور اسرافیل بھی ایک ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ بدر اُتر رہے ہیں۔"

قرآن میں ارشاد باری ہے:

ان یمدکم ربکم بثلثة الاف من الملئکة۔

ابوجہل نے اسلامی لشکر کو دیکھ کر کہا:

"معبودِ کعبہ! دونوں میں سے جو لشکر تجھے پسند ہے، اسے غالب کر دے۔ ہمارا دین پرانا ہے اور محمد کا نیا۔ جو دین تجھے پسند ہے اسے مظفر و منصور کر دے۔"

عتبہ بن ربیعہ نے کہا:

"قوم قریش! محمد تم میں سے ہے۔ اگر وہ نبی ہے تو تم لوگ سعادتمند ہو، اگر بادشاہ ہے تو اس کے زیرِ سایہ رہنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر کاذب ہے تو آج بچنے نہ پائے۔

لیکن قوم قریش! یاد رکھنا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں مار کر مریں گے۔"

ابوجہل نے عتبہ کی بات سنی تو کہا:

"اصحاب محمد سے ڈر گئے ہو؟ تمہاری باتوں سے خوف و ہراس کی بو آرہی ہے۔ آج معلوم ہو جائے گا کہ بہادر کون ہے اور بزدل کون ہے؟"

ابوجہل کا طعنہ سنتے ہی عتبہ نے زرہ پہنی اور میدان میں کود پڑا۔ اس کے ساتھ ہی عتبہ کا بیٹا ولید اور اس کا بھائی شیبہ بھی میدانِ جنگ میں نکل آئے۔

عتبہ، شیبہ اور ولید اسلامی لشکر کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور وہ چلائے:

"محمد! نکالو اپنے بہادروں کو!"

یہ سنتے ہی تین انصاری میدان میں نکل آئے۔ تو کافر بولے:

"تم کون ہو؟"

انصاریوں نے کہا:

"اللہ اور رسول کے انصار!"

کافر بولے:

"نہیں۔ ہمیں تم سے غرض نہیں۔ ہم تو قبیلۂ قریش کے مسلمانوں سے زور آزمائی پسند کریں گے۔"

یہ سن کر حضور نے فرمایا:

"ہاشم کے فرزندو! ان کو جواب دو۔"

حضور کا ارشاد سنتے ہی علی ابن ابی طالب، حمزہ بن عبدالمطلب اور عبیدہ بن الحارث میدان میں آگئے تو عتبہ نے کہا:

"پہلے اپنا تعارف تو کرایا ہوتا؟"

حضرت حمزہ نے جواب دیا:

"میں خدا کا شیر ہوں —— حمزہ نام ہے۔"

Scanned with CamScanner

عتبہ بولا:

"خوب جانتا ہوں ـــــ لیکن تمہارے ساتھ کون ہیں؟"

حمزہ نے فرمایا:

"یہ علی ابن ابیطالب ہیں اور یہ عبیدہ بن الحارث۔"

تعارف ہوتے ہی یہ لوگ ایک دوسرے کے مقابل کود پڑے ـــــ بوڑھے کے مقابلہ میں بوڑھا اور جوان کے مقابلہ میں جوان۔ عبیدہ عتبہ کے مقابلہ میں، حمزہ، شیبہ کے مقابلہ میں اور علی ولید کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو گئے۔ حضرت علی اور امیر حمزہ نے اپنے دشمنوں کو ہلاک کر دیا۔ لیکن شیبہ نے عبیدہ کی ران پر تلوار کا گہرا وار کیا جس کے نتیجہ میں وہ جنگ کے بعد واپس جاتے ہوئے شہید ہو گئے اور مقام صفراء میں دفن کیے گئے۔ لیکن حضرت علی اور امیر حمزہ نے مل کر عبیدہ کا قرض چکا دیا اور شیبہ کو بھی واصل جہنم کر دیا۔

ان کے بعد حضرت عمر کے غلام مہجع میدان میں اترے تو لشکرِ کفار سے ایک سنسناتا ہوا تیر آیا اور مہجع کے پہلو میں پیوست ہو گیا۔ انھیں بدر کا پہلا شہید ہونے کا شرف نصیب ہو گیا۔

حضور مسلمانوں کو مقابلہ پر ابھار رہے تھے۔ پاس ہی عمیر بن الہمام کھڑے تھے۔ وہ حضور سے بولے:

"حضور! اگر میں شہید ہو جاؤں تو جنت مل جائے گی؟"

فرمایا:

"یقیناً۔"

یہ سنتے ہی عمیر نے تلوار تھامی اور میدان میں نکل آئے۔ انھوں نے کافروں پر

سخت حملہ کیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

اچانک ابوجہل میدانِ جنگ میں نمودار ہوا۔ وہ اونٹ پر سوار تھا۔ معاذ بن عمرو الجموح کی اس پر نظر پڑی تو وہ ابوجہل پر عقاب کی طرح جھپٹے۔ وہ سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ معاذ کی تلوار اس کی ران کاٹ چکی تھی۔ وہ اونٹ سے گرا اور زمین پر تڑپنے لگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ابوجہل کی طرف دوڑے۔ انھیں دیکھتے ہی ابوجہل نے ہنس کر کہا:

"ام عبد کے بیٹے! اپنے نبی کی ذلت دیکھنے آئے ہو؟"

عبداللہ بن مسعود بولے:

"دشمنِ خدا! کفر میں تم تو فرعون کا بھی نمبر کاٹ گئے ہو۔ فرعون نے تو غرق ہوتے وقت کفر پر شرمندگی ظاہر کی تھی اور کہا تھا کہ میں ربِ موسیٰ و ہارون پر ایمان لے آیا۔ لیکن تم ہو کہ مرتے وقت بھی بکواس سے باز نہیں آرہے ہو۔ ملعون! آج تمہیں کتّے کی موت ماروں گا۔"

یہ کہہ کر حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر دبایا تو ابوجہل بولا:

"عبداللہ! ابھی کل کی بات ہے کہ مکّہ میں تم بے نام و نشان انسان تھے۔ لیکن آج محمد نے تمہیں عالی مقام کر دیا ہے۔"

عبداللہ بن مسعود نے ابوجہل کی خوشامد کی پروا نہ کرتے ہوئے، اس کا سر قلم کیا اور حضور کے قدموں میں ڈال دیا۔ آپ نے دشمنِ اسلام کی ہلاکت پر سجدۂ شکر ادا فرمایا۔

آپ نے حضرت ابوبکر یا حضرت علی میں سے کسی سے فرمایا کہ مٹھی بھر مٹی

لاؤ۔ حضور نے مٹی کفار کی جانب پھینکی تو اللہ کے حکم سے وہ مٹی کافروں کی آنکھوں میں پڑ گئی۔ اسی موقع پر ارشادِ ربانی ہے:

ومارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔

مٹی کا پھینکنا تھا کہ اصحابِ رسول نے یک بارگی حملہ کر دیا۔ حملہ اتنا شدید تھا کہ کافر قتل ہونے لگے کچھ پکڑے جانے لگے اور باقی میدان سے بھاگنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دل مضبوط فرما کر کافروں پر ان کا رعب طاری کر دیا تھا۔ بدر کے معرکہ میں ستر کافر ہلاک ہوئے اور ستر ہی اسیر ہوئے تھے۔ جنگی قیدیوں میں سیدنا عباس بھی تھے۔ مہاجرین وانصار میں سے تیرہ مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

الوسیط میں ہے کہ مالِ غنیمت کی تقسیم پر مجاہدین میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ نوجوانوں نے کہا:

"مالِ غنیمت کے حقدار ہم ہیں کہ ہم نے کافروں سے قتال کیا ہے۔"

بوڑھوں نے کہا:

"اور ہمارا بھی حصہ ہے کیونکہ ہم جنگ میں تمہارے ساتھ تھے۔"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ مہاجرین وانصار نے کہا:

"ہم میں سے ہر ایک کو مال ملنا چاہیے۔"

تفسیر ابی اللیث میں ہے کہ کافروں کو شکست ہوئی تو مسلمانوں کی ایک جماعت نے ان کا تعاقب کیا۔ دوسری جماعت نے حضور کے گرد حفاظتی حلقہ بنا لیا تاکہ کوئی کافر آپ تک نہ پہنچ سکے اور تیسری جماعت لشکر کے ساتھ رہی۔ کافروں کے تعاقب میں جانے والوں نے کہا:

"ہم نے کفار کو دور تک بھگایا ہے، لہٰذا مالِ غنیمت ہمارا حصہ ہے۔"

حضور کا پہرہ دینے والوں نے کہا:

"ہم نے حضور کو کافروں سے محفوظ کیے رکھا ہے، لہٰذا مالِ غنیمت کے ہم حقدار ہیں۔"

اور لشکر کا پہرہ دینے والوں نے کہا:

"ہم نے سامانِ لشکر کی راکھی کی ہے لہٰذا مالِ غنیمت ہمارا ہے۔"

ان میں تنازعہ کھڑا ہو گیا تو وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مالِ غنیمت کی تقسیم پر حضور کا فیصلہ چاہا۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول فاتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم واطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم مؤمنین۔

یعنی غنائم کی تقسیم رسول کا کام ہے۔ حضور نے ان سب میں مالِ غنیمت تقسیم کر دیا۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ ملائکہ نے جنگ میں حصہ نہیں لیا تھا وہ صرف مشیر بن کر آئے تھے۔ ابن عباس سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ بدر میں فرشتوں نے بھی جنگ کی تھی۔ ہاں جنگ احزاب میں فرشتوں نے حصہ نہیں لیا تھا۔

حضور قیدیوں کو لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ حضور نے قیدیوں کے بارے میں صحابہ سے مشورہ کیا۔ آپ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا:

"ابوبکر! ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟"

حضرت ابوبکر نے عرض کیا:

Scanned with CamScanner

"آقا! یہ لوگ آپ کے قرابت داروں میں سے ہیں۔ آپ انھیں قتل فرمائیں گے
تو یہ لوگ جہنم کا ایندھن بن جائیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ ان سے
تاوانِ جنگ وصول فرما کر انھیں رہا کر دیں۔ تاوان کی رقم جہاد کی تیاری
کے کام آجائے گی۔ اور رہا ہونے والوں میں سے ممکن ہے کہ کوئی نہ
کوئی اسلام بھی قبول کر لے۔"

آپ نے پھر حضرت عمر سے پوچھا:

"ابا حفصہ! آپ کی رائے کیا ہے؟"

حضرت عمر نے عرض کیا:

"آقا! اس وقت قریش کے سربرآوردہ لوگ آپ کے قبضہ میں
ہیں۔ ہمیں نہ تو ان کے مال کی حاجت ہے اور نہ ہی ان کے اسلام
کی ضرورت۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کی تائید و حمایت سے بے نیاز
کر دیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے آپ کو مٹانے میں ایڑی چوٹی
کا زور لگایا تھا۔ ان سب کی گردنیں اڑا دی جائیں۔"

حضور نے دونوں کا مشورہ سنا۔ آپ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا:

"ابا بکر! تم اس طرح ہو جیسے فرشتوں میں میکائیل ہیں۔ وہ جب بھی
اترے ہیں، رحمت لے کر ہی آتے ہیں۔ تمہارا مزاج حضرت ابراہیم
سے ملتا جلتا ہے۔ جنھوں نے فرمایا تھا:

من تبعنی فانہ منی۔ و من عصانی فانک
غفور رحیم

پھر حضرت عمر سے فرمایا:

"اور عمر! انسانوں میں آپ یوں ہیں جیسے فرشتوں میں جبرئیل کہ وہ

شدت اور عذاب لے کر اترتے ہیں۔ اور جیسے حضرت نوح جنھوں نے
فرمایا تھا:

رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا۔

پھر حضور نے فدیہ لے کر قیدیوں کو رہا کر دیا۔

Scanned with CamScanner

معجزہ

بڑے حلم والے کو لائی حلیمہ

حضورؐ کی ولادت ہوئی تو سوال یہ پیدا ہوا کہ اس انمول موتی کو دودھ کون پلائے گا؟ بہت سی بدوی آیاؤں نے خواہش ظاہر کی لیکن حضرت آمنہ ان سے یہی فرماتی رہیں کہ اس امر کا فیصلہ عبدالمطلب کریں گے۔ ایک رات حضرت آمنہ نے ہاتف سے ندا سنی:

"اے طاہرہ وکریمہ! غور سے سن لو کہ محمدؐ کو دودھ پلانے والی دایہ قبیلۂ بنی سعد سے ہے جس کا نام حلیمہ ہے۔"

اس کے بعد جو دایہ آتی سیدہ آمنہ اس کا نام اور قبیلہ ضرور دریافت فرماتیں۔

حلیمہ کے مقدر میں سید الکونین کی رضاعت لکھ دی گئی تھی۔ حالات نے انھیں مکّہ آنے پر مجبور کر دیا۔ حلیمہ کا قبیلہ ان دنوں شدید قحط سے دوچار تھا۔ اس بحران میں حلیمہ سب سے زیادہ متاثر ہوئی تھیں۔ وہ خود فرماتی ہیں کہ میں تہی دست ہو چکی تھی۔ حتیٰ کہ صحرا کے خودرو پودے توڑ کر ان کے پتّے کھایا کرتی تھی۔ ہمارے گھر میں اکثر فاقے ہوا کرتے تھے۔ ایک دن میں بنی سعد کی سہیلیوں کے ساتھ باہر گئی۔ میں نے پتّے توڑ کر کھائے اور پانی پی لیا۔ اچانک ہمیں وادی میں کسی کی آواز آئی لیکن بولنے والا نظر نہ آیا۔ پکارنے والے نے ہمیں مکّہ جانے کی ترغیب دیتے ہوئے کہا:

"مکّہ میں محمدؐ نامی ایک بچہ ہے اسے دودھ پلاؤ۔"

ہم پتّے توڑنا بھول گئیں اور گھبرا کر اپنے گھروں کی جانب دوڑ پڑیں۔ گھر پہنچی تو میرے خاوند حارث نے کہا:

"حلیمہ! خالی ہاتھ واپس آگئی ہو؟"

میں نے حارث کو آواز کا قصہ سنایا تو وہ کہنے لگے:

"حلیمہ! چلو ہم مکّہ چلتے ہیں۔ شاید وہ بچّہ ہماری تقدیر میں لکھا ہو۔"

میں ان دنوں حاملہ تھی۔ جلد ہی میں نے ایک بچے کو جنم دیا جس کا نام ہم نے ضمرہ رکھا۔ ان دنوں میں بھوک اور پیاس سے نڈھال رہا کرتی تھی۔ ایک دن مجھ پر غنودگی طاری ہوگئی تو ایک نادیدہ قوت نے مجھے اُٹھا کر ایک نہر کے کنارے بٹھا دیا اور کہا:

"حلیمہ! اس پانی سے غسل کر لو۔"

میں نے غسل کیا تو پھر آواز آئی:

"اب نہر سے پانی پی لو۔"

میں نے جی بھر کر پانی پیا۔ پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے بڑھ کر شیریں تھا۔ نہر سے مشک وعنبر کی خوشبوئیں اُٹھ رہی تھیں۔ پانی پی چکی تو پھر ندا آئی:

حلیمہ! مبارک ہو کہ رسولِ عربی کی رضاعت تیرا مقدر بن چکی ہے۔ فوراً مکّہ جاؤ۔ تم اپنے قبیلہ میں سب سے زیادہ خوشحال اور خوش نصیب ہونے والی ہو۔"

پھر نادیدہ قوت نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا:

"خدا تجھے شیر اور خیر کثیر عطا فرمائے۔"

اچانک میری غنودگی دُور ہوگئی کیا دیکھتی ہوں کہ نہ وہ نہر ہے اور نہ ہی وہ کیفیت۔ میں اپنے کمرہ میں پڑی تھی۔ لیکن مجھے اپنے رب کے جلال کی قسم! یوں محسوس ہونے لگا

Scanned with CamScanner

جیسے میرے سینے میں دودھ کے سوتے پھوٹنے والے ہیں۔ میرا لاغر پن دُور ہو گیا۔ چہرہ پر تازگی آگئی اور اپنی سہیلیوں میں سب سے زیادہ صحت مند دکھائی دینے لگی۔ سہیلیوں نے مجھ سے کہا:

"حلیمہ! ہم نے تمہیں اس حال میں دیکھا تھا کہ فاقوں کی وجہ سے تم دبلی پتلی اور زرد رو تھی۔ ... اچانک تم اتنی تنومند کیسے ہو گئی ہو؟"

میں نے ہنس کر بات ٹال دی اور حقیقتِ حال کچھ نہ بتائی۔

ایک دن میں نے اپنے خاوند حارث سے کہا کہ مجھے مکّہ لے چلو۔ ہمارے پاس ایک لاغر اونٹنی تھی۔ حارث نے کہا:

"تم اونٹنی کو ایسی زحمت دینا چاہتی ہو جو وہ برداشت نہ کر سکے گی۔"

میں نے کہا:

"خدا نے چاہا تو گرتے پڑتے مکّہ پہنچ ہی جائیں گے۔"

حارث اونٹنی لے آیا۔ وہ اتنی کمزور تھی کہ ہم اس کی پسلیاں شمار کر سکتے تھے۔ حارث نے مجھے اونٹنی پر بٹھایا۔ میں نے ضمر، کو گود میں لیا۔ حارث نے نکیل تھام لی اور اونٹنی کچھوے کی چال چلنے لگی۔ مکّہ کی سڑک پر پہنچے تو اونٹنی رک گئی۔ حارث نے کہا:

"چلو واپس چلے چلیں۔ مکّہ تک جانا اس کے بس کا روگ نہیں۔"

میں نے کہا:

"اللہ کا نام لے کر چلتے رہیے۔ دیر سے سہی لیکن بالآخر مکّہ پہنچ ہی جائیں گے۔"

ہم گومگو کی حالت میں تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ گھاٹی کی اوٹ سے ایک شخص نمودار ہوا۔ اس کے ہاتھ میں چمکدار چھڑی تھی۔ اونٹنی کے قریب آیا اور چھڑی سے اشارہ کرتے ہوئے بولا:

"چلو جلدی چلو! نبی صادق وامین کی خدمت میں۔"

پھر وہ شخص مجھ سے مخاطب ہوا:

"حلیمہ! مبارک ہو کہ خدا نے تجھے سید المرسلین کی رضاعت کے لیے چن لیا ہے۔"

اجنبی کا یہ کہنا تھا کہ اونٹنی اصیل گھوڑے کی طرح دوڑنے لگی۔ سب سے پہلے میں حرم پہنچی۔ مکّہ کے ماحول پر طائرانہ نگاہ ڈالی۔ یوں محسوس ہوا جیسے حرم دلہن کی طرح سجا ہوا ہے اور مکّہ کے گرد ونواح میں رنگا رنگ کے پھول کھلے ہوئے ہیں۔ میرے علاوہ دوسری آیاؤں نے بھی حرم کے دامن میں پڑاؤ ڈال رکھا تھا۔ ہر دایہ کی یہی خواہش تھی کہ وہ مبارک بچہ اُسے مل جائے۔

سیدہ آمنہ نے سنا کہ بنی سعد کی دائیاں مکّہ آچکی ہیں تو انھوں نے سیدنا عبدالمطلب سے عرض کی:

"سیدی! آپ دائیوں کے پاس جائیے اور اپنے پوتے کے لیے بھی دائی لائیے۔"

عبدالمطلب سیدہ آمنہ کی بات سنتے ہی گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ ابھی وہ گھر سے نکلے ہی تھے کہ ہاتف سے ندا آئی:

"بنتِ وہب کا یتیم، بہترین مخلوقات ہے۔ جس کی رضاعت کے لیے قدرت نے حلیمہ کا انتخاب کر رکھا ہے ــــــ آمنہ! بیٹے کو حلیمہ کے سوا کسی دوسری دایہ کے سپرد نہ کرنا۔"

تھوڑی دیر بعد دائیوں نے آنا شروع کر دیا۔ سیدہ آمنہ ہر دایہ سے نام اور قبیلہ دریافت کرتیں۔ جب وہ حلیمہ کا نام نہ سنتیں تو بڑی ملائمت سے فرماتیں۔

"بہن! میرا بیٹا یتیم ہے۔"

یہ سنتے ہی دائیاں چلی جاتیں۔ انھیں اس بچے میں کیا دلچسپی ہو سکتی تھی، جس کا باپ زندہ نہ تھا۔ دائیاں عبدالمطلب سے پوچھتیں:

"یہ آپ کا بیٹا ہے؟"

تو آپ فرماتے:

"نہیں، لیکن مجھے یہ بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ ابھی یہ ماں کے شکم میں تھا کہ اس کا باپ وصال کر گیا تھا۔"

یہ سن کر کوئی دایہ آپ کے گھر نہ ٹھہری۔ سب چلی گئیں۔

میں شہر مکہ میں داخل ہوئی تو پوچھا: "خادم حرم کون ہے؟" جواب ملا: "عبدالمطلب" تو میں عبدالمطلب کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ انھیں سلام کیا اور عرض کیا:

"سید اشراف مکہ! پیکرِ جود و کرم! میں قبیلۂ بنی سعد کی ایک ستم رسیدہ، قحط زدہ اور مفلوک الحال عورت ہوں۔ ہمارے مویشی قحط کی نذر ہو چکے ہیں۔ موجودہ سال نے تو رہی سہی کسر بھی پوری کر دی ہے۔

معدنِ کرم! میں نے سنا ہے کہ آپ کو دایہ کی ضرورت ہے۔ میں اپنی خدمات پیش کرنے کے لیے حاضر ہوئی ہوں۔ شاید اسی بہانے ہمارے دن پھر جائیں۔"

آپ نے پوچھا:

"خاتون! آپ کا نام کیا ہے؟"

میں نے کہا:

"حلیمہ نام ہے۔ قبیلۂ بنی سعد سے ہوں۔"

آپ نے فرمایا:

"حلیمہ! میرے ہاں بچہ ضرور ہے اور وہ بچہ ایسا عدیم المثال ہے کہ آج تک کسی ماں نے ایسے صبیح و ملیح بچے کو جنم نہ دیا ہوگا۔ لیکن —— لیکن حلیمہ! وہ باپ کے سایہ سے محروم ایک یتیم بچہ ہے اگر تم اس کی رضاعت پر راضی ہو تو بسم اللہ کرو اور لے جاؤ۔"

میں نے کہا:

"سیدی! میرا خاوند بھی میرے ساتھ مکہ آیا ہوا ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ اجازت ہو تو میں خاوند سے مشورہ کر لوں۔ اگر وہ یتیم بچے کو لے جانے پر راضی ہو گیا تو بسر و چشم حاضر ہو جاؤں گی۔"

آپ نے فرمایا:

"ٹھیک ہے تم مشورہ کر کے جلد بتا دینا۔"

میں وہاں سے مایوس اور دل گرفتہ لوٹ آئی۔

عبدالمطلب کے گھر سے سیدھی حارث کے پاس آئی۔ خاوند نے کہا:

"کیا خبر لائی ہو؟"

میں نے کہا:

"عبدالمطلب کے گھر میں ایک حسین و جمیل بچہ ہے۔ لیکن وہ یتیم ہے۔ میں نے آپ کے ڈر سے فی الحال قبول نہیں کیا۔ کہیے آپ کا کیا ارادہ ہے؟"

حارث نے کہا:

"حلیمہ! خود سوچو کہ ہم قحط زدہ لوگ یتیم لے کر کیا کریں گے؟"

میں نے کہا:

"لیکن اس کے دادا نے خیر کثیر کا وعدہ کیا ہے۔"

حارث نے کہا:

"دائیاں ہمیشہ بچہ کے باپ سے اجرت اور انعام وصول کیا کرتی ہیں، دادا سے نہیں۔ یتیم بچہ کی پرورش کر کے ہمیں انعام واکرام کی توقع رکھنا، عبث ہے۔ چھوڑو اس قصہ کو!"

خاوند کی بات سن کر مجھے بہت صدمہ ہوا اور میں دل میں مسوس کر رہ گئی۔

دوسرے دن میری ہم سفر دائیاں واپسی کی تیاریاں کر رہی تھیں۔ انھیں دیکھ کر میرے آنسو رخساروں پر بہ نکلے۔ حارث نے دیکھا تو کہا:

"حلیمہ! کیوں رو رہی ہو؟"

میں نے کہا:

"کیوں نہ روؤں۔ بنی سعد کی تمام دائیاں بچے لے کر جا رہی ہیں اور میں تہی دامن ہوں۔"

حارث نے کہا:

"تو کیا چاہتی ہو؟"

میں نے کہا:

"وہی یتیم! ممکن ہے کہ اس کی برکت سے اللہ ہمارے دن پھیر دے۔"

حارث نے کہا:

"تو جاؤ اور اسے لے آؤ!"

یہ سن کر میری خوشی کی انتہاء نہ رہی۔

ادھر عبدالمطلب میری تلاش میں گھر سے نکلے اور ادھر میں ان کے گھر جا رہی تھی۔ راستہ میں ہی ان سے ملاقات ہو گئی۔ میں نے پوچھا:

"کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟"

آپ نے فرمایا:

"تمہارے پاس ہی تو جا رہا تھا حلیمہ!"

میں نے کہا:

"اور اے سیّدِ عرب! میں بھی آپ ہی کی خدمت میں جا رہی تھی۔"

اور خوشی سے مسکراتے ہوئے بتایا:

"دُرِ یتیم کی رضاعت کے لیے خاوند کی اجازت لے آئی ہوں۔"

یہ سنتے ہی عبدالمطلب مجھے اپنے ساتھ گھر لائے۔ میں نے سیدہ آمنہ کو سلام کہا۔ وہ بڑی خندہ پیشانی سے ملیں اور فرمایا:

"واللہ! میرے بچے کی رضاعت کے قابل تم ہی تھیں۔"

اور میرا ہاتھ تھام کر اس کمرے میں لے گئیں جہاں سیدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم محوِ خواب تھے۔

معجزہ

شیر خوارگی

حلیمہ کہتی ہیں کہ جب میں حضور کے کمرہ میں داخل ہوئی تو وہ نور سے جگمگا رہا تھا۔
میں نے سیدہ آمنہ سے کہا:

"سیدہ! یوں لگتا ہے جیسے آپ کے فرزند کے گرد ستارے جھلملا رہے ہیں۔"

آپ نے فرمایا:

"یہ تو میرے صبیح و ملیح بیٹے کے مکھڑے سے نکلنے والی شعاعیں ہیں۔"

آپ پیٹھ کے بل سیدھے لیٹے ہوئے مبارک انگلیاں چوس رہے تھے اور گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔ میں ان کی جانب بے اختیار لپکی تو سیدہ آمنہ نے کہا:

"میں تو پہلے ہی جانتی تھی کہ اسے دودھ پلانے والی قبیلۂ بنی سعد کی حلیمہ ہوگی۔"

میں نے عرض کیا:

"سیدہ! محمد کا حسن و جمال دیکھ کر میرے انگ انگ میں اس کے لیے شفقت و محبت سما گئی ہے۔"

یہ کہہ کر میں آپ کے سرِ اقدس کی جانب کھڑی ہوگئی۔ میں نے ان کی جانب باہیں

پھیلا دیں کہ اٹھا کر سینہ سے لگا لوں۔ ——— اچانک آپ نے چشمانِ مبارک کھولیں اور مجھے دیکھ کر مسکرانے لگے۔ آپ کی مسکراہٹ کے ساتھ ہی کمرے میں نور کی چادر تن گئی۔ یوں محسوس ہوا جیسے شعاعیں آسمان تک بلند ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ میں نے آپ کو گود میں لے کر چوما اور دایاں پستان آپ کے منہ میں ڈال دیا۔ آپ نے دودھ نوش فرمایا۔ بایاں پستان پیش کیا تو آپ نے قبول نہ کیا۔ گویا دوسرا پستان آپ نے اپنے دودھ پیتے بھائی ضمرہ کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ آپ دائیں سے ہی دودھ نوش فرمایا کرتے تھے۔ جبکہ بائیں سے ضمرہ پیا کرتا تھا۔

آپ کو لے کر اٹھی تو مسرتیں میرے انگ انگ میں سما گئیں اور میں اپنے آپ کو دنیا کی خوش قسمت ترین عورت تصور کرنے لگی۔ دروازہ سے باہر نکلنے لگی تو عبدالمطلب نے فرمایا:

"حلیمہ! ٹھہرو! کچھ زادِ سفر لیتی جاؤ۔"

میں نے کہا:

"مجھے اب زادِ سفر کی ضرورت نہیں رہی ہے، میرے لیے محمد ہی کافی ہیں۔"

لیکن عبدالمطلب نے مجھے زادِ سفر دے دیا۔ گھر سے باہر نکلی تو سیدہ آمنہ نے بیٹے کو گلے لگایا چوما اور زار و قطار رونے لگیں۔ ماں بیٹے کی فرقت کے لمحات بڑے صبر آزما تھے۔ جب ماں نے یہ کہا:

"میرے یتیم! خدا تمہارا حامی و ناصر ہو۔"

تو میں بھی آنسوؤں پر ضبط نہ کر سکی۔

حضور کو لے کر جب مکہ سے باہر آئی تو گرد و پیش کی ہر چیز سے مجھے یہ آوازیں آنے لگیں:

"مبارک ہو حلیمہ! محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت مبارک ہو۔"

خاوند کے پاس پہنچی تو بنی سعد کی دائیاں میرے انتظار میں تھیں۔ انھوں نے مجھے دیکھتے ہی کہا:

"حلیمہ! تیرے گرد و پیش انوار کیسے ہیں؟"

میں نے آپ کے چہرہ سے کپڑا سرکایا اور کہا:

"یہ چمک دمک اس مکھڑے کی بدولت ہے۔"

بنی سعد کی دائیوں نے حضور کے چہرہ پر انوار کی بارش دیکھی تو کہا:

"یہ مکھڑا حسن و جمال میں اپنی مثال نہیں رکھتا۔ ایسا بچہ ہم نے آج تک نہیں دیکھا، یہ مکھڑا اس لائق ہے کہ ہر زبان سے اس کی صفت و ثناء ہوتی رہے۔"

وہ رات ہم نے کیف و سرور میں گذار دی۔

صبح ہوئی تو ہم نے کجاوے کسے اور سواریاں تیار کیں۔ میں اونٹنی پر سوار ہو گئی۔ دائیں گود میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور بائیں میں ضمرہ کو لے لیا۔ قافلہ چلا تو میں سب سے آگے نکل گئی۔

دائیاں کہنے لگیں:

"حلیمہ! تیری اونٹنی تو اتنی لاغر تھی کہ چلنے سے معذور تھی لیکن یہ تو فربہ اندام اور سبک خرام ہے!"

اللہ نے اونٹنی کو قوت گویائی عطا فرمائی اور وہ فصیح زبان میں بولی:

"خواتین بنی سعد! اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ دیکھو تو سہی کہ میری پشت پر سید الاولین والآخرین سوار ہیں۔ انھی کی برکت نے میری نقاہت کو قوت میں اور سست روی کو برق رفتاری میں تبدیل کر دیا ہے۔"

دائیاں اونٹنی کی رفتار پر پہلے حیران تھیں۔ اب اس کی گفتار نے ان کو مزید حیرت میں ڈال دیا۔ میں بنی سعد کی دائیوں کو دور پیچھے چھوڑتی ہوئی ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔

میں قبیلۂ بنی سعد پہنچی تو وہاں ایک پادری کہہ رہا تھا:

"آخر زمانہ میں محمد نامی ایک شخص ہو گا جو بتوں کو توڑ کر ذلیل و رسوا کر دے گا۔"

پادری یہ باتیں کہہ رہا تھا کہ میں پہنچ گئی۔ مجھے دیکھتے ہی وہ بولا:

"لو وہ دیکھو! حلیمہ اسے لے آئی ہے۔ دیکھو اس کی گود میں وہی بچہ ہے جس کی میں بات کر رہا تھا۔"

پادری نے مشرکین و نصاریٰ کو پہلے ہی آپ کے خلاف ابھار رکھا تھا۔ اس نے مزید اشتعال دلاتے ہوئے کہا:

"آج وقت ہے۔ اسے ابھی قتل کر دو۔"

انھوں نے کہا:

"مقدس باپ! ہم اس معصوم کو کیسے قتل کر سکتے ہیں؟"

پادری بولا:

"آج وقت ہے۔ کل پچھتاؤ گے۔ جوان ہو کر یہ نہ صرف تمہارے بت ہی توڑے گا بلکہ قتال و جدال بھی کرے گا۔"

Scanned with CamScanner

مشرکین ونصاریٰ نے یہ سنتے ہی تلواریں سونت لیں۔ وہ میری جانب لپکے تو میں نے آپ کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا:

"ہائے میرا قرۃ العین محمد!"

اچانک آسمان سے بجلی کوندی اور سب کو جلا کر بھسم کر دیا۔ ہاتف سے ندا آئی:

"دشمنانِ محمد کو خدائے قہار کے قہر کی آگ نے جلا ڈالا ہے۔"

آپ قبیلہ بنی سعد میں آئے تو برکات نازل ہونے لگیں، قحط دُور ہو گیا، چراگاہیں ہری ہو گئیں، نخلستان بارآور ہو گئے اور قبیلہ بنی سعد دیکھتے ہی دیکھتے خوشحال ہو گیا۔ قبیلہ والے جان گئے کہ برکات کا اصل منبع وہ مقدس بچہ ہے جو حلیمہ کی گود میں ہے۔ قبیلہ کے لوگ آپ کی زیارت کے لیے آنے لگے۔ ان میں عورتیں، مرد اور بچے بھی شامل تھے۔ کوئی آپ کی پیشانی چومتا، کوئی ہاتھوں کو بوسہ دیتا اور کوئی آپ کے ننھے منھے پاؤں چومتا تھا۔ خدا نے ان کے دلوں میں آپ کی محبت ڈال دی تھی۔

دو سال کے ہوئے تو آپ کی نشوونما بڑی تیزی سے ہونے لگی۔ میں نے کبھی بھی آپ کے کپڑے نہ دھوئے تھے۔ آپ ہر وقت صاف ستھرے رہتے تھے۔ آپ کو بول و براز کرتے میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ بچپن میں ہی آپ اتنے حیادار تھے کہ چھپ کر بول و براز کرتے۔ جب فارغ ہو جاتے تو زمین پر بول و براز کا نشان تک نہ ہوتا تھا۔ بلکہ زمین سے خوشبو آیا کرتی تھی۔

آپ بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھا کرتے لیکن ان کے کھیل میں شامل نہیں ہوا کرتے تھے۔ آپ نے بات کرنا شروع فرمائی تو سب سے پہلے یہ جملہ ادا فرمایا:

"اللہ اکبر الحمد للہ الذی اخرجنی من بیتٍ طاہرٍ۔"

"اللہ اکبر! سب خوبیاں اسی کو شایاں ہیں جس نے مجھے پاکیزہ گھر سے ظاہر فرمایا۔"

معجزہ

حیرت اندر حیرت

حلیمہ فرماتی ہیں کہ ایک دن آپ نے مجھ سے کہا:

"امی جان! صبح سے دوپہر ہو گئی ہے لیکن بھائی ضمرہ نظر نہیں آئے۔ آخر وہ کہاں ہیں؟"

میں نے کہا:

"بیٹا! تمہارے دم کے صدقہ میں اللہ نے ہمیں جو اونٹ دیے ہیں ضمرہ انھیں چرانے گیا ہے۔"

آپ نے کہا:

"میں تو ٹھنڈی چھاؤں تلے بیٹھ کر گھر میں ٹھنڈا پانی پیتا ہوں جبکہ میرا بھائی ضمرہ صحراؤں کی کڑکتی دھوپ میں اونٹ چراتا رہتا ہے۔ امی! یہ کہاں کا انصاف ہے؟"

میں نے کہا:

Scanned with CamScanner

"بیٹا! ضمرہ تو صحراؤں اور چٹانوں کا پالا ہے جب کہ تم ایک عالی نسب خاندان کے چشم و چراغ ہو۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ میں ڈرتی ہوں کہیں تجھے کسی حاسد کی نظر نہ لگ جائے یا کوئی مخالف تجھے نقصان نہ پہنچائے۔"

آپ نے کہا:

"جس کا نگہبان اللہ ہو، اسے کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ امی! اللہ پر توکل رکھیں۔"

میں نے کہا:

"بیٹا! تم چاہتے کیا ہو؟"

آپ نے کہا:

"یہی کہ مجھے بھی ضمرہ کے ساتھ جانے دیا کریں۔ امی! میں نرمی اور سختی میں ان کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔"

میں آپ کی خواہش ٹھکرا نہ سکی اور بادلِ نخواستہ اجازت دے دی۔

دوسرے دن علی الصبح میں نے آپ کو نہلا کر خوبصورت لباس پہنایا۔ آپ کی آنکھوں میں سرمہ لگا کر تیل ڈالا اور آپ کو عصا دے کر ضمرہ کے ساتھ رخصت کر دیا۔ وادی میں درختوں کی اوٹ میں اونٹوں کے ساتھ آپ یوں لگ رہے تھے جیسے مشرق سے سورج طلوع ہو رہا ہے۔ بنو سعد نے یہ دیکھ کر مجھ سے کہا:

"حلیمہ! انھیں گھر میں رکھا کرو تو اچھا ہے، ان کا باہر نکلنا مناسب نہیں۔"

میں نے کہا:

"میں کب چاہتی ہوں؟ لیکن کیا کروں ان کی خواہش کے آگے مجبوراً سر

جھکانا پڑا ہے۔"

انھوں نے کہا:

"حلیمہ! جب وہ اونٹ چرانے جایا کریں تو ان کے پیچھے تم بھی چلی جایا کرو۔"

میں نے ان کے مشورہ کو تسلیم کر لیا۔

ایک دن دونوں بھائی وادی میں اونٹ چرانے گئے تو میں بھی ان کے پیچھے چل نکلی۔ میرے اور ان کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ میں نے دُور سے ان کے مکھڑے سے نور کی شعاعیں نکلتی دیکھیں۔ محبت و شفقت سے مجبور ہو کر میں ان کے پاس چلی گئی۔ سلام کے بعد آپ سے پوچھا:

"بیٹا! ضمرہ کے ساتھ کیسی گذر رہی ہے؟"

آپ نے فرمایا:

"الحمدللہ! اونٹ چرانے میں بہت لطف آتا ہے۔"

پھر میں نے ضمرہ سے پوچھا:

"ضمرہ! تم بتاؤ محمد کے ساتھ وقت کیسا گذرتا ہے؟"

ضمرہ نے کہا:

"عجیب و غریب باتیں دیکھ رہا ہوں۔"

میں نے پوچھا:

"عجیب و غریب باتیں؟ وہ کیا؟"

ضمرہ نے کہا:

"محمد پتھروں کے قریب سے گذرتے ہیں تو پتھر انھیں سلام کہتے ہیں، درختوں کے قریب سے گذرتے ہیں تو درخت جھک

جاتے ہیں اور اونٹ ان کی ہر بات مانتے ہیں۔ اگر کہیں ٹھہرو تو اونٹ ٹھہر جاتے ہیں اور اگر کہیں چلو تو وہ چلنے لگتے ہیں۔"

ضمرہ نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا:

"امی! ایک عجیب تر بات سنیئے!"

ہم ایک ایسی وادی کے پاس آئے جس میں گھنے درخت تھے۔ ہم نے چاہا کہ وادی سے اونٹوں کے لیے چارہ لے لیں۔ محمد نے مجھ کہا: "تم نے اونٹوں کو کیوں روک لیا ہے؟" میں نے کہا: "اس وادی میں درندے رہتے ہیں حتیٰ کہ شیر بھی ہیں۔" محمد نے کہا: "ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔" پھر وہ گھنے درختوں میں داخل ہو گئے۔ میں بھی ان کے پیچھے چلتا گیا۔ اچانک گھنے درختوں کی اوٹ سے شیر نکل آیا جسے دیکھتے ہی اونٹ ڈر کر بھاگ گئے۔ شیر سیدھا محمد کے پاس آیا اور اپنا سر ان کے آگے جھکا دیا۔ انھوں نے شیر کو کان سے پکڑ کر کچھ کہا تو شیر وہاں سے بھاگ گیا۔ کچھ دیر بعد اونٹ بھی واپس آگئے۔ اونٹ جب شیر سے ڈر کر بھاگے تھے تو ایک اونٹ کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی۔ اس نے ان کے آگے ٹانگ پھیلا دی۔ انھوں نے ہاتھ پھیرا تو اونٹ کی ٹانگ درست ہو گئی۔"

ضمرہ کی باتیں سن کر میں نے محمد کو سینے سے لگا لیا۔

دوسرے دن آپ حسب معمول ضمرہ کے ساتھ اونٹ چرانے گئے۔ ظہر کا وقت ہوا تو قبیلہ میں شور مچ گیا۔ میں گھبرا کر خیمہ سے باہر نکلی تو دیکھا کہ ضمرہ چلا چلا کر کہہ رہا تھا:

"امی! جلدی آئیے! محمد کو کسی نے شہید کر دیا ہے۔"

یہ سنتے ہی قبیلہ کے مرد تلواریں لے کر خیموں سے نکل پڑے۔ عورتوں نے چیخنا شروع کر دیا۔ حارث بھی وادی کی طرف بھاگ نکلے۔ وہ زور زور سے چلا رہے تھے:

"افسوس! محمد غریب الوطنی میں مارے گئے۔"

میں سب سے آگے روتی چلاتی بھاگ رہی تھی۔ ہم اونٹوں کے پاس پہنچے تو محمد وہاں بیٹھے مسکرا رہے تھے۔ میں بے اختیار ہو کر ان پر گر پڑی۔ ان کی پیشانی کو چوما اور سینہ سے لگا کر کہا:

"بیٹا! کیا بات ہو گئی تھی؟"

آپ نے کہا:

"امی جان! ضمرہ کے پاس بیٹھا میں کھجوریں کھا رہا تھا کہ دو اجنبی آئے۔ انھوں نے مجھے بڑے پیار سے لٹا دیا۔ ایک نے چمکدار چھری نکالی اور میرا شکم سینہ تک چاک کر دیا۔ پھر اس نے میری انتڑیاں اور دل نکالا۔ وہ میرے دل کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ میرے دل سے ایک سیاہ نقطہ نکال کر پھینک دیا اور کہا "یہ وہ خانہ ہے جس میں شیطان داخل ہو سکتا تھا"۔ پھر دوسرا شخص آگے بڑھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک طشت تھا۔ جس میں نقرئی پانی تھا۔ اس نے دل کو دھو کر میرے پہلو میں رکھ دیا۔ پھر اس نے ایک مہر نکالی اور میرے دل پر لگا دی۔ میرا شکم بالکل پہلے کی طرح ہو گیا۔

پھر ایک نے دوسرے سے کہا: "ان کا دس امتیوں کا مقابلہ میں وزن کرو۔" وزن ہوا تو میں بھاری نکلا۔ اس نے پھر کہا: "سو آدمیوں کے مقابلہ میں تولو۔" میں پھر بھاری رہا۔ تو دوسرے نے کہا:

ایک پلڑے میں ساری امت ڈال دو، پھر بھی یہی بھاری رہیں گے"

پھر وہ دونوں کہنے لگے: "محمد! آپ پر جو انعام ہونے والے ہیں، ان کی کوئی انتہا نہیں۔" یہ کہہ کر دونوں آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔ میں انھیں دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔"

قبیلہ والے آپ کی یہ باتیں سن کر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔

اگلے دن حارث نے مجھ سے کہا:

"حلیمہ! جلدی کرو اور انھیں لواحقین کے سپرد کر آؤ۔ ہم کسی آزمائش میں نہ پڑ جائیں۔"

قبیلہ والوں نے کہا:

"محمد کو کاہن کے پاس لے جاؤ۔"

میں آپ کو ایک کاہن کے پاس لے آئی۔ کاہن نے کہا کہ اپنا قصہ سناؤ۔ آپ نے ساری روداد من وعن بیان کر دی۔ آپ کی داستان سنتے ہی کاہن نے آپ کو دلبوچ لیا اور بولا:

"اہل عرب! اس بچّہ کو قتل کر دو۔ یہ تمہارے بتوں کو باطل قرار دے کر تمہیں ایک ایسے دین کی دعوت دے گا جسے تم جانتے تک نہیں۔"

کاہن شور مچا رہا تھا کہ اچانک ایک عجیب الخلقت شخص نمودار ہوا۔ اس کے پاس ایک چمکدار ہتھیار تھا جس کے ایک ہی وار سے اس نے کاہن کو دو ٹکڑے کر دیا اور خود نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

آپ کو لے کر واپس آ رہی تھی کہ ایک کنوئیں کی منڈیر پر ایک عورت بیٹھی

زار و قطار رو رہی تھی۔ میں نے پوچھا:

"کیوں رو رہی ہو؟"

اس نے کہا:

"میرا ایک ہی بیٹا تھا جو اس کنوئیں میں ڈوب مرا ہے۔"

میں نے پوچھا:

"یہ کیسے ہوا؟"

اس نے کہا:

"میں نے بیٹے کو کندھوں پر اٹھا رکھا تھا۔ کنوئیں کے قریب سے گزری تو بیٹے نے لڑھک کر کنواں دیکھنا چاہا۔ اس کا توازن بگڑا تو کنوئیں میں گر پڑا۔"

یہ کہہ کر عورت نے پھر رونا شروع کر دیا۔ آپ خاموشی سے عورت کی باتیں سن رہے تھے۔ اس نے بات ختم کی تو آپ نے کنوئیں کی منڈیر پر کھڑے ہو کر انگلی کا اشارہ کیا۔ کنوئیں کا پانی اچھل کر کناروں تک آ گیا۔ سطح آب پر ایک بچہ تیر رہا تھا جس نے آپ کو دیکھتے ہی کہا:

"السلام علیک یا محمد۔"

عورت نے اپنے بچے کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور میں نے محمد کو گود میں لے لیا۔

اگلے روز میں آپ کو ہمراہ لے کر مکہ چل نکلی۔ مکہ پہنچی تو حرم کے دروازہ پر بہت سے لوگ کھڑے تھے۔ میں حرم میں داخل ہو گئی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جگہ بٹھا کر میں نے کعبہ کا طواف کیا واپس آئی تو محمد وہاں موجود نہ تھے۔ میں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ دروازہ پر کھڑے لوگوں سے میں نے پوچھا:

"میرا بیٹا میرا محمد آپ نے تو نہیں دیکھا؟"

انھوں نے پوچھا:

"کون محمد؟"

میں نے کہا:

"محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب۔ میں اسے دادا کے سپرد کرنے آئی تھی۔ ہائے میرا بیٹا! خدا کی قسم اگر مجھے بیٹا نہ ملا تو میں صدمہ سے اپنے آپ کو ہلاک کر بیٹھوں گی۔"

ایک بوڑھا عصا کا سہارا لیتے ہوئے میرے قریب آیا اور بولا:

"سعدیہ! کیا ہوا؟"

میں نے کہا:

"میرا بیٹا گم ہو گیا ہے۔"

بوڑھے نے کہا:

"فکر نہ کرو۔ میرے پاس ایک ایسی قوت ہے جو تجھے بیٹا لوٹا دے گی۔"

یہ کہہ کر بوڑھا ہبل بت کے پاس آیا۔ اس نے بت کے سات طواف کیے اور کہا:

"میرے معبود! حلیمہ کا گمان ہے کہ اس کا بیٹا گم ہو گیا ہے۔ بتائیے محمد کہاں ہے؟"

یہ سنتے ہی ہبل جھک کر بولا:

"بوڑھے! ایک دن اس بچے کے ہاتھوں ہمارا خاتمہ ہو جائے گا۔"

میں نے دیکھا کہ بوڑھا صنم خانہ سے باہر آتے ہی گر پڑا۔ اس کے ہاتھوں سے عصا چھوٹ گیا اور وہ زار و قطار رونے لگا۔

پھر میں نے ہاتف سے ندا سنی:

"سنو لوگو! محمد کا رب اسے ضائع نہیں ہونے دے گا۔ وادیٔ تہامہ میں شجر یمامہ کے نیچے محمد بیٹھے ہوئے ہیں۔"

اہلِ مکہ نے بھی ہاتف کی آواز سنی۔ عبدالمطلب گھر سے نکلے اور وادیٔ تہامہ کی جانب دوڑے۔ میں بھی دوڑتی ہوئی وہاں پہنچی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ عبدالمطلب آپ کے پاس کھڑے پوچھ رہے تھے:

"بیٹا تم کون ہو؟"

جواب ملا:

"محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب۔"

عبدالمطلب نے کہا:

"میرے لختِ جگر! میں تمہارا دادا عبدالمطلب ہوں۔"

یہ کہہ کر انھوں نے آپ کو سینے سے لگا لیا۔ مجھے انعام و اکرام سے نوازا اور رخصت کر دیا۔

فصلی اللہ علی حبیبہ قدر حسنہ وجمالہ۔